جُولائی
اگسْت
سِتمبر
2025

بیادگار شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس اللہ سرہ

جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار کا علمی ادبی دینی دعوتی اور اصلاحی ترجمان

سہ ماہی ندائے حسین کشن گنج

کا

تحفہ اوقاف نمبر

ایڈیٹر

بلال احمد مولانا محمد غیاث الدین قاسمی
استاذِ عربی جامعہ حسینیہ مدنی نگر

دفتر ندائے حسین جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار ۸۵۵۱۰۷

Quarterly Kishanganj
Nida-e-husaiN
Jul, Aug, Sep 2025. Vol:09 Isu:03

جامعہ حسینیہ مدنی نگر فرنگورا کشن گنج بہار کی
تعمیری سرگرمیوں میں بھر پور حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

Share/Sqf.	Rupees	حصہ فی اسکوائرفٹ
1	1,000.00	1
5	5,000.00	5
10	10,000.00	10
25	25,000.00	25
50	50,000.00	50
100	1,00,000.00	100
500	5,00,000.00	500
1000	10,00,000.00	1000
6150	61,50,000.00	6150

ITEM	قیمت	سامان
Bricks	4,75,000.00	اینٹ
Cement	8,92,500.00	سمینٹ
Sand	1,44,000.00	بالو
Chips	3,60,000.00	گٹی
Steel	18,00,000.00	اسٹیل
Door & Window	8,00,000.00	دروازہ، کھڑکی
Grill Work	8,00,000.00	گریل
Labor Charge	14,01,400.00	مزدوری
Painting	6,25,000.00	پنٹینگ
Plumber Work	2,22,100.00	پلمبر سامان
Miscellaneous	70,000.00	متفرق
Total	61,50,000.00	ٹوٹل

SCAN WITH ANY UPI APP

BANK DETAILS:

Shaikhul Islam
Educational And
Welfare Trust
A/C 920020056472638
IFSC UTIB0001076
Axis Bank Kishanganj

Jamia Hussainia
Madni Nagar
PNB Bank A/C No:
06961010000720
IFS Code PUNB 0069610

JAMIA HUSAINIA
Madni Nagar, Faringora, Ward No.-09, Kishanganj (Bihar)- 855107
9472477241, 9973014786, 9973918786

www.jamiah.in

دفتر ندائے حسین جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار ۸۵۵۱۰۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس اللہ سرہ

جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار کا علمی ادبی دینی دعوتی اور اصلاحی ترجمان

سہ ماہی

ندائے حسین

کشن گنج

جلد ⑨ شمارہ ۳

جولائی، اگست، ستمبر ۲۰۲۵

کا

تحفظ اوقاف نمبر

زیر سرپرستی حضرت اقدس الحاج مولانا محمد غیاث الدین صاحب قاسمی مدظلہ

بانی ومہتمم جامعہ ہذا وخلیفہ مجاز فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحبؒ

مجلس مشاورت

حضرت مولانا ومفتی محمد جاوید اقبال صاحب صدر جمعیۃ علماء بہار

حضرت مفتی صبیح اختر صاحب قاسمی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ جلالیہ ہوجائی آسام

جناب الحاج مولانا عبدالحمید صاحب قاسمی صدر المدرسین جامعہ ہذا

مولانا آصف الرحمان ندوی ناظم جامعہ صفۃ الاسلام رحمان نگر، ہریاپارہ، ارریہ

مولانا امان اللہ امام وخطیب جامع مسجد بہادر گنج بازار

جناب مولانا جرار حسین صاحب بدری

مدیر مسؤل

جناب مولانا محمد ریاض الدین صاحب قاسمی

ایڈیٹر

بلال احمد مولانا محمد غیاث الدین قاسمی

استاذِ عربی جامعہ حسینیہ مدنی نگر

شائع کردہ دفتر ندائے حسین جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار انڈیا ۸۵۵۱۰۷

+91 9113721549
+91 9472477241
E-mail: nidaehusain@gmail.com / skbilalahmad@gmail.com

مشمولات پر ایک نظر

عرض مرتب	حرفہائے گفتنی	مفتی بلال احمد	3
دلی دعا	اظہار مسرت	مدیر جامعہ	9
مقالات	وقف قانون 2025ء کیوں قبول نہیں؟	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	13
	کرنے کے چند کام	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	22
	اس وقف ایکٹ کے چند خطرناک نکات	امارت شرعیہ	30
	خطاب: وقف اسلامی نقطۂ نظر سے	حضرت امیر شریعت مدظلہ	40
و	یہ وقف قانون امتیازی — آٹھ وجوہات	جناب ابھیشیک سنگھوی	99
	اسلام میں وقف کی اہمیت	مفتی امانت علی قاسمی	105
	وقف کی حقیقت و اہمیت	مفتی اشتیاق احمد قاسمی	110
	وقف کی شرعی حیثیت	مولانا محمد رضی الاسلام ندوی	118
	شہریوں کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی	مولانا محمد برہان الدین	123
	سپریم کورٹ میں کپل سبل کے اہم قانونی دلائل	رپورٹ	125
مضامین	دل کی بات	مولانا محمود اسعد مدنی	129
	اپیل	ادارہ	136

نوٹ: مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں ہے۔

ندائے حسین ایک دینی، دعوتی اور علمی پیغام ہے، اس کی اشاعت میں
حصہ لے کر اس پیغام کو عام کرنے میں ہمارا تعاون کریں!

ادار یہ:

وقف ایک بابرکت صدقۂ جاریہ

اسلام ''دینِ رحمت'' ہے جو اپنے ماننے والوں کو نہ صرف عبادات کا حکم دیتا ہے، بلکہ اپنی ذات کو مخلوقِ خدا کے لیے نفع بخش بنانے اور ایک خیر خواہ معاشرہ تشکیل دینے کی بھی ترغیب دیتا ہے۔ انہی تعلیمات کا ایک نمایاں پہلو ''وقف'' ہے۔ وقف کہتے ہیں ''اپنی کسی جائیداد کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے ہمیشہ کے لیے اللہ کے نام کر دینا، تا کہ اس کا فائدہ مسلسل مخلوقِ خدا کو پہنچتا رہے۔''

وقف ایک ایسا صدقہ ہے جو صرف دینے والے کے لیے نہیں، بلکہ پورے معاشرے کے لیے سایۂ رحمت ہے۔ اس کے ذریعے نہ صرف دینی خدمات فروغ پاتی ہیں، بلکہ غربت، جہالت، بیماری اور بے روزگاری جیسے سوسائٹی کے بنیادی مسائل بھی حل ہو سکتے ہیں۔

وقف دراصل صدقۂ جاریہ کی ایک اعلیٰ شکل ہے۔ وقف کرنا ایک عبادت ہے اور وقف ایسی جائیداد ہے جو مذہبی اور خیراتی مقاصد کے لیے مخصوص ہے، اب اس پراپرٹی کو مذہبی و خیراتی مقاصد کے علاوہ کسی اور چیز کے لیے استعمال کرنا منع ہے۔ جائیداد وقف کرنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اب کسی خاص شخص کی یہ ملکیت نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کے نام پر ہے۔ ایک بار جب کسی جائیداد کو وقف قرار دے دیا جائے تو دوبارہ ملکیت کے حقوق حاصل نہیں کیے جا سکتے۔

وقف کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہمارے نبی حضرت خاتم

النبیین ﷺ نے جب اس دنیا سے پردہ فرمایا تو آپ نے اپنے پیچھے جن تین چیزوں کو چھوڑا تھا، ان میں ایک وقف کردہ زمین بھی تھی۔ (وَأَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيلِ صَدَقَةً. [رواه البخاری])

نیز نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو بھی ترغیب دی اور فرمایا کہ :''جب انسان وفات پا جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، سوائے تین عمل کے :صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔''(صحیح مسلم)

وقف کے ذریعے مسجدیں، مدارس، یتیم خانے، اسپتال، کتب خانے، کنویں، اور دیگر فلاحی ادارے قائم کیے جاتے ہیں۔ یہ ادارے نہ صرف دینی و دنیوی خدمات انجام دیتے ہیں، بلکہ محتاجوں، یتیموں، بیماروں اور طلباء کے لیے رحمت کا سایہ بنتے ہیں۔

اسلامی تاریخ میں وقف کی شاندار روایات ملتی ہیں۔ حضرت عثمانؓ کا ''بئرِ رومہ''(پانی کا کنواں)، حضرت عمرؓ کی خیبر کی زمین کا وقف، اور بعد میں مسلم حکمرانوں کا پورے تعلیمی اور طبی نظام کو وقف کی بنیاد پر قائم کرنا، اس عظیم عمل کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

مسلمان پوری دنیا میں جہاں بھی گئے اور بسے، وقف کے اس نظام کو ضرور قائم کیا اور خلقِ خدا کو فائدہ پہونچانے کی مقدور بھر ضرور کوشش کی۔ اور خود ہمارے دیش میں بھی مسلمان سالوں سے اپنی جائیداد خدا کے نام پر ''دان'' کرتے آرہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں وطن عزیز کے اندر لاکھوں ایکڑ اراضی وقف ہے، جس سے مسلم وغیر مسلم ہر

ایک برابر فائدہ اٹھا رہے ہیں۔لیکن اسلامی وقف کا یہ نظام جو درحقیقت غربت، جہالت، بیماری اور بے روزگاری جیسے اہم مسائل کے حل کے لیے مسلمانوں نے ہمیشہ کے لیے خدا کے نام پر ''دان'' کیا تھا، اب ان ساری جائیدادوں پر حکومت کی گندی نظر ہے۔ بجائے اس کے کہ اس نظام کو اور مستحکم کیا جاتا، ناجائز قبضے چھڑائے جاتے، مجرموں کو سزا دی جاتی؛ طرفہ تماشا ہے کہ ایک قانون لاکر ان جائیدادوں کو ختم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

وقف ایکٹ 2025، یہ صرف ایک ترمیم نہیں، بلکہ یہ ہماری تاریخ کو مسخ کرنے کی مذموم کوشش ہے۔ اوقاف کا عدم تحفظ، ہماری ''خیر کی تاریخ''کو ختم کردے گا۔مسئلہ صرف زمینوں کا نہیں ہے، مسئلہ ہم مسلمانوں کی تہذیب وثقافت اور تاریخ وروایات کو ختم کرنے کا ہے۔ہم اس حقیقت کو جتنی جلدی سمجھ جائیں، بہتر ہوگا۔

یہاں بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس صورت حال میں اب ہم مسلمان کیا کریں؟ اور کیسے اس متوارث ورثے کی حفاظت کریں؟ اس کا جواب جاننے سے پہلے حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے اس جملے کو بغور پڑھیں اور سمجھیں! آپ نے فرمایا کہ ''جب آپ حکومت کے لیے وقف ایکٹ کو رکھنے کی قیمت، اس کو ہٹانے سے کم کردیں گے، تو وہ ہٹ جائے گا۔یعنی وقف ایکٹ جو ان کے پاس ہے، جب اس کو رکھنے کی اسلامی قیمت، ڈیموکریٹک قیمت، لیگل قیمت، یہ سب قیمتیں بڑھادیں گے تو وقف ایکٹ ختم ہوجائے گا۔''

اب سنیے کہ وہ چند کام جو ہمیں لازمی کرنے چاہیے :

(1) اس کالے قانون کے خلاف منظم جمہوری جدو جہد جاری رکھیں! جب تک کہ یہ قانون واپس نہیں ہوجاتا۔ مسلم پرسنل لاء بورڈ اور امارت شرعیہ کی ہدایات پر عمل کرتے رہیں!

(2) پورے ملک میں ضلعی و مقامی سطح پر تحفظ اوقاف کی با اثر کمیٹیاں تشکیل دی جائیں! اور مقامی وقف بورڈ کو فعال کیا جائے۔

کمیٹی میں ہر فیلڈ کے ماہرین موجود ہوں، نکتہ سنج قانون داں، سیاسی بازی گر، سوسائٹی کے سر برآوردہ ذی اثر افراد، اور فعال و متحرک علماء کرام وغیرہ۔

کمیٹی کا بنیادی مقصد وقف جائیدادوں کی حفاظت و نگہداشت ہے۔ جیسے اوقاف کی نگرانی، ناجائز قبضے چھڑانا، متولی وغیرہ کی بے راہ روی پر قدغن لگانا، واقف کے منشاء کا خیال رکھنا، وقف کو بڑھانے اور ترقی دینے کی فکر کرنا اور وقف کی افادیت کو دوبالا کرنا۔

(3) وقف املاک —مسجد، مدرسہ، قبرستان، عیدگاہ، مکان و دکان و زمین و جائیداد— کی فہرست سازی اور ریکارڈ (کاغذات وغیرہ) محفوظ کیے جائیں! دستاویز سازی کی مہم شروع کی جائے۔ کاغذات کی تصحیح ازبس ضروری ہے۔ (فارم کتاب کے اخیر میں ملحق ہے۔)

(4) وقف کے اسلامی تصور کو عملی جامہ پہنایا جائے اور وقف کے "سپورٹ سسٹم" کو از سرِ نو فروغ دیا جائے۔ ایک مسلمان کی پیدائش سے لے کر موت تک کے جملہ ضروریات کی کفالت نظام وقف کے تحت مہیا کرایا جائے۔ (وقف کے سپورٹ سسٹم کی تفصیل، حضرت امیر شریعت کے خطاب میں مذکور ہے۔)

(5) انڈاؤمینٹ فنڈ کا قیام وقت کی اہم ضرورت ہے، اسے قائم کرنے کی فکر کی جائے۔

انڈاؤمینٹ فنڈ ایک وقفی فنڈ ہوتا ہے، جس میں دی گئی رقم یا عطیہ کی اصل (رأس المال) محفوظ رکھ کر، اس سے حاصل ہونے والے منافع سے واقف کا منشاء پورا کیا جاتا ہے۔ آدھی آمدنی فنڈ کے مقاصد میں خرچ کیے جائیں اور بقیہ آدھی آمدنی اس فنڈ کو بڑھانے اور ترقی دینے میں خرچ کیے جائیں۔

روزگار، تعلیم، علاج ومعالجہ، شادی بالغان، کفایت بیوہ گان اور دیگر اہم ضروریات کے لیے ہر شہر میں مسلمان انڈاؤمینٹ فنڈ قائم کریں!

یاد رکھیے کہ یہ ایکٹ صرف آپ کی زمینوں پر قبضہ کرنے کے لیے نہیں لایا گیا ہے بلکہ اس کا اصل مقصد آپ کے خیر کی تاریخ کو مٹانا ہے۔ لہذا اپنی اس روشن تاریخ کو بچانے اور بڑھانے کی ہر ممکن کوشش کرنا ہماری زمہ داری ہے۔

آج کے دور میں وقف کی سنت کو دوبارہ زندہ کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ مسلمان اگر اپنی جائیداد، وقت یا صلاحیتوں کا ایک حصہ اللہ کے لیے وقف کر دیں، تو نہ صرف آخرت میں عظیم اجر کے مستحق بن سکتے ہیں، بلکہ دنیا میں بھی ایک خوشحال، تعلیم یافتہ اور بااخلاق معاشرہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

آج سے یہ تہیہ کر لیجیے کہ اوقات کی حفاظت کی لڑائی جاری رہے گی اور اس کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں گے۔ یہ ایک دن کی لڑائی نہیں ہے، مسلسل بیدار رہنے اور بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

آپ کے ہاتھ میں ندائے حسین کا یہ خصوصی شمارہ بنام ''تحفظ اوقاف نمبر'' اسی سلسلے کی ایک اہم کوشش ہے۔ اس مختصر سے رسالے میں ساری تو نہیں، البتہ بہت سی اہم چیزیں شامل ہیں جن کے مطالعے سے قارئین میں اوقاف کے تئیں شعور اور بیداری پیدا ہوگی ان شاءاللہ۔ اس میں حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کا ایک تفصیلی خطاب بھی شامل ہے، جو بے حد مفید اور پر از معلومات ہے، جس میں ڈھیر ساری غلط فہمیوں کے ازالے کا سامان بھی ہے۔ یہ صرف ایک کتاب نہیں، بلکہ ایک فکر ہے، ایک تحریک ہے۔

اخیر میں اس رسالے کے سر پرست والد محترم نمونۂ اسلاف حضرت مولانا محمد غیـاث الدین قاسمی صاحب (خلیفۂ مجاز حضرت فدائے ملت رحمہ اللہ) کا شکر گزار ہوں کہ انہی کا فیض ہے کہ یہ رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور ان اصحابِ خیر کا بھی ممنون ہوں کہ جنہوں نے اس کی طباعت میں حصہ لیکر ہمارا تعاون فرمایا۔ جزاکم اللہ خیرا واحسن الجزاء فی الدارین۔

(مفتی) بلال احمد ابن مولانا محمد غیاث الدین قاسمی
معاون ناظم تعلیمات جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج و مدیر ندائے حسین کشن گنج

❖

اظہار مسرت

اسلام ایک ایسا دین ہے جو نہ صرف فرد کی اصلاح کرتا ہے بلکہ پورے معاشرے کی فلاح و بہبود کا ضامن بھی ہے۔ اسی معاشرتی فلاح کے اہم ذرائع میں سے ایک عظیم الشان عمل ''وقف'' ہے۔ وقف کہتے ہیں کسی چیز کو اللہ کی رضا کے لیے اپنی ملکیت سے نکال کر اس طرح مخصوص کر دینا کہ اس سے ذاتی فائدہ نہ اٹھایا جائے بلکہ وہ ہمیشہ دوسروں کی بھلائی کے لیے استعمال ہو۔ وقف کرنے کے بعد وہ چیز واپس اللہ کی ملکیت میں چلی جاتی ہے اور واقف نے جس مقصد سے اسے وقف کیا ہے، اسی مقصد اور منشا کے مطابق وہ استعمال کی جاتی ہے۔ یہ عمل صدقہ کی اعلیٰ ترین صورت ہے، جس کا اجر انسان کی وفات کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

وقف کی اہمیت قرآن و حدیث میں واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام نے عملی طور پر بھی اس چیریٹیبل کام میں حصہ لیا ہے چنانچہ سرور کائنات ﷺ جب اس دنیا سے تشریف لے گئے تو پیچھے آپ نے جو چھوڑا، اس میں وقف کی ہوئی زمین بھی تھی۔ راوی کہتے ہیں : حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ دینار چھوڑے، نہ درہم، غلام نہ باندی؛ صرف ایک خچر چھوڑا تھا جس پر آپ ﷺ سواری فرمایا کرتے تھے، اور کچھ تھوڑی سی زمین، جسے آپ ﷺ نے اپنی حیات میں مسافروں کی ضرورت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ (بخاری شریف)

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دِينَارًا، وَلَا دِرْهَمًا، وَلَا عَبْدًا، وَلَا أَمَةً إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِي كَانَ يَرْكَبُهَا، وَسِلَاحَهُ

وَأَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيلِ صَدَقَةً. [رواه البخاری]

اور صحابہ کرام نے بھی بڑھ چڑھ کر اس کار خیر میں حصہ لیا چنانچہ روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا : میرے علم میں مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے، جس کے پاس مال ہو اور اس نے (کچھ) مال ہمیشہ کے لیے صدقہ کر کے وقف نہ کیا ہو، جسے نہ کبھی خریدا جائے گا نہ ہبہ کیا جائے گا اور نہ اس میں وراثت جاری ہوگی۔

وَقَالَ جَابِرٌ :مَا أَعْلَمُ أَحَدًا كَانَ لَهُ مَالٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ إِلَّا حَبَسَ مَالاً مِنْ صَدَقَةٍ مُؤَبَّدَةٍ لَا تُشْتَرَى أَبَدًا وَلَا تُوهَبُ وَلَا تُورث. [الموسوعه الفقهيه الكويتيه]

نیز رسول اکرم ﷺ نے اپنی امت کو بھی فلاح انسانیت کے اس کام میں شریک ہونے کی فضیلت سنائی اور فرمایا کہ : ”جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، سوائے تین چیزوں کے : صدقہ جاریہ، ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔“ (صحیح مسلم)

وقف کی افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تاریخِ اسلام کے ہر دور میں مدارس، مساجد، یتیم خانے، مسافر خانے، کنویں، کتب خانے، اور ہسپتال جیسے رفاہی ادارے وقف کی بنیاد پر قائم ہوئے۔ ان اداروں نے صدیوں تک علم، عبادت، علاج اور بھلائی کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کیا۔

آج کے مادہ پرستانہ دور میں بھی وقف کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی

ہے۔مسلمانوں کی تعلیمی، دینی، سماجی اور اقتصادی پسماندگی کو دور کرنے کے لیے مستقل ذرائع آمدن کی اشد ضرورت ہے، اور وقف ہی وہ نظام ہے جو بغیر کسی منافع کے مستقل بھلائی کا دروازہ کھولتا ہے۔

اگر ہر مسلمان اپنی زندگی میں کسی بھی طرح وقف کا حصہ بن جائے بی چاہے زمین کا ایک ٹکڑا دے کر ہو، پانی کا ایک نلکا، علم کی کوئی کتاب، یا کسی یتیم بچے کی تعلیم کا بندوبست کر کے ہو بی تو یہ نہ صرف اس کے لیے صدقہ جاریہ بنے گا بلکہ پوری امت کی فلاح وبہبود اور ترقی کے لیے پھر سے روشن مینار بن جائے گا۔

حالیہ دنوں میں نافذ ہونے والا ''وقف ایکٹ 2025''اوقاف کے نظام کے لیےایک اہم موڑ ثابت ہورہا ہے۔بعض دفعات انتہائی سنگین اور تشویشناک ہیں، کیونکہ اس کے تحت اوقاف کی خودمختاری اور مسلم کمیونٹی کی نگرانی کو محدود کرنے کی کوشش نظر آتی ہے۔ایسے حالات میں محض جذباتی ردعمل کافی نہیں، بلکہ ایک جامع، پُرامن اور قانونی حکمتِ عملی اختیار کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

اس دینی ورثے کی تحفظ اور بچاؤ کے لیے تمام مسلمان متحد ہوکر عملی اقدامات کریں! مسلسل ومنظم جدوجہد جاری رکھیں! عوامی بیداری اور قانونی کارروائی کے ساتھ ساتھ ہر علاقے کے اوقافی جائیدادوں کا مکمل ریکارڈ محفوظ کرنے پر بھرپور توجہ دی جائے۔تاکہ یہ قیمتی دینی ورثہ بدخواہوں کے کتر بیونت سے محفوظ رہے، اس کی افادیت مزید بڑھے اور یہ وقف جائیداد آنے والی نسلوں تک صحیح سلامت منتقل ہو۔

پورے ملک میں مختلف انداز میں اس سلسلے کی محنتیں ہورہی ہیں اور بڑی خوشی اور

مسرت ہوئی کہ عزیزم مفتی بلال احمد سلمہ (استاد عربی جامعہ حسینیہ مدنی نگر، فرینگوڑا کشن گنج) نے بھی اس مشن میں حصہ لیا اور اوقاف کے تئیں عوامی بیداری پیدا کرنے کے لیے ندائے حسین کا خصوصی شمارہ مرتب کیا ہے، ان کی شب و روز کی محنت سے ندائے حسین کا یہ خصوصی شمارہ بنام ''تحفظ اوقاف'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ آں موصوف نے بڑی عرق ریزی سے اس موضوع پر مختلف معلومات کو اس کتاب میں سمو دیا ہے، جس کا مطالعہ آپ کے علم وفکر میں خاطر خواہ اضافہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ خدمت قبول فرمائے، ذریعہ نجات اور دارین کی سرخ روئی کا سامان بنائے اور وقف املاک کی حفاظت فرمائے۔ آمین

(حضرت مولانا) محمد غیاث الدین قاسمی
خلیفہ مجاز حضرت فدائے ملت مولانا سید اسعد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بانی ومہتمم جامعہ حسینیہ مدنی نگر (فرینگوڑا) کشن گنج

❖

وقف قانون 2025ء کیوں قابل قبول نہیں؟

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ

افسوس اور صد افسوس کہ صرف مسلمان ہی نہیں؛ بلکہ ملک کی تمام انصاف پسند اور سیکولر قوتوں کی مخالفت کی باوجود اقتدار کے نشہ میں بدمست اور نفرت کی سوداگر حکومت نے وقف ترمیمی بل ۲۰۲۴ء کو پاس کر دیا اور صدر جمہوریہ کے دستخط کے بعد یہ قانون بن چکا، یوں تو پورا قانون ہی مسلم مخالف، دستور مخالف اور ظلم و ناانصافی پر مبنی ہے؛ لیکن اس کے چند واضح نامنصفانہ پہلو کو نظر میں رکھنے کی ضرورت ہے:

وقف املاک کو ہڑپنے کی کوشش:

ا—اس قانون کا مقصد وقف کی املاک کو ہڑپ لینا اور سرکاری تعاون سے ضائع کرنا ہے اور اس کے لئے کئی تدبیریں اختیار کی گئی ہیں:

(الف) وقف ایکٹ ۱۹۹۵ء میں یہ بات درج ہے کہ اگر طویل عرصے سے کوئی جائیداد بطور مسجد، درگاہ یا قبرستان کے طور پر استعمال میں ہے اور مذہبی اور خیراتی مقاصد کے لئے ہے تو اس کو وقف جائیداد تسلیم کیا جائے گا۔

اس کو وقف بذریعہ استعمال (Waqf By User) کہا جاتا ہے، موجودہ حکومت نے جو یہ بل پیش کیا تھا، اُس میں اس کو بالکل ختم کر دیا گیا تھا، پھر جب مسلمانوں نے مطالبہ کیا تو بعض این، ڈی، اے حلیفوں کے مشورہ پر اس میں ترمیم کی گئی

ہے اور کہا گیا ہے کہ مستقبل میں جو اَملاک وقف کی جائیں گی، ان پر اس کا اطلاق ہوگا، پہلے سے جو وقف موجود ہے، ان میں وقف بالاستعمال کو تسلیم کیا جائے گا؛ لیکن اگر ان میں کوئی تنازع ہو یا وہ سرکاری زمین ہو تو صرف استعمال کی وجہ سے ان کو وقف نہیں مانا جائے گا، یہ ایک طرح سے ماضی کے اوقاف کو بھی ہڑپنے کی ایک بالواسطہ کوشش ہے، عام طور پر جو لوگ کوئی زمین یا جائیداد دینی یا خیراتی مقاصد کے لئے وقف کرتے ہیں تو وہ یہ سوچ کر کہ ہم نے یہ زمین اللہ کے لئے وقف کر دی ہے، اس سے لاتعلق ہو جاتے ہیں، جب حکومت سروے کرواتی ہے تو ان اراضی کا کوئی مدعی سامنے نہیں آتا اور ان کو ''بحق سرکار'' لکھ دیا جاتا ہے، دیہات وقصبات، چھوٹے شہروں وغیرہ میں وقف کی ایسی بہت سی جائیدادیں موجود ہیں، ان تمام زمینوں کو سرکاری زمین قرار دے کر ان پر قبضہ کی کوشش کی جاسکتی ہے، دوسرے : ہمارے ملک میں ہندو دہشت گردوں اور انتہا پسندوں نے کسی بھی مسجد، درگاہ، عیدگاہ وغیرہ پر بلا دلیل وثبوت ہندو مذہبی مقام ہونے کا مطالبہ کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، جس کی ابتداء ایودھیا سے ہوئی، رات کے اندھیرے میں چھپ چھپا کر وہاں ایک مورتی لا کر رکھی گئی اور دعویٰ کیا گیا کہ یہاں رام جی پرکٹ ہوئے ہیں، اب اس طرح کے دعوے ملک کے مختلف حصوں میں کئے جانے لگے ہیں، ابھی گیان واپی مسجد میں وضو خانہ کے فوارے کو شیولنگ کہا جا رہا ہے اور وی، ایچ، پی نے تقریباً ساڑے تین ہزار مساجد کی فہرست تیار کر رکھی ہے، جس کے بارے میں دعویٰ کیا جا رہا ہے کہ یہاں مندر تھے، اور اس فہرست میں آئے دن اضافہ ہی ہوتا رہتا ہے، درگاہوں پر بھگوا جھنڈے لگائے جا رہے ہیں، قبرستانوں کو مسمار کیا جا رہا

ہے اور بے دلیل دعوے کی بنیاد پر حکومت ان کو متنازع تسلیم کرلیتی ہے، اس طرح اگر غور کیا جائے تو حکومت نے ایک طرف اپنے حلیفوں کی بات رکھنے کے لئے گزشتہ اوقاف کا استثناء کیا ہے تو دوسری طرف نہایت ہی چابک دستی کے ساتھ ان پر بھی خود قبضہ کرنے اور ہندو دہشت گردوں کو قبضہ دلانے کا راستہ نکال لیا ہے۔

(ب) ۱۹۹۵ء کے قانون کی دفعہ (۱۰۷) کے تحت اوقاف کی جائیداد کو ''لمیٹیشن ایکٹ'' سے مستثنیٰ رکھا گیا تھا، لمیٹیشن ایکٹ کے تحت کسی جائیداد پر بارہ سال یا اس سے زائد قبضہ کو ملکیت تسلیم کیا جاتا ہے اور قابض شخص کو اس کا مالک تسلیم کرلیا جاتا ہے، وقف کی جائیداد کو اس سے مستثنیٰ کیا گیا تھا، اس کا فائدہ یہ تھا کہ وقف کی جائیداد پر قدیم غاصبانہ قبضے ختم کروائے جاسکتے تھے، موجودہ قانون میں لمیٹیشن ایکٹ سے وقف کی جائیداد کے استثناء کو ختم کردیا گیا ہے، اور اس طرح قدیم غاصبانہ قبضے کو جواز فراہم کیا گیا ہے۔

(ج) ہندستان میں بہت سے مسلمان بادشاہوں، نوابوں اور زمینداروں نے اپنی غیر مسلم رعایا کے لئے وقف کیا ہے، اسی طرح غیر مسلم حکمرانوں اور راجاؤں نے مسلمانوں کے لئے زمینیں اور عمارتیں دان دی ہیں، اور آج بھی بہت سے غیر مسلم بھائی اپنے مسلمان ہمسایوں کے لئے خیر کے کاموں میں زمین دیتے ہیں، اسی طرح مسلمان بھی برادران وطن کے لئے زمین کا تحفہ دیتے ہیں، موجودہ قانون کے تحت وہ جائیدادیں جو کسی غیر مسلم نے وقف کے لئے عطیہ کی ہوں اور بطور مسجد، قبرستان اور مسافرخانہ استعمال ہورہی ہوں، کو ختم کردیا گیا ہے، لہٰذا غیر مسلموں کے یہ عطایا وقف کے دائرے سے باہر

نکل جائیں گے اور بہت سے اوقاف پر سرکار کے قابض ہو جانے کا خطرہ ہے۔

تفریق پر مبنی قانون :

۲ — یہ قانون پوری طرح تفریق اور امتیاز پر مبنی ہے؛ چنانچہ :

(الف) وقف بذریعہ استعمال کی صورت ہندو مذہبی اَملاک کے لئے، سکھوں، بدھسٹوں اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے لئے اب بھی تسلیم کی جاتی ہے؛ لیکن مسلمانوں کے اوقاف کے معاملہ میں اس کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جیسا کہ اوپر اس کا ذکر آیا ہے، یہ واضح طور پر مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان امتیاز پر مبنی قانون ہے۔

(ب) لمیٹیشن ایکٹ سے استثناء کا قانون ہندو، سکھ، بودھ اور کرسچن وغیرہ کے لئے بھی موجود ہے؛ لیکن یہ قانون مسلمانوں کو اپنے اوقاف کے تحفظ سے محروم کرتا ہے۔

(ج) ہندو اینڈومینٹ جو ہندو اوقاف کی شکل ہے، میں اس بات کو ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اس کا ہر رکن ہندو ہو، اتر پردیش، کیرالا، کرناٹک اور تامل ناڈو وغیرہ میں ایسے قانون موجود ہیں، جن کے مطابق ہندو جائیدادوں کا انتظام صرف ہندو ہی کر سکتے ہیں، بہار اینڈومینٹ ایکٹ کے تحت تین بورڈ قائم ہیں، ہندو اینڈومینٹ بورڈ، سوتمبر جین اینڈومینٹ بورڈ اور ڈگمبر اینڈومینٹ بورڈ، ان بورڈوں کے اراکین لازمی طور پر ہندو ہی ہوں گے، گرودوارہ پربندھک کمیٹی کے ارکان بھی لازمی طور پر سکھ فرقے میں سے ہی ہوں گے۔

موجودہ قانون میں وقف انتظامیہ میں کم سے کم دو غیر مسلموں کی نمائندگی لازمی کر دی

گئی ہے اور مسلم نمائندگی کو مختلف پہلوؤں سے کم کیا گیا ہے، پہلے شرط تھی کہ وقف بورڈ کا چیف ایگزیکٹیو مسلمان ہوگا، اب اس شرط کو ہٹا دیا گیا ہے، پہلے وقف بورڈ کی سفارش پر چیف ایگزیکٹیو کا تقرر ہوتا تھا، اب حکومت خود اس کا تقرر کرے گی، سینٹرل وقف کونسل میں پہلے ایک غیر مسلم رکن ہو سکتا تھا، اب ان غیر مسلم اراکین کی تعداد بحیثیت رکن وبحیثیت عہدہ ۱۳؍ ہو سکتی ہے، اور دو غیر مسلم اراکین تو لازماً شامل ہوں گے، پہلے ریاستی وقف بورڈ میں صرف ایک غیر مسلم اس کا چیئرپرسن ہو سکتا تھا، جب کہ باقی سارے ارکان مسلمان ہوتے تھے اور انتخاب کے ذریعہ آتے تھے، اب بورڈ کے ۷؍ ارکان غیر مسلم ہو سکتے ہیں اور دو ارکان کا غیر مسلم ہونا لازمی ہے، نیز ارکان کو وقف بورڈ منتخب نہیں کرے گا؛ بلکہ ریاستی حکومت نامزد کرے گی۔

وقف میں رکاوٹ:

نئے اوقاف کو روکنے کی بھی کوشش کی گئی ہے؛ چنانچہ گزر چکا ہے کہ غیر مسلم وقف نہیں کر سکتا، اسی طرح اس قانون کے مطابق جو شخص گزشتہ کم سے کم ۵؍ سال سے اسلام پر عمل کر رہا ہو، صرف وہی وقف قائم کر سکتا ہے، یہ پوری طرح شریعت کے خلاف ہے، اسلام کی نظر میں جو شخص آج اسلام قبول کرے وہ بھی اسی طرح مسلمان ہے، جیسے ۵؍ سال پہلے مسلمان ہونے والا شخص، یہ پانچ سال تک ایک مسلمان کو ان کے بنیادی مذہبی حق سے محروم کرنے کے مترادف ہے، اس طرح وقف کے عمل کو دشوار بنا دیا گیا ہے، اور پھر یہ ثابت کرنا کہ وقف کرنے والا اسلام کی تمام تعلیمات پر پانچ سال سے عمل پیرا ہے، بے حد مشکل ہے۔

اصول وقف کی مخالفت:

اسلام کا تصور یہ ہے کہ مالک کو اپنی املاک پر جائز تصرف کرنے کا پورا حق حاصل ہے اور شریعت کی نظر میں اپنی اولاد اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک بھی ایک کارِثواب ہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیوی کے منھ میں لقمہ رکھنا بھی ثواب کا باعث ہے؛ اسی لئے اسلام میں ''وقف علی الاولاد'' کا تصور ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت علی اور مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت ہے، یعنی ایسا ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص اپنی زمین یا جائیداد اولاد پر وقف کرے، ایسی صورت میں وقف کرنے والے کی شرط کے مطابق اس کے خاندان کے لوگ اس زمین وجائیداد سے فائدہ تو اُٹھائیں گے؛ لیکن اس کو بیچنے کے مجاز نہیں ہوں گے۔

موجودہ قانون میں اس میں بھی تبدیلی لانے کی کوشش کی گئی ہے، پہلے تو بِل میں یہ بات کہی گئی تھی کہ یہ وقف اسی وقت قابل قبول ہوگا جب کہ حقیقی وارثوں کے حقوق پامال نہ ہوں، یہ شرط بھی ناقابل قبول تھی؛ کیوں کہ ورثہ کو تو تقسیم وراثت کے ذریعہ اپنا حق ملتا ہی ہے اور یہ حق مالک کی موت کے بعد متعلق ہوتا ہے، اب بعد میں جو چودہ ترامیم آئی ہیں، اس میں کہا گیا ہے کہ وقف علی الاولاد اس طرح کیا جائے گا کہ اس سے کسی کا قانونی حق تلف نہ ہو، اس میں بہت زیادہ عموم ہے اور یہ شریعت کے مقرر کئے ہوئے اصولوں میں دخل دینا ہے۔

کمزور کرنے کی کوشش:

قانون وقف کو کمزور کرنے کی ایک اور صورت یہ اختیار کی گئی ہے کہ پہلے قانون وقف کو ''اوور رائیڈنگ ایکٹ''، تسلیم کیا گیا تھا، یعنی اگر دوسرے قوانین سے وقف قانون کا تعارض ہو تو وقف قانون لاگو ہوگا، اس بل میں اسے بھی ختم کر دیا گیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ وقف ایکٹ ایک اسپیشل قانون ہے اور مسلّمہ قانونی اصول اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق اگر کوئی اسپیشل قانون کسی جنرل قانون سے ٹکراتا ہے تو اس صورت میں اسپیشل قانون کو فوقیت حاصل ہوتی ہے، یہ صرف وقف ایکٹ کے ساتھ خاص نہیں ہے؛ بلکہ یہ اصول دیگر اسپیشل ایکٹ پر بھی نافذ ہوتا ہے؛ مگر وقف کو اس سے محروم کر دیا گیا ہے۔

جھوٹ کا سہارا:

افسوس کہ حکومت کے موجودہ ذمہ داروں نے جھوٹ بولنے کا ریکارڈ قائم کیا ہے، اگر جھوٹ بولنے اور جھوٹے وعدے کرنے پر کوئی ایوارڈ دیا جاتا تو شاید ملک کے وزیر اعظم اور وزیر داخلہ اس کے اولین مستحق قرار پاتے، وقف کے سلسلہ میں بھی بار بار کچھ جھوٹ دہرائے جاتے ہیں، جو برادران وطن کو متأثر کرتے ہیں، اُن کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے:

ا– ''وقف بورڈ کو کسی بھی جائیداد پر دعویٰ کرنے کے مطلق اختیارات دیئے گئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج ملک بھر میں وقف جائیدادیں تقریباً چھ ۶ /لاکھ ایکڑ پر محیط ہیں اور ملک کے تیسرے سب سے بڑے زمین کے مالک ہیں''

ایک صاحب علم نے اس کی بڑی عمدہ وضاحت کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

''سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق، بھارت میں تمام وقف جائیدادوں کا مجموعی رقبہ 6لاکھ ایکڑ ہے، اس کا موازنہ اگر ہندو انڈومینٹ سے کیا جائے تو تمل ناڈو میں 4,78000 ایکڑ اور آندھرا پردیش میں 4,68000 ایکڑ زمین انڈومینٹ کے پاس ہیں، صرف ان دونوں ریاستوں کو ملا کر 9,40000 ایکڑ زمین ہندو انڈومینٹ کے پاس ہے، جب کہ پورے بھارت میں وقف جائیدادوں کا مجموعی رقبہ چھ لاکھ ایکڑ ہے، زمین کو وقف قرار دینا کوئی خفیہ عمل نہیں ہے، اس کا پورا پروسیجر وقف ایکٹ میں مذکور ہے، وقف صرف وہی شخص کرسکتا ہے جو اپنی جائیداد کا مالک ہو اور اسے اپنی ملکیت کے دستاویزات وقف بورڈ میں جمع کروانے ہوتے ہیں، اس کے بعد عوام کو اعتراضات داخل کرنے کے لئے نوٹس جاری کیا جاتا ہے، حکومت ایک سروے کمشنر مقرر کرتی ہے، جو زمینوں کی جانچ کرتا ہے اور ان کے وقف ہونے کی تصدیق کرتا ہے، اس کے بعد یہ اعلان ریاستی گزٹ میں شائع کیا جاتا ہے، اور کوئی بھی شخص اس نوٹیفکیشن کو ایک سال کے اندر وقف ٹربیونل میں چیلنج کرسکتا ہے''

اس کی حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں سات لاکھ ستر ہزار گاؤں ہیں، اگر مان لیا جائے کہ ان میں سے نصف تعداد میں کم یا زیادہ مسلمان بھی بستے ہیں تو ایسے گاؤں کی تعداد تین لاکھ پچاسی ہزار ہوتی ہے، مسلمان جہاں بھی آباد ہوتے ہیں، وہاں کم از کم ایک قبرستان ہوتا ہے، عیدگاہ ہوتی ہے اور نماز کے لئے مسجد ہوتی ہے، اگر قبرستان اور عیدگاہ کے لئے ایک ایک ایکڑ اور مسجد کے لئے نصف ایکڑ یعنی اوسطاً ڈھائی ایکڑ فی آبادی زمین فرض کی جائے تو اس کی مقدار تو نو لاکھ باسٹھ ہزار پانچ سو ایکڑ زمین ہونی چاہئے،

جیسا کہ ہندو بھائیوں کے یہاں مندر، مٹھ، شمشان گھاٹ وغیرہ ہوتے ہیں، اگر اس حساب سے دیکھیں تو چھ لاکھ ایکڑ زمین کوئی بڑا رقبہ نہیں ہے، اور پھر سرکار کی دی ہوئی نہیں ہے؛ بلکہ خود مسلمانوں کی ہے۔

۲— یہ بھی تأثر دیا جا رہا ہے کہ وقف کی جائیداد کا فیصلہ یک طرفہ طور پر وقف ٹربیونل کر دیتا ہے اور کسی بھی جائیداد کو اپنے قبضہ میں لے سکتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ وقف ٹربیونل کی حیثیت سِول عدالت کی ہے، جس کا اعلیٰ افسر ڈسٹرکٹ جج ہوتا ہے، اگر وقف کی جائیداد پر کوئی شخص، ادارہ یا سرکار قابض ہو تو اس میں کیس چلتے ہیں، فریقین اپنا ثبوت پیش کرتے ہیں، اس کی روشنی میں ٹربیونل فیصلہ کرتا ہے، اگر فیصلہ پر کوئی ایک فریق مطمئن نہیں ہو تو وہ ہائی کورٹ جا سکتا ہے، اور ہائی کورٹ کے فیصلہ سے مطمئن نہ ہو تو سپریم کورٹ میں چیلنج کر سکتا ہے؛ اس لئے یہ کہنا کہ وقف ٹربیونل کی مدد سے وقف بورڈ جائیداد کو وقف قرار دیتا ہے، جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈا ہے۔

۳— معترضین بار بار یہ بات اٹھاتے ہیں کہ سابق قانونِ وقف ''وقف بورڈ'' کو کسی بھی زمین پر دعویٰ کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے، یہ بھی دھوکہ اور جھوٹ ہے، سوال یہ ہے کہ کیا وقف بورڈ کسی ثبوت اور شہادت کے بغیر کوئی دعویٰ کر سکتا ہے؟ اور کیا صرف وقف بورڈ کے کسی دعویٰ کی بنیاد پر کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی شخص پر یہ پابندی نہیں ہے کہ وہ کس زمین پر اپنا حق پیش کر سکتا ہے اور کس پر نہیں؟ البتہ یہ ضرور ہے کہ کوئی بھی شخص دعویٰ کرے تو قابل قبول ثبوت کے بغیر دعویٰ قبول نہیں کیا جاتا، اور مقدمہ قبول کرنے کے بعد بھی جب تک کوئی بات ثبوت وشہادت سے ثابت نہ ہو جائے، اس دعویٰ پر مہر نہیں لگائی جاتی ہے اور اس دعویٰ کا نفاذ نہیں ہوتا ہے؛ اس لئے یہ صرف پروپیگنڈہ ہے۔

وقف قانون 2025ء کے تناظر میں کرنے کے چند کام

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب
(صدر : آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)

نحمده ونصلي على رسوله الكريم، أما بعد!

ایک اردو شاعر کا شعر ہے:

بگڑتی ہے جس وقت ظالم کی نیت نہیں کام آتی دلیل اور حجت

اس وقت ہمارے ملک کی فرقہ پرست حکومت کی یہی صورت حال ہے، مسلمانوں کو تکلیف پہنچانا، ان کی شناخت پر حملہ کرنا، اور اُن کو دبا کر رکھنا، یہ اِس حکومت کی خصوصی پالیسی ہے، یہ صورت حال یوں تو ایک حد تک ۲۰۱۴ء سے پہلے بھی تھی؛ لیکن ۲۰۱۴ء سے اس کی رفتار بہت تیز ہوگئی، اور کیوں نہ ہو کہ ہندی کا محاورہ ہے ''سیاں بھئے کوتوال تو اَب ڈر کاہے کا''، یعنی جب چور اُچکّے اور مجرم قسم کے لوگ خود محافظ بن جائیں تو اب مجرموں کو کس بات کا ڈر؛ چنانچہ اسی جذبہ منافرت کے تحت تین طلاق کا قانون لایا گیا، سی، اے، اے، لایا گیا، بعض ریاستوں میں یونیفارم سول کوڈ لایا گیا، مرکز میں بھی اس کی کوشش کی گئی اور ابھی بھی اس کا خطرہ پورے طور پر ٹلا نہیں ہے، مساجد و مدارس پر ہونے والے حملے بھی اسی کا حصہ ہیں اور اسی کی بدترین شکل قانون وقف ۲۰۲۵ء ہے۔

آپ کوئی بھی اجتماعی، تنظیمی، سیاسی و فلاحی، مذہبی تعلیمی کام کریں، اس کے لئے ایک مرکز کی ضرورت ہوتی ہے، اس مرکز کے لئے زمین اور عمارت مطلوب ہوگی، نماز ادا

کرنے کے لئے مسجدیں، تعلیم کے لئے مدرسے اوراسکولس، یتیم بچے اور بچیوں کی پرورش کے لئے یتیم خانے، مسافروں کے قیام کے لئے مسافر خانے، رفاہی خدمات کے لئے ایسی زمینیں جن سے کرائے اور زرعی پیداوار حاصل کی جائے، اسی طرح موت کے بعد اسلامی طریقہ پر تدفین کے لئے قبرستان اور درگاہیں، غور کیا جائے تو یہ سب ملت کے لئے شہہ رگ ہیں، ان ہی سے ہماری دینی شناخت، ایمان کا تحفظ، دعوت واصلاح اور رضا کارانہ طور پر شریعت کی تنفیذ متعلق ہے، آر، ایس، ایس میں چونکہ ہندو انتہا پسند اسکالرس کی بڑی تعداد ہے؛ اسی لئے ان لوگوں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ قانون بنایا ہے اور نفرت کے سوداگروں نے اسے پارلیمنٹ سے پاس کرایا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس قانون کے پاس ہو جانے کے پس منظر میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے؟ اسی سلسلہ میں چند نکات پیش کئے جاتے ہیں:

:۱— آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ تمام ملی تنظیموں اور مختلف مسالک کی نمائندہ شخصیتوں کے ساتھ مل کر اس قانون کو ختم کرانے کی جدوجہد کر رہا ہے، پہلے تو اس نے اس قانون کو روکنے کی کوشش کرتے ہوئے Jpc کو کروڑوں کی تعداد میں ایمیل بھجوائے، Jpc کی میٹنگوں میں ہر جگہ سے باشعور مسلمانوں کی نمائندگی کروائی، اپوزیشن لیڈروں اور پارٹیوں نے عوامی اسٹیج پر اور پارلیمنٹ میں کھل کر اس کے خلاف آواز بلند کی، انسانی حقوق کی تنظیموں کے نمائندوں کو ساتھ لیا، دیگر اقلیتوں سے گفتگو کی، ان کو حکومت کے خطرناک عزائم سے آگاہ کیا اور ان کی حمایت حاصل کی، غیر مسلم نمایاں سیاسی وسماجی شخصیتوں کے ساتھ میٹنگیں کیں، پریس کانفرنسیں کیں، بورڈ نے براہ راست اپنے

زیر انتظام یا بورڈ میں شامل دیگر تنظیموں کے زیر انتظام دہلی، ممبئی، بنگلور، پٹنہ، وجے واڑہ، کلکتہ، رانچی اور مختلف شہروں میں بڑے اجتماعات کئے، جس میں تمام مسلم تنظیموں کے نمائندوں کے ساتھ ساتھ سیاسی لیڈروں کو بھی دعوت دی اور مسلم مسائل کو نظر انداز کرنے والا بکا ہوا میڈیا بھی مثبت یا منفی انداز میں اس موضوع کو سامنے لانے پر مجبور ہوا، جمعہ کے بیانات کے ذریعہ مسلمانوں کے گھر گھر یہ پیغام پہنچایا؛ چوں کہ حکومت فریب دے رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ یہ بل مسلم خواتین کے فائدہ کے لئے لا رہی ہے؛ اس لئے خواتین نے بھی پوری قوت کے ساتھ اس احتجاج میں حصہ لیا، دہلی، پٹنہ اور وجے واڑہ میں کافی طاقتور طریقہ پر دھرنے دیئے گئے، ان کوششوں کی وجہ سے پورے ملک میں یہ مسئلہ مسلمانوں اور منصف مزاج شہریوں کی سوچ کا اہم ترین موضوع بن گیا۔

بحمد اللہ بورڈ پوری قوت کے ساتھ ایک مہم کے طور پر اس کام کو انجام دے رہا ہے اور حکومت سے مطالبہ کر رہا ہے کہ وہ اس قانون کو ہر قیمت پر واپس لے، اس کے لئے وہ سپریم کورٹ میں بھی گیا ہے، احتجاج کا ایک تفصیلی پروگرام بنایا ہے، اور تمام مسلمانوں سے اس میں شرکت کی اپیل کی ہے، ان شاء اللہ عنقریب پورے ملک میں بڑے بڑے احتجاجی جلسے ہوں گے، مقامی حالات کو دیکھتے ہوئے دھرنے دیئے جائیں گے، پرنٹ، الکٹرانک اور سوشل میڈیا کے ذریعہ مسئلہ کی اہمیت کو اُجاگر کیا جائے گا، خواتین کے بھی بڑے احتجاجی پروگرام رکھے جائیں گے، غیر مسلم دانشوروں اور قائدین کے ساتھ میٹینگیں رکھی جائیں گی، ملک کے بڑے بڑے شہروں میں پریس کانفرنسیں کی

جائیں گی، غرض کہ جمہوری طریقہ پر اس قانون کو مسترد کرنے کے جتنے طریقے ہو سکتے ہیں، ان سب کو اختیار کیا جائے گا، مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ بورڈ کی آواز کو متفقہ آواز بنائیں، اس کی ہدایات پر عمل کریں، جہاں آگے بڑھنے کو کہا جائے، وہاں آگے بڑھیں اور جہاں رُکنے کو کہا جائے، وہاں رُک جائیں؛ تاکہ پوری قوت کے ساتھ یہ پُرامن احتجاج جاری رہے۔ اس سلسلے میں آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ نے تفصیلی گائیڈ لائن جاری کی ہے جو سوشل میڈیا کے ذریعہ عام بھی ہو چکی ہے، اس کی روشنی میں مقامی حالات کے پیش نظر ہر علاقے کے مؤثر اور سمجھدار کی مشاورت کے بعد احتجاجی کوششوں کو انجام دینا ضروری ہے، اپنے حقوق کی جدوجہد کے لیے آگے آنا اور اس راہ میں قربانی پیش کرنا ہماری دینی و ایمانی ذمہ داری ہے۔

یہ بات بھی ذہن میں رہے اس مرحلے میں بہت سے لوگ مسلمانوں کو بھٹکانے کی پوری کوشش کریں گے، حکومت کا آلہ کار بن کر تفرقہ ڈالنے کی سعی کریں گے، مذہبی تنظیموں اور قیادتوں کو بے وزن کرنے کی کوشش کریں گے، ان کے بارے میں بدگمانی پھیلائیں گے اور یہ سب کچھ ملک اور ملت کے لئے غیرت کے نام پر کیا جائے گا تو ایسے فتنہ پردازوں سے خوب بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

:۲— جو بچے کھچے اوقاف ہیں، ان کی حفاظت کی بھرپور کوشش کی جائے، اسی کوشش کا ایک حصہ یہ ہے کہ جو موقوفہ اراضی کھلی ہوئی حالت میں ہوں، جلد از جلد ان کی احاطہ بندی کی جائی؛ تاکہ حریصانہ نظر رکھنے والے ان زمینوں پر ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہ کریں، خاص کر مسلم سماج میں کھلے قبرستان اور عیدگاہیں، بہت سی جگہ احاطہ کے

بغیر مساجد سے باہر کھلے ہوئے صحن، بعض جگہ مدارس اور مساجد کے مصالح کے لئے باغات اور زرعی زمینیں وقف کی گئی ہیں، ان کی بھی عام طور پر احاطہ بندی نہیں کی گئی ہے، بعض جگہ مسجدیں ویران ہیں، خاص کر ایسی مسجدیں جو قدیم زمانہ میں بادشاہوں اور نوابوں نے تعمیر کی تھیں اور اب اس کے گرد وپیش کی مسلم آبادی ختم ہو چکی ہے، ان سب کی احاطہ بندی ضروری ہے، جو جگہیں ویران پڑی ہوئی ہیں، علماء اور ارباب افتاء کے مشورہ سے دینی وملی ضرورتوں کے لئے ان کے استعمال کی تدابیر پر غور کرنا اور عمل میں لانا چاہئے؛ کیوں کہ جو جگہ استعمال میں رہتی ہے، اس کی حفاظت آسان ہوتی ہے اور جو جگہ ویران ہو جاتی ہے، اس کی حفاظت مشکل ہوتی ہے، یہ حفاظتی انتظام بھی بہت اجر کا کام ہے؛ کیوں کہ یہ ملت کے مفادات اور دین کے شعائر کا تحفظ ہے؛ اس لئے اس پر اولین توجہ کی ضرورت ہے۔

:۳ــ جو زمین کسی شخص یا سماج کی ملکیت کے طور پر رجسٹرڈ نہ ہو، حکومت اس کو اپنے قبضہ میں لے لیتی ہے اور پھر من چاہا استعمال کرتی ہے؛ اس لئے ضرورت ہے کہ پہلے کے اوقاف کو بھی اور اب جو اوقاف قائم کئے جائیں، ان کا بھی جلد سے جلد رجسٹریشن کرا لیا جائے؛ تاکہ دستاویزی طور پر ملکیت کا ثبوت فراہم ہو جائے، اس کے لئے قانون دانوں سے مشورہ کیا جائے، پیسے خرچ کرنے کی ضرورت ہو تو اجتماعی کوششوں کے ذریعہ سے اس کا انتظام کیا جائے اور ہر قیمت پر اس کام کو کرنے کی کوشش کی جائے؛ ورنہ مستقبل میں ہم بہت سی اوقافی جائیدادوں سے محروم ہو جائیں گے۔

:۴ــ اول تو وقف بورڈ میں پہلے سے بعض خدا ناترس لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ان

کی ناجائز حرکات اور حرام خوری کے واقعات شب وروز سامنے آتے رہتے ہیں، وہ رشوت لے کر اور حکومت کے دباؤ کے آگے جھک کر قصداً وقف کے مقدمات ہارتے ہیں اور چند روپیوں کے لئے ملت کی قیمتی اَملاک غاصبین کے حوالہ کر دیتے ہیں، حد تو یہ ہے کہ فریق مخالف کے اشارہ پر کاغذات غائب کر دیتے ہیں؛ تاکہ ثبوت پیش ہی نہ ہو سکے اور مخالفین کا ناجائز قبضہ ہو جائے۔

لیکن اب یہ جو وقف قانون آیا ہے، یہ ایسی بدعنوانیوں کے لئے قانون کے دائرہ میں ارتکاب کا راستہ فراہم کرتا ہے ؛ اس لئے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ مدرسوں، مسجدوں، فلاحی ورفاہی اداروں، یتیم خانوں، قبرستان کی کمیٹیوں کا ٹرسٹ بنا دیا جائے، بظاہر ٹرسٹ کی شکل میں زیادہ حفاظت ہو سکتی ہے، اور ٹرسٹ کے قانون میں کافی گنجائش ہے کہ مصلحت کے اعتبار سے اختیارات اور ذمہ داریاں تقسیم کی جائیں، مصارف متعین کئے جائیں اور چونکہ اس میں عوامی کمیٹی ہوگی، سالانہ آڈٹ پیش کی جائے گی؛ اس لئے خُرد بُرد کا اندیشہ بھی کم محسوس ہوگا، بہر حال اس سلسلہ میں قانون دانوں سے مشورہ کرنا چاہئے اور جو مفید تر صورت ہو سکتی ہے، اس پر عمل کرنا چاہئے، سوسائٹی ایکٹ کے تحت رجسٹریشن میں مداخلت کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں، اور وقف کے موجودہ قانون نے وقف کی حفاظت میں خطرہ پیدا کر دیا ہے، بہر حال یہ لیگل مسئلہ ہے اور قانون دانوں کے مشوروں اور مقامی حالات کے اعتبار سے کوئی راستہ اختیار کرنا چاہئے۔

:۵— اللہ تعالیٰ کا نظام یہ ہے کہ جب کوئی گروہ اللہ کے حکم کو توڑتا ہے اور اس کی نعمت کی ناقدری کرتا ہے تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی پکڑ ہوتی ہے اور وہ نعمت

چھین لی جاتی ہے، اوقاف کا مسئلہ بھی ایسا ہی ہے، حکومت نے جس قدر اوقاف پر قبضہ کیا ہے، شاید مسلمانوں کے ناجائز طریقہ پر قبضہ کئے ہوئے اوقاف اس سے کم نہ ہوں، بعض لوگوں نے تو اوقاف پر مکمل قبضہ کرلیا ہے اور اپنی ملکیت کی طرح اس میں تصرف کرتے ہیں، اور بعض جگہ اوقاف کی زمین کرایہ پر لی ہے، جس کا کرایہ پچاس ہزار ہونا چاہئے، اس کا کرایہ سو ڈیڑھ سو روپئے ادا کرتے ہیں، ستم بالائے ستم یہ ہے کہ کم کرایہ پر لے کر زیادہ کرایہ پر لگا دیتے ہیں، خود بیس پچیس ہزار کرایہ وصول کرتے ہیں اور وقف بورڈ کو سو دو سو روپئے ادا کرتے ہیں، اسی غصب، ناجائز قبضہ اور حرام خوری کی وجہ سے شاید اللہ تعالیٰ ہمیں اِس نعمت سے محروم کر رہے ہیں، حد تو یہ ہے کہ درگاہوں کی زمینیں وہ سجادے فروخت کردیتے ہیں، جن کی دینی نسبت کی وجہ سے لوگ ان کے ہاتھ پاؤں چومتے ہیں۔

شاید اوقافی اَملاک کے ساتھ روا رکھا جانے والا یہی جرم ہے، جس کی سزا موجودہ قانون کے ذریعہ ہمیں مل رہی ہے، اور اس کا سہارا لے کر حکومت وقف قانون لائی ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ جو مسلمان وقف کی چوری کے گناہ میں مبتلا ہیں، وہ خود اس سے توبہ کریں، ناجائز پیسوں سے اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنی اولاد کو بھی، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی کی ایک بالشت زمین پر ناجائز قبضہ کرے گا تو قیامت کے دن اسے سطح زمین سے لے کر تحت الثریٰ تک زمین کا ٹکڑا بنا کر گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر ایسی زمین جو اجتماعی ملکیت ہو اور جس سے سینکڑوں اور ہزاروں لوگوں کے حقوق متعلق ہوں، کوئی اس کے گناہ کا اندازہ کرسکتا ہے؟

بہر حال یہ بہت نازک وقت ہے، حُسنِ تدبیر بھی ضروری ہے اور گہری فکر بھی

ضروری ہے، جرأت وہمت کا مظاہرہ بھی ہونا چاہئے اور اعتدال وتوازن کا دامن بھی ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہیئے، اللہ تعالیٰ ان مشکل حالات میں مسلمانوں کی مدد فرمائے اور ہوش مندی کے ساتھ اس میں آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❖

وقف کی حیثیت

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ ''وقف''، مثل زکوۃ کے بلکہ زکوۃ سے بھی زیادہ خالص عبادت ہے۔ اور اس میں کسی خرابی کا ہونا ایسا ہے جیسے زکوٰۃ میں کسی خرابی کا ہونا۔ اور اس خرابی کی اصلاح کے لیے گورنمنٹ کا دخل دینا ایسا ہے جیسے زکوٰۃ کی خرابی کی اصلاح کے لیے گورنمنٹ کا دخل دینا، اور زکوٰۃ میں ایسا دخل دینا یقیناً ''دخل فی المذہب'' ہے۔ باقی یہ سوال کہ پھر وقف کی خرابیوں کا کیا انسداد ہو؟ ایسا ہے جیسے یہ سوال کیا جائے کہ اگر کوئی شخص نماز، روزہ یا زکوٰۃ میں کوتاہی کرے تو اس کا کیا انسداد ہے؟ کیا اس کے جواب میں کوئی شخص یہ تجویز کر سکتا ہے کہ گورنمنٹ کو اس کوتاہی پر جرمانہ وغیرہ مقرر کرنے کا حق ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا انتظام مسلمان بطور خود کر سکتے ہیں، خواہ اس کو افہام تفہیم کریں، خواہ اس کو ''تولیت'' سے معزول معزول کریں؛ جبکہ واقف نے ان کو اس قسم کے اختیار دیے ہوں، خواہ اس سے قطع تعلق کریں اور اگر ایسا نہ کریں تو ان کی کوتاہی ہوگی، گورنمنٹ کو پھر بھی دخل دینے کا حق نہیں ہوگا۔ (اشرف السوانح)

وقف ایکٹ 2025 کے چند خطرناک نکات ایک نظر میں

از:— **امارت شرعیہ** بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ

1:—(Section 2) :اگر کوئی ادارہ یا ٹرسٹ وقف جیسے مقصد کے لیے بنایا گیا ہو اور کسی فلاحی قانون کے تحت چل رہا ہو، تو اب وہ وقف نہیں مانا جائے گا، چاہے عدالت نے اسے وقف قرار دیا ہو۔

2:—(Section 3i):متولی کی زبانی تقرری اور زبانی وقف کا شرعی رواج کالعدم قرار دے دیا گیا، حالانکہ آئین کی دفعہ 13(3)(a) رسم و رواج کو قانونی تحفظ دیتی ہے۔

3:—(Section 3R):''پانچ سال سے اسلام پر عمل پیرا'' رہنے کی غیر شرعی اور مبہم شرط لگا کر مسلمانوں کو وقف سے روکنے کی راہ ہموار کی گئی، جو آئین کی دفعہ 14 کی خلاف ورزی ہے۔

4:—(Section 3R4) :بیوہ، یتیم اور فلاح کے مقدس نام کو بنیاد بنا کر وقف کی آمدنی پر مرکزی حکومت کی پالیسیاں مسلط کی جا رہی ہیں، جبکہ متولی کے شرعی اختیارات سلب کر لیے گئے ہیں۔

5:—(Section 3 Proviso):اگر وقف کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی نزاعی قرار پائے، تو اسے وقف تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اور حکومت کے دعوے کے تحت آنے والی زمین کو بھی وقف نہیں مانا جائے گا۔(اور اس کا فیصلہ ٹریبونل کے بجائے حکومت کے افسران کریں گے) ان دونوں شرطوں کے ساتھ وقف بائے یوزر ایسا ہوگا

گویا کہ اس کا کوئی وجود ہی نہ ہو۔

6:ـ (Section 3A) : ''قانونی مالک'' اور ''وقف کی اہلیت'' کی کوئی واضح تعریف نہیں دی گئی، جس سے سرکاری مداخلت کا راستہ کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔

7:ـ (Section 3A2) :وقف علی الاولاد کے باوجود وراثتی حقوق جاری رکھ کر وقف علی الاولاد کی بنیادی شرعی حیثیت کو مجروح کر دیا گیا ہے۔

8:ـ (Section 3B(1)) : تمام رجسٹرڈ اوقاف کو نئی شرط کے مطابق چھ مہینے کے اندر دوبارہ پورٹل پر جمع کرانے کا پابند بنا کر ان اوقاف کو مٹانے کا راستہ کھول دیا گیا ہے۔

9:ـ (Section 3B2) : مرکزی حکومت کو کسی بھی دستاویز کی طلبی اور من مانی شرائط لگانے کا کھلا اختیار دے کر اوقاف کو مستقل غیر محفوظ کر دیا گیا ہے۔

10:ـ (Section 3C2): زمین کے سرکاری یا غیر سرکاری ہونے کا فیصلہ خود سرکاری افسر کرے گا۔ گویا کوئی اپنے ہی مقدمے کا جج بن بیٹھے گا۔

11:ـ (Section 3C2 Proviso) : محض تنازع کے دعویٰ سے وقف کی حیثیت ختم ہو جائے گی، جو مذہبی آزادی اور جائیداد کے تحفظ کے آئینی اصولوں کی سنگین پامالی ہے۔

12:ـ (Section 3D) :وقف کی زمین پر موجود سو سال سے زائد پرانی عمارتوں کو، خواہ وہ مسجد، مزار یا کوئی اور تعمیر ہو، آثار قدیمہ قرار دے کر وقف کی فہرست سے خارج اور اس کی شرعی و قانونی حیثیت ختم کرنے کا راستہ کھول دیا گیا ہے۔

13ـ(Section 3C(1) and 3E): قبائلی علاقوں کی وقف زمینیں اب وقف نہیں مانی جائیں گی، چاہے وقف چودہ سو سال پہلے ہی کیوں نہ کیا گیا ہو اور تمام دستاویزی ثبوت بھی موجود ہوں؛ یوں قبائلی مسلمانوں کے لیے وقف کا دروازہ عملاً بند کر دیا گیا ہے۔

14ـ((4 Section(1)): وقف جائیدادوں کے سروے کی ذمہ داری سروے کمشنر سے لے کر کلکٹر کے سپرد کر دی گئی ہے، جس کے نتیجے میں وقف کی مخصوص ترجیحات کو نظر انداز کر کے سرکاری مفادات کو فوقیت دی جائے گی، اور وقف تنازعات میں سرکاری تعصب کو قانونی جواز حاصل ہو جائے گا۔

15ـ((Section 5(2A)): ریاستی حکومتوں پر تین مہینے میں تمام اوقاف کا ڈیجیٹل اندراج لازم کر کے ان کی حیثیت کو خطرے میں ڈال دیا گیا ہے؛ اور اگر مقررہ مدت میں اندراج نہ ہو سکا تو ایسے اوقاف کو غیر رجسٹرڈ سمجھ کر ان کی شرعی و قانونی حیثیت خطرے میں پڑ سکتی ہے، جس سے قبضے یا قانونی تنازعات کا راستہ کھل جائے گا۔

16ـ(Section 6(1) Proviso): وقف کی فہرست شائع ہونے کے بعد بھی، ٹریبونل کو کسی بھی وقت وقف کی حیثیت کے خلاف درخواست قبول کرنے کا اختیار دے کر، وقف املاک کو مستقل طور پر قانونی غیر یقینی کی حالت میں رکھا گیا ہے، جس سے ان کی شرعی اور قانونی حیثیت ہمیشہ خطرے میں رہے گی۔

17ـ(Section 83(9)): پہلے وقف ٹربیونل کے فیصلے کے خلاف صرف محدود نظر ثانی کی اجازت تھی، اب مکمل اپیل کی راہ کھول دی گئی ہے، جس سے مقدمات

طول پکڑیں گے اور وقف کی فلاحی خدمات متاثر ہوں گی۔

:18۔(Section 9(2)) : مرکزی وقف کونسل میں غیر مسلم اراکین کی شمولیت کی گنجائش رکھی گئی ہے؛ قانون کو اس انداز میں لکھا گیا ہے کہ بعض زمروں میں مسلمان ہونا لازم قرار دیا گیا ہے، جبکہ دیگر زمروں میں مذہب کی کوئی قید نہیں رکھی گئی، جس سے غیر مسلم اراکین کی اکثریت کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

:19۔(Section 13 (2A)) : آغا خانی اور بوہرہ برادریوں کے لیے علیحدہ وقف بورڈ بنانے کی اجازت دے کر مسلمانوں میں مزید تقسیم کی قانونی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔

:20۔(Section 14) : ریاستی وقف بورڈز میں غیر مسلم اراکین کی لازمی شمولیت کے ذریعے وقف کے مذہبی تشخص اور مسلمانوں کی خودمختاری کو کمزور کیا گیا ہے۔ یہ ترمیم بورڈز کی روایتی مسلم اکثریتی ساخت کو تبدیل کرے گی، جس سے وقف کے مذہبی اور آئینی امور پر غیر اسلامی اور غیر دستوری رنگ چڑھے گا۔

:21۔(Section 16(D)) : پہلے کسی بھی اخلاقی جرم پر رکنیت ختم ہو جاتی تھی، اب صرف دو سال یا زیادہ سزا پر برخاستگی ہوگی؛ ایک سال یا کم سزا پانے والا مجرم بورڈ کا رکن برقرار رہ سکتا ہے، جس سے بدعنوانی کے لیے راستہ ہموار کر دیا گیا ہے۔

:22۔ (Section 20A): ریاستی حکومت کو چیئرمین کے انتخاب اور معزولی کا اختیار دے کر وقف بورڈ کی داخلی خودمختاری چھین لی گئی ہے اور بورڈ کو حکومتی کنٹرول کا محتاج بنا دیا گیا ہے۔

23:۔(Section23) : سی ای او کا مسلمان ہونا ضروری نہیں رہا، اور اب حکومت کسی بھی جوائنٹ سکریٹری سطح کے افسر کو، چاہے وہ غیر مسلم ہو، وقف بورڈ کا سی ای او مقرر کر سکتی ہے۔ اس تبدیلی سے وقف کے مذہبی اور خیراتی امور میں دینی حساسیت کا فقدان پیدا ہوگا، وقف کے مخصوص مسائل محض سرکاری فائلوں میں دب جائیں گے، اور وقف املاک کی دینی اور ملی شناخت کو شدید خطرہ لاحق ہو جائے گا۔

24:۔(28 Section) : ڈی ایم کو بورڈ کے فیصلے 45 دن میں لاگو کرنے کی شرط دی گئی ہے، مگر خلاف ورزی پر کوئی سزا یا نفاذی طریقہ مقرر نہیں؛ نتیجتاً اگر ڈی ایم فیصلے پر عمل نہ کرے تو بورڈ بے اختیار رہ جائے گا، اور وقف کے انتظامی امور حکومتی تاخیر اور مداخلت کا شکار ہو سکتے ہیں۔

25:۔(4)(33 Section) : وقف ٹریبونل کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ بورڈ یا سی ای او کے کسی بھی حکم — چاہے وہ انتظامی نوعیت کا معمولی فیصلہ ہی کیوں نہ ہو — پر عمل درآمد کو مؤخر کر سکے۔ اس سے وقف بورڈ کی انتظامی خودمختاری کو تباہ کر دیا گیا ہے اور روزمرہ کے معمولی انتظامی امور تک میں عدالتی مداخلت کا دروازہ کھول دیا گیا ہے، جس سے وقف نظام مسلسل مفلوج ہو سکتا ہے۔

26:۔((1A) Section 36): وقف ڈیڈ کو لازمی قرار دے کر صدیوں سے مسلم معاشرے میں رائج زبانی وقف کے شرعی جواز کو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا ہے؛ اس ترمیم کے ذریعے مسلمانوں کی دینی روایت اور سادگی سے کی گئی عبادت کو قانونی طور پر مٹا دیا گیا ہے۔

27–(10)36 Section): وقف (ترمیمی) ایکٹ 2025 کی دفعہ 36(10) کے تحت، چھ ماہ میں رجسٹریشن نہ ہونے پر وقف اپنی شرعی و قانونی حیثیت کھو دے گا، اور اس کی بحالی کے لیے کوئی دعویٰ یا قانونی چارہ جوئی ممکن نہیں رہے گی۔ یہاں تک کہ جاری قانونی تنازعات بھی بے اثر ہو جائیں گے۔

28–(40 Section): وقف ایکٹ کی دفعہ 40 کو ختم کر کے وقف بورڈ سے ازخود نوٹس لینے کا اختیار چھین لیا گیا ہے۔ اب وقف املاک پر ظلم یا قبضے کے خلاف بورڈ خود بخود کارروائی نہیں کرسکتا، اور ضلعی کلکٹر کو بھی کوئی ازخود اختیار حاصل نہیں ہے۔ اس تبدیلی نے وقف کے تحفظ کو رسمی شکایات کا محتاج اور عملی طور پر غیر مؤثر بنا دیا ہے۔

29–(52(1 Section): نجی زمین پر قبضہ یا فراڈ پر سات سال کی سخت قید اور فوری گرفتاری، مگر اللہ کے نام پر وقف املاک لوٹنے پر محض دو سال کی نرم سزا، ضمانت کی سہولت، اور ناقابلِ گرفتاری کی رعایت دے دی گئی ہے۔

30–(Section 61(1A)): متولی کی نااہلی اور کام نہ کرنے پر جرمانہ دس ہزار سے بڑھا کر ایک لاکھ تک کر دیا گیا ہے۔

31–(Section 72(1)): دفعہ 72 کے تحت فیس کی شرح تو پانچ فیصد کر دی گئی ہے، مگر قانون میں یہ وضاحت موجود نہیں کہ یہ شرح تمام اوقاف پر یکساں لاگو ہوگی۔ حکومت کو قواعد کے ذریعے شرح مقرر کرنے کا اختیار دے کر وقف املاک کو انفرادی طور پر نشانہ بنانے اور مخصوص اوقاف پر من مانا مالی بوجھ ڈالنے کا راستہ کھول دیا گیا ہے۔ یوں وقف کی مالی خودمختاری کو سنگین خطرے میں ڈال دیا گیا ہے۔

32–(Section 83(1)): وقف مقدمات کو ایسے ٹریبونلز میں منتقل

کرنے کا راستہ کھول دیا ہے جو وقف قوانین اور اس کے مخصوص دینی اور تاریخی پہلوؤں کی مہارت نہیں رکھتے۔ اس تبدیلی سے یکساں مقدمات میں متضاد فیصلے آئیں گے، وقف قوانین کا ڈھانچہ کمزور ہوگا، اور وقت کے ساتھ وقف ٹربیونلز کی ضرورت ہی مٹانے کی راہ ہموار ہو جائے گی۔

33- (Section 83(1A)): وقف (ترمیمی) ایکٹ 2025 کی دفعہ 83(1A) نے وقف مقدمات کو براہ راست ہائی کورٹ منتقل کر کے وقف ٹربیونلز کی افادیت اور وجود کو شدید خطرے میں ڈال دیا ہے۔ وقف کے مخصوص دینی اور قانونی پہلو اب غیر ماہر عدالتوں میں زیر سماعت آئیں گے، جس سے یکساں نوعیت کے مقدمات میں تضاد پیدا ہوگا، فیصلے غیر مستند ہوں گے، اور وقف نظام کی مستقل کمزوری اور تحلیل کا راستہ کھل جائے گا۔

34- (Section 83(9)): ٹربیونل کے فیصلے پر وقف ادارے کو تین مہینے میں اپیل کی سخت شرط دی گئی ہے، جبکہ وقف پر حملہ کرنے والوں کو دو سال یا اس سے زائد وقت دیا گیا ہے۔ تحفظ کی راہ میں رکاوٹیں اور تخریب کی راہ میں آسانی۔

35- (Section 91(4)): دفعہ (91) کی ذیلی دفعہ 4 کے تحت وقف بورڈ کو سنے بغیر زمین پر ہونے والے فیصلوں کو خود بخود کالعدم قرار دینے کا تحفظ ختم کر دیا گیا ہے۔ اب وقف املاک چپکے سے غیر وقف قرار دی جا سکتی ہیں اور بورڈ کو طویل قانونی جنگ لڑنی پڑے گی۔ جب وقف بورڈ سے اپنی املاک کے تحفظ کا بنیادی اختیار ہی چھین لیا گیا ہے تو پھر اس ادارے کا وجود کیا معنی رکھتا ہے!

36- (Section 104 اور Section 3R): وقف کو ایک آفاقی اور انسانیت دوست خیراتی تصور سے گھٹا کر ایک محدود مذہبی ادارہ بنا دیتا ہے۔ یہ پابندی کہ

صرف مسلمان ہی وقف کرسکتا ہے، نہ صرف آئین ہند میں دی گئی مساوات، مذہبی آزادی اور انسانی فلاح کے اصولوں کے خلاف ہے، بلکہ شریعت اسلامیہ کے اس بنیادی اصول کے بھی منافی ہے کہ خیر اور صدقہ کی راہ سب کے لیے کھلی ہونی چاہیے، خواہ دینے والا کوئی بھی ہو۔ یوں یہ قانون آئین، انصاف، سماجی ہم آہنگی اور شریعت، چاروں کے خلاف کھڑا ہے۔

37 – (Section 107) : لمیٹیشن ایکٹ کو وقف جائیدادوں پر لاگو کر کے ایک ایسی غیر اخلاقی اور غیر آئینی راہ ہموار کی گئی ہے، جس میں ناجائز قابضین کو انعام دیا جارہا ہے۔ آج جبکہ ملک بھر میں لاکھوں ایکڑ وقف زمین پر بڑے پیمانے پر قبضے ہو چکے ہیں، اس ترمیم کا مطلب یہ ہے کہ 12 سال یا اس سے زیادہ پرانا ہر قبضہ اب قانونی ملکیت میں تبدیل ہو جائے گا۔ ایک ایسا ظلم جو نہ کسی خیراتی ادارے کے ساتھ ہوتا ہے، نہ کسی سرکاری زمین کے ساتھ۔ لیکن وقف کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اس قانون نے چوروں کو مالک اور وقف کو بے دست و پا بنا دیا ہے۔

38 – (Section 108): مہاجرین کی وقف زمینوں کو وقف بورڈ کے کنٹرول سے نکال کر حکومت کے زیر انتظام دے دیا گیا ہے۔ اس ترمیم کا مقصد صرف انتظامی تبدیلی نہیں، بلکہ وقف املاک پر ریاستی قبضے کا راستہ ہموار کرنا ہے۔

39 – (Section 108A): قانونی اصول یہ ہے کہ ہر مخصوص قانون (Special Law) اپنے دائرہ کار میں عمومی قوانین (General Laws) پر فوقیت (overriding effect) رکھتا ہے تاکہ متعلقہ معاملے کی خاص نوعیت، مقصد اور تحفظ یقینی بنایا جا سکے۔ وقف ایکٹ بھی اسی اصول کے تحت وقف املاک کا بالا دست قانون تھا، جو ان کے مذہبی، شرعی اور آئینی تقدس کی حفاظت کرتا تھا۔ مگر اب

سیکشن 108A کے حذف کے ذریعے یہ بالادستی ختم کر دی گئی ہے، جس کا سنگین نتیجہ یہ ہوگا کہ وقف املاک کو ان کے مخصوص مذہبی اور آئینی پس منظر سے کاٹ کر عام زمینوں کی طرح برتا جائے گا۔ عدالتیں اور ٹریبونلز اب وقف کی شرعی و دستوری حیثیت کو پس پشت ڈال کر کوئی بھی عام قانون ان پر نافذ کر سکیں گے، جس سے وقف املاک اپنی مخصوص روح اور تحفظ سے محروم ہو جائیں گی۔

:40۔ (Section 108B) :مرکزی حکومت کو وقف ایکٹ میں مداخلت، ترمیم اور منسوخی کا مکمل اختیار دے دیا گیا ہے۔ اب محض ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے صدیوں پرانی دینی امانتوں کو ختم کرنا ممکن ہو گیا ہے، جس سے شریعت، آئین اور انصاف یکساں طور پر پامال ہو رہے ہیں۔

:41۔ (Section 14): سیکشن 14 کے تحت وقف بورڈ کے چیرمین کے انتخاب میں حکومت کو مداخلت کا اختیار دے دیا گیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اب دینی اور شرعی اصولوں کے بجائے سیاسی وفاداری کو ترجیح دی جائے گی۔ نتیجتاً وقف املاک کا انتظام حکومتی مفادات کے تابع افراد کے ہاتھ میں آجائے گا، جس سے وقف کی مذہبی، تعلیمی اور فلاحی روح تباہ ہو جائے گی اور امت کی اجتماعی امانت شدید خطرے میں پڑ جائے گی۔

:42۔ وقف (ترمیمی) ایکٹ 2025 کے بعد متولی کا اختیار برائے نام رہ گیا ہے اور وقف املاک کے انتظام و انصرام پر حکومت کو عملی بالادستی حاصل ہو گئی ہے، جو وقف کے دینی تصور اور شرعی ذمہ داری کی صریح خلاف ورزی ہے۔

: 43۔ وقف (ترمیمی) ایکٹ 2025 نے وقف بورڈ کو ایک خودمختار دینی ادارہ کے بجائے محض ایک سرکاری دفتر میں بدل دیا ہے۔ اب وقف بورڈ کے پاس نہ

زمین کے تحفظ کا اختیار بچا ہے، نہ وقف کے درجے کا تعین کرنے کی قوت، نہ انتظامی فیصلوں کی حتمیت۔ ایک عام جوائنٹ سکریٹری سطح کا سرکاری افسر بورڈ کا سی ای او بن کر اس کی قیادت کرے گا، اور وقف املاک کو محض ایک فائل نمبر سمجھا جائے گا۔ یوں وقف بورڈ کو ایک ایسا بے اختیار ''ڈاک خانہ'' بنا دیا گیا ہے، جس کا نہ کوئی دینی وزن رہا، نہ انتظامی خودمختاری، اور نہ ہی مسلمانوں کے دینی وقار کی حفاظت کا حقیقی اختیار۔

❖

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وقف اسلامی نقطۂ نظر سے

اور وقف قانون 2025 کی خامیاں

افادات

امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب

جمع وترتیب : مفتی بلال احمد، استاد عربی جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین امابعد

معزز حاضرین ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ سبحانہ وتعالی کا احسان وشکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ سنت، وہ عبادت جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے قائم کی، اس کی حفاظت کے لیے ہم سب جمع ہوئے ہیں۔ اللہ کی اس دی ہوئی توفیق پر میں آپ تمام حضرات کی جانب سے اللہ سبحانہ وتعالی کا شکر ادا کرتا ہوں۔ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

میرے سامنے ایک اہم ٹاسک ہے، مجھ سے وقف کے سلسلے میں بات کرنی ہے۔ وقف کیا ہے؟ وقف کیسے ہوتا ہے؟ وقف کی تاریخ پر کچھ بات کرنی ہے آپ سے، قانون کے سلسلے میں کچھ بات کرنی ہے۔ وقف ایکٹ 1995 کیا تھا؟ 2013 کے ترمیم کے بعد کیا اس کی خاصیت تھی؟ اور اب بل سے ایکٹ کے درمیان جو تبدیلی ہے،

وہ کیا ہے؟ اور اس کی واپسی کی Strategy (حکمت عملی) کیا ہوسکتی ہے؟ اس پر چند باتیں آپ سے کرنی ہیں۔

وقف کیا ہے؟:

وقف محمد رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو کرنا سکھایا، جس طرح انہوں نے ہمیں نماز پڑھنا سکھایا، روزہ رکھنا سکھایا، قرآن پڑھنا سکھایا۔ جس طرح انہوں نے زندگی کے تمام شعبے اور تمام کام کرنے کے طریقے کو سکھایا؛ اسی طریقے سے وقف بھی سکھایا۔ انہوں نے جس طریقے سے اسلام ہم لوگوں کو سکھایا اور اسلام کی اچھائی ہم لوگوں کو بتائی، ان میں ایک اہم اور سب سے بنیادی اچھائی اسلام کی، وہ یہ بتائی گئی کہ اسلام میں کوئی عصبیت نہیں ہے۔ اسلام میں کالے کو گورے پر کوئی فوقیت نہیں ہے۔ اسلام میں کوئی ذات پات اور اس بنیاد پر کوئی فوقیت نہیں ہے۔ اسی طریقے سے امیری اور غریبی میں کوئی فوقیت نہیں ہے۔ صرف بات اتنی سی ہے کہ کس کے پاس کتنا تقوی ہے؟ اس پر فوقیت ہے اور وہ صرف اللہ کو پتا ہے۔ مالی عصبیت کہ جو مالی اونچائی اور نیچائی پیدا ہو جاتی ہے، اس کو دور کرنے کا ایک اہم طریقہ ''وقف'' ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو مختلف قسم کی اچھائیاں سکھائی ہیں، اس میں ایک چیز جو انہوں نے سکھائی ہے وہ ''صدقہ'' ہے۔ انہوں نے ہمیں کئی قسم کا صدقہ سکھایا۔ انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ اگر تم مسکرا رہے ہو تو یہ صدقہ ہے۔ انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ اگر تم اپنی بیوی کے منہ میں نوالہ دے رہے ہو، تو وہ صدقہ ہے۔ یہاں تک کہ اگر تم اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنے منہ میں لقمہ دے رہے ہو، تو وہ بھی صدقہ ہے۔ پھر

انہوں نے ہمیں بتایا کہ ایک قسم کا صدقہ یہ ہے جو تم نے ابھی کیا اور وہ ابھی ختم ہو گیا اور اس کا ثواب تم کو مل گیا۔ اور ایک قسم کا صدقہ ـــ ''صدقۂ جاریہ'' ـــ ہے۔ تم نے مسجد میں ہاتھ بٹایا، وہ صدقۂ جاریہ ہے۔ انہوں نے مختلف قسم کی اور چیزیں بھی بتائی۔ اسی سلسلے میں محمد رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو ایک خاص قسم کا صدقہ سکھایا۔ اور اس صدقے کو بعد میں ـــ ''وقف'' ـــ کا نام دیا گیا۔

وقف کا حکم :

قرآن شریف کی آیت ہے : وان تصدقوا خیر لکم. کہ اگر تم صدقہ کرتے ہو، تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشہور واقعے میں رسول اللہ ﷺ نے اس خاص صدقے کے بارے میں ہمیں یہ بتایا کہ یہ صدقہ ایسا ہے یعنی زمین کا ٹکڑا یا کوئی جائیداد جو اللہ کی راہ میں تم نے ایسے دی کہ اس کا نفع بار بار آتا رہے گا اور اس کے نفع سے وہ جائیداد مینیج بھی ہو گی اور اس کے نفع سے لوگوں کو صدقہ بھی کیا جائے گا، یعنی وہ چیز اللہ کے مخلوق کے لیے استعمال بھی ہو گی، اس چیز کو ـــ ''وقف'' ـــ کہتے ہیں۔ یہ وہ خاص صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ حدیث کے چند کلمات ہیں : لا یباع اصلہا اس کا اصل بیچا نہیں جا سکتا۔ اور اس میں سے کوئی تحفہ نہیں کیا جا سکے گا اور اس میں وراثت قائم نہیں ہو گی۔ یہ ہے وقف کا تصور۔ یعنی آپ نے ایک زمین کا حصہ یا کوئی جائیداد اللہ کے نام پر دے دی، اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے۔ یہ وقف ہے۔ اور آپ نے جیسے ہی وقف کیا، جیسے ہی آپ نے اس کی نیت کی اور لوگوں کو آپ نے بتایا کہ یہاں سے یہاں تک کی زمین کے ٹکڑا میں اللہ کی رضا کے لیے وقف کر رہا ہوں۔ وہ اس وقت سے وقف

ہو گئی۔اب آپ کی ملکیت اس سے ختم ہو گئی اور یہ نکتہ ہے جو ہم کو سمجھنا ہے۔اب آپ کی ملکیت ختم ہو گئی، آپ نے اس کی ملکیت واپس اللہ کے ہاتھ میں دے دی۔اب اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس زمین کے مالک ہیں۔ یہ وہ بات ہے جو پارلیمنٹ نہیں سمجھ پا رہی ہے۔ یہ (وقف) ملکیت کا ٹرانسفر ہے۔اب یہ چیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ملکیت ہے اور یہ صدقۂ جاریہ ہے، ہمیشہ اس کا ثواب آپ کو ملتے رہنا ہے۔آگے میں آپ کو بتاؤں گا کہ اس میں کیا فائدہ ہوتا ہے؟ اس میں اور ایک عام صدقے میں کیا فرق ہے؟

اچھا! یہ میں آپ کو کیوں بتا رہا ہوں؟ یہ جو وقف ایکٹ آیا ہے، اس کی وجہ سے یہ تمام تعریفات بدل رہا ہے۔مثلاً میں آپ سے کہوں کہ رکوع میں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے رکوع کرنے کا طریقہ بتایا ہے اس طرح آپ رکوع نہیں کر سکیں گے۔تو کیا نماز ہو جائے گی؟ نہیں ہو گی۔ٹھیک اسی طریقے سے یہ وقف ایکٹ ان تمام تعریفات کو بدل رہا ہے۔اس وقف ایکٹ کے مطابق آپ جب کام کریں گے، تو وہ مکمل نہیں ہو پائے گا۔اس بات کو سمجھیے! وہ وقف کی تعریف کو بدل رہا ہے۔

واقف کی تعریف وشرائط:

واقف کی تعریف اسلام میں کیا ہے؟ واقف کیسا ہونا چاہیے؟ واقف وہ شخص ہے جو وقف کرتا ہے، واقف کو Mature (عاقل بالغ) ہونا چاہیے یعنی وہ اپنے فیصلے خود لے سکے، اس کو صحیح الدماغ ہونا چاہیے۔یعنی وہ پاگل نہیں ہونا چاہیے۔ وہ Asset (اثاثہ) اس کا اپنا ہونا چاہیے۔اور اس کا منشا اللہ کی کسی مخلوق کو فائدہ پہونچانے کی ہونی چاہیے۔یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے مختلف قسم کے حلال کام بنائے ہیں، ان تمام حلال

کام میں سے اس شخص کو یہ لگتا ہے کہ مثلاً یہاں سے ایک خاص قسم کے جانور کو پانی پلایا جائے اور یقیناً یہ ثواب کا کام ہے اور اللہ سے نزدیک کرنے والا کام ہے۔ تو اگر اس نے یہ منشا ظاہر کردی اور کہا کہ یہاں کنواں کھدنا چاہیے اور اس سے جانور پانی پیئیں گے۔ اب اس سے جانور پانی پیئیں گے قیامت تک، اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔ یہ ہے منشا۔ جو وقف ایکٹ آیا ہے وہ منشا کو تبدیل کررہا ہے۔ منشا کی تعریف کو تبدیل کررہا ہے۔ اس بات کو سمجھیے آپ! وہ واقف کی تعریف کو تبدیل کررہا ہے کہ واقف کون ہوسکتا ہے؟ وہ اس کو تبدیل کررہا ہے۔

وقف دائمی ہوتا ہے :

وقف کے بارے میں ایک دو بات اور کہنا چاہتا ہوں کہ جب آپ نے زمین کے کسی حصے کو وقف کردیا، تب آپ خود اس کو واپس نہیں لے سکے۔ آپ نے اس کی ملکیت ٹرانسفر کردی، اب وہ آپ کے پاس واپس نہیں آسکتی، وہ دائمی طور پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ملکیت میں جاچکی ہے۔

وقف کے لیے تحریر ضروری نہیں :

وقف کرنے کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کو لکھ لیا جائے۔ وقف کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی نیت کی جائے اور بتا دیا جائے۔ بس اتنا کافی ہے۔ وہ وقف ہوجاتا ہے۔ یہ اچھا ہے کہ آپ لکھ لیں لیکن ضروری نہیں ہے۔ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ہم لوگوں نے تاریخی طور پر وقف کے بارے میں جو لکھا ہے، اتنا کسی قوم نے کبھی بھی نہیں لکھا۔ ایک زمانے میں پورا دستاویز تیار ہوتا تھا کہ یہ وقف ہے، اس کی یہ

چوہدری ہے اور یہ منشا ہے اور اس میں ایسے ہوگا اور اس کے بعد ایسے ہوگا، یہ متولی بنیں گے؛ تمام چیزیں درج کی جاتی تھی۔

متولی کی ذمہ داری:

متولی کا کام وقف میں صرف اتنا ہے کہ وہ جو منشا ہے اس کو نکال کر کے دے۔ متولی کے پاس یہ امامت ہے اللہ کی۔ اس امانت میں وہ خیانت نہیں کرسکتا۔ اس امانت کو اس کو پورا کرنا ہے۔ اس لیے متولی بننا بہت ثقل ذمہ داری کا کام ہے۔ آج لوگ چاہتے ہیں کہ ہم وقف کے متولی بنیں اور کچھ فائدہ اس کو وقف کی جائیداد میں سے مل جائے۔ نہیں میرے بھائیو! متولی بننا بے پناہ ذمہ داریوں کا کام ہے اس کی ہر چیز کی پوچھ ہونی ہے اللہ کے یہاں۔ تو ایک زمانہ تھا کہ خوب پڑھے لکھے اور ایمان دار لوگ متولی بنائے جاتے تھے۔ اس متولی کی تعریف بھی وقف ایکٹ چینج کررہا ہے۔

تو میں نے آپ کے سامنے وقف کی جو بنیادی بات رکھی، اس میں بتایا ہے کہ جو وقف ایکٹ آیا ہے، اس میں آپ کی عبادت کی تعریف تبدیل ہورہی ہے، وقف کی تعریف تبدیل ہورہی ہے، واقف کی تعریف تبدیل ہورہی ہے اور تعریف کا مطلب ڈیفینیشن ہوتا ہے۔ ڈیفینیشن تبدیل ہورہی ہے، وقف کی تعریف، متولی کی تعریف، واقف کی تعریف؛ سب تعریف تبدیل ہورہے ہیں اور جب یہ تبدیل ہوجائے گی، تو وقف پھر وقف نہیں رہتا۔

وقف کا گلوبل پرسپیکٹو:

اب میں آپ کے سامنے وقف کا جو گلوبل پرسپیکٹو ہے، تاریخی پرسپیکٹو ہے وہ

آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ جب نفرت پھیلانے والے چینلز نے بات چیت کرنا شروع کی وقف کے بارے میں، تو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے لوگوں کو کہ اتنا جھوٹ بولتے ہیں! اتنا جھوٹ بولتے ہیں کہ اللہ کی پناہ!! ایسے جیسے کہ مرنا ہی نہیں ہے۔ اتنا جھوٹ پھیلایا گیا اور یہ کہا گیا کہ صرف اس ملک میں وقف ہے، کسی اور ملک میں وقف نہیں ہے۔ اور یہ کہا گیا کہ سعودی عرب میں وقف نہیں ہے اور ترکی میں وقف نہیں ہے۔ منسٹری آف مائنورٹی افیئرز کے ویب سائٹ پر 14 صفحے کا ایک ڈاکومنٹ موجود ہے، اس 14 صفحے کے ڈاکومنٹ میں کسی کا سگنیچر نہیں ہے لیکن لیٹر ہیڈ منسٹری آف مائنورٹی افیئرز کا ہے۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ترکی میں وقف نہیں ہے اور وقف بورڈ مسلمان ملکوں میں نہیں ہے۔

جواب :اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمان ملکوں میں یا اسلامی ملکوں میں وقف بورڈ نہیں بلکہ مستقل منسٹری ہے، اس کو ''وزارت اوقاف'' کہتے ہیں۔ وقف بورڈ نہیں ہے، بالکل صحیح بات ہے، وقف کی پوری منسٹری ہے بھائی!۔ بورڈ نہیں، منسٹری ہے، جس کو وزارت اوقاف کہتے ہیں۔ اور یہ ترکی میں بھی ہے، یہ سعودی عرب میں بھی ہے، یہ یونائیٹڈ عرب امارات میں بھی ہے، یہ مصر میں بھی ہے اور یہ شام میں بھی ہے یہاں تک کہ یہ فلسطین میں بھی ہے۔

اور تمام اچھے کام اس منسٹری کے تحت ہوتے ہیں، تمام مساجد کا نظام اس منسٹری کے تحت ہوتا ہے، تمام تعلیم کا نظام اس منسٹری کے تحت ہوتا ہے، بچوں کی کتابیں اسی منسٹری کے تحت چھپتی ہیں۔

آپ کو یہ سن کر کے حیرت ہوگی کہ آج بھی ترکی میں دو تہائی سے زیادہ زمین وقف ہے۔ ایک وقت تھا عثمانی خلافت کے زمانے میں ایک تہائی سے زیادہ پوری عثمانی خلافت کی جو ایگریکلچرل لینڈ ہے جس میں کھیتی ہوتی ہے، وہ وقف تھا۔ ابھی بھی آج بھی دنیا کا سب سے بڑا انڈاؤمنٹ فنڈ اگر کہیں موجود ہے تو وہ سعودی عرب میں ہے اس کا نام ہے ”الحرمین وقف“۔ جو تقریبا 200 سے زیادہ بلین ڈالر پر مبنی ہے، جس کے تحت ڈھیر سارے اچھے کام ہوتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح سے تقریبا جو قاہرہ شہر ہے، وہ آدھے سے زیادہ الازہر یونیورسٹی کے لیے وقف ہے۔ اور یہاں یہ بات پھیلائی گئی کہ اس ملک کے باہر وقف مسلمان ملک میں تو کہیں نہیں ہے۔ یہ جھوٹ بات ہے۔ ہم سب لوگوں کو یہ جاننا چاہیے۔

یہ ایک حل ہے:

اس سلسلے میں آپ سے ایک اور بات کہنا چاہوں گا، آنے والے وقت میں ایک حل یہ ہے ہم لوگوں کے لیے اور وہ یہ ہے کہ ہارورڈ یونیورسٹی میں تقریبا 50 بلین ڈالر کا انڈاؤمنٹ فنڈ ہے، جس میں سے ڈیڑھ بلین ڈالر اسلامک سٹڈیز کے لیے ہے۔ ڈیڑھ ملین نہیں کہہ رہا ہوں، ڈیڑھ بلین کہہ رہا ہوں، ڈیڑھ بلین ڈالر کا اسلامک اسٹڈیز کا انڈاؤمنٹ فنڈ ہے۔ ہارورڈ نے یہ انڈاؤمنٹ فنڈ تیار کیا، ہارورڈ کا ایک تہائی بجٹ اس 50 بلین ڈالر کے انڈاؤمنٹ فنڈ سے آتا ہے اور باقی حکومت سے اور ریسرچ گرانٹ سے آتا ہے۔

میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں، اپنے آپ سے اور آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ

ہمارا انڈاؤمنٹ فنڈ تعلیم کا کہاں ہے؟ یہ ہے حل جو آپ سننا چاہتے تھے کہ حل کیا ہے؟ یہ ہے حل۔ ہم تمام لوگ اگر چاہیں، اگر اخلاص ہو، نیت صاف ہو، نیت پاک ہو، اللہ کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہوں، تو ہم لوگ اپنا انڈاؤمنٹ فنڈ کھڑا کر سکتے ہیں، جس سے ہم اپنے بچوں کو پڑھا سکتے ہیں۔ انڈاؤمنٹ فنڈ اور وقف میں بہت زیادہ دوری نہیں ہے۔ اور ثواب بھی ایسا نہیں ہے کہ اوپر نیچے ہوتا ہو، ثواب اخلاص سے آتا ہے۔ یہ ایک حل ہے جس کے بارے میں مجھے اور آپ کو سوچنا ہے۔ انڈاؤمنٹ فنڈ قائم کرنا تعلیم کے لیے، پینشن کے لیے، بوڑھے لوگوں کے لیے، مختلف کاموں کے لیے۔ یہ کیا جا سکتا ہے اور یہ وقف کا ایک نظام ہے جو فنانشیل سوشل سیکورٹی دیتا ہے آپ کو۔

امت کے پرسپیکٹو سے وقف کیا ہے؟

امت کے پرسپیکٹو سے وقف ایک نہیں ختم ہونے والا خیر کا ذریعہ ہے، جو لگاتار آپ کے لیے کام کر رہا ہوتا ہے۔ ابھی غالباً آپ اس کو نہیں دیکھ پا رہے ہیں کیونکہ جب وقف کی بات ہوتی ہے تو سب کے ذہن میں صرف ایک چیز آتی ہے کہ وہ ایک خالی زمین کا پلاٹ جس پہ گندگی پھینکی ہوئی ہے، جب میں وقف کہتا ہوں تو لوگوں کے ذہن میں جو نقشہ جاتا ہے وہ خالی زمین کا چھوٹا سا ٹکڑا جس پہ گندگی پھینکی ہوئی ہے اور وہ وقف کی زمین ہے۔ جب میں وقف کہتا ہوں تو کسی کو قبرستان نہیں دیکھتا، جب میں وقف کہتا ہوں تو مسجد نہیں دکھتی، جب میں وقف کہتا ہوں تو پرائمری سکول نہیں دکھتے، جب میں وقف کرتا ہوں، تو ہائی سکول نہیں دکھتے، مڈل اسکول نہیں دکھتے، یونیورسٹی نہیں دکھتی، میڈیکل یونیورسٹی نہیں دکھتی، بی ایڈ کالج نہیں دکھتا اور یہ سب آج وقف کی جائیداد پر

موجود ہیں اس ملک میں۔ یہ ہے اصل وقف۔ وقف ایک ایسا با اختیار ادارہ ہے، انفراسٹرکچر ہے جس پہ اکثر حکومتوں کی کوئی قید نہیں یعنی قانون کو چھوڑ کر کے یعنی ایسا نہیں کہ اس پہ کوئی مسلط ہو گیا ہو، وہ کسی کی جائیداد ہے جو کوئی اور مینج کر رہا ہے اس کو۔ یہ کمیونٹی کی چیز ہے جو کمیونٹی کو مینج کرنا ہے تا کہ کمیونٹی کو فائدہ پہنچ سکے۔

اس کا امت کا پرسپیکٹو یہ ہے :اس سے ہمارا تحفظ ہوتا ہے۔ وقف جب قائم کیا جاتا ہے مثلاً آپ نے ایک کالج قائم کیا وقف کی جائیداد پر اور اس کالج کا کام ہے کامرس پڑھانا، اب آپ کامرس پڑھا رہے ہیں اور آپ فائدہ دے رہے ہیں خود کو اور دوسروں کو۔ جب آپ فائدہ دینے والے ہوتے ہیں تب آپ کو مٹایا نہیں جا سکتا ہے۔ بہت مشکل ہے بہت مشکل ہے لیکن جب آپ فائدہ نہیں دے رہے ہوتے ہیں تو تب آپ کو مٹایا جا سکتا ہے۔تو وقف آپ کی ثقافت کو بچانے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ وقف آپ کے دین کو بچانے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اور اس کو تو سمجھانے کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ ہم سب لوگوں کو مرنا ہے اور مر کر کے قبر میں جانا ہے اور وہ وقف کی جائیدادیں ہیں جہاں پر ہم جانے والے ہیں۔ آگے میں قبرستان کے بارے میں ان شاء اللہ اور بات کروں گا۔

وقف ایک امت، ایک جماعت کے نقطۂ نظر کی بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ پوری دنیا میں جب آپ وقف کہیں گے تمام مسلمان اس کو اسی طرح سمجھیں گے جس طرح آپ سمجھتے ہیں۔ کوئی اس کو دوسری طرح نہیں سمجھے گا۔ مرو کو میں بیٹھا ہوا ایک آدمی اور چائنہ میں بیٹھا ہوا ایک آدمی اسلامی ثقافت اور اسلامی عبادت کے اس پہلو کو ٹھیک اسی

طرح سمجھ رہا ہے جس طرح آپ سمجھتے ہیں۔ یہ ہے ایک امت، ایک جماعت۔

اس سلسلے میں ایک اور مزیدار بات مجھے کسی نے کہی تھی جو میں اکثر کوٹ کرتا ہوں کہ مرو کو میں بیٹھا ہوا ہے ایک مسلمان جب چھینکتا ہے تو کہتا تھا الحمدللہ اور جب چائنہ میں بیٹھا مسلمان چھینکتا تو کہتا ہے الحمدللہ۔ یہ ہے وہ غیر محسوس اثر محمد رسول اللہ ﷺ تعلیم کا جو ہم سب لوگوں کے اندر ہے۔ جو ہم لوگوں کو ایک امت، ایک جماعت بناتا ہے اور وہ طاقت دیتا ہے جس کی وجہ سے ہم سب لوگ یہاں جمع ہیں۔

وقف کی نعمت:

اب اس کا جو آپ کی کمیونٹی پر اثر ہے اس کو سمجھیے! وقف ایک زمانے تک جب کیا جاتا تھا تو خاص اس کمیونٹی کو خیال میں رکھ کر کے کیا جاتا تھا۔ مثلاً آپ کی کمیونٹی میں جس جگہ آپ رہ رہے ہیں ایک زمانے تک اگر وہاں کنواں نہیں ہے تو کوئی آدمی کنویں کی زمین دیتا تھا اور وہاں کنواں کھودا جاتا تھا جس سے پانی پیا جاتا تھا۔ وقف ایک زمانے تک تمام دلت بھائیوں کے لیے اور مجھے پتہ نہیں کیا قانونی طور پہ یہ کہنا صحیح ہوگا یا نہیں ہوگا کہ جتنے بھی لور کاشٹ کے لوگ ہیں سب لوگوں کے لیے وقف اتنی بڑی نعمت تھی کہ آپ سوچ نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ وقف کے کنویں سے پانی پی سکتے تھے اور کسی کنویں سے پانی نہیں پی سکتے تھے۔ جس کنویں سے آپ پانی پیتے تھے اس کنویں سے وہ پانی پی لیتے تھے۔ وقف کی اس نعمت کو سمجھیے! وقف جب آپ کی کمیونٹی میں بنایا گیا تو وہ سوشل رسپانسبلٹی تھی، سب لوگ مل کر کے اس کو مینج کیا کرتے تھے، تو ایک یونیفیکیشن فیکٹر تھا وقف۔

وقف کا انسٹیٹیوشن پرسپیکٹو:

اب ذرا آگے بڑھتے ہیں ان شاء اللہ اور آپ لوگوں کو وقف کا انسٹیٹیوشن پرسپیکٹو سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔

وقف کیسے کام کرتا رہا ہے اب تک تاریخی طور پر؟ اکثر — اور خاص کر کے خلافت کے وقت میں — جب وقف قائم کیے جاتے تھے، تو وقف پر اس وقت کے حکمرانوں کی کوئی چیز نہیں چلتی تھی۔ وقف قائم کیا گیا اب وہ ایک مسجد بنی، مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ بنے گا اس کے ساتھ کھیت ہوگا کھیت کی آمدنی آئے گی اور پھر اس کھیت کی آمدنی سے چیزیں چلیں گی؛ یہ تھا وقف کا پرسپیکٹو۔ اب اس کے ساتھ جو ہوتا تھا جو ہم لوگوں نے کرنا چھوڑ دیا وہ یہ چھوڑ دیا کہ جب وقف قائم کیا گیا اور وہ زمین دی گئی اور وہاں مسجد اور مدرسہ بنایا گیا تو جو آمدنی آرہی تھی اس آمدنی کے آدھے حصے سے وقف کا کام ہوتا تھا اور وقف کو آگے بڑھانے کا کام ہوتا تھا اور آدھے حصے سے چیرٹی کی جاتی تھی۔ آج بھی وہ بئر رومہ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے وقف کیا تھا وہ آج بھی قائم ہے اور اگر مجھے صحیح یاد ہو تو 50 ملین ڈالر اس سے آج آرہا ہے جس سے 25 ملین ڈالر سے مدینہ والوں کی خدمت ہو رہی ہے اور 25 ملین ڈالر سے اس وقف کا مینجمنٹ ہو رہا ہے اور اس وقف کو آگے بڑھانے کا کام ہو رہا ہے۔ یعنی وقف کے کام کو آگے بڑھایا جاتا ہے یہ وہ چیز ہے جو ہم لوگوں نے چھوڑ دی کرنا۔ وقف کسی نے کر دیا ایک کٹھا مثلاً اب اس سے جو بھی آمدنی آرہی ہے وہ سب ہم لوگ کھا گئے یعنی کام میں لگا دیے، جو منشا تھا وہاں لگا دیا لیکن اس کو اگر صحیح طریقے سے مینیج کیا جائے تو اس ایک کٹھے کو دو کٹھہ بننا تھا اور دو کٹھے

کو چار کٹھا بننا تھا اور اس کو بڑھتے جانا تھا اور یہ فکر ہم لوگوں نے چھوڑ دی لیکن ہمیشہ ایسا نہیں تھا ایک وقت تھا اور آج بھی ہے مثلاً لندن میں ابھی بھی وقف کا جو سسٹم چل رہا ہے آج، وہ ایسے ہی چل رہا ہے کہ جو بھی پیسہ آتا ہے، جتنی بھی انکم وقف سے آتی ہے اس کے آدھے حصے سے وقف کا کام ہوتا ہے جو منشا ہے وہ حاصل کی جاتی ہے اور آدھے حصے سے اس وقف کو آگے بڑھایا جاتا ہے اور لوگ ایسے ہی منشا کر کے وقف کر رہے ہیں تا کہ وہ بات بالکل صحیح ہو سکے۔ اور وقف آگے بڑھتا ہے۔ کیسے؟ وہ ان شاءاللہ آگے بتاؤں گا۔

اوقاف میں خواتین کا کردار:

وقف کے سلسلے میں ایک اور بات یہ کہی جاتی ہے کہ وقف میں عورتوں کا بڑا خیال نہیں رکھا گیا اور ایسا نہیں کیا گیا ویسا نہیں کیا گیا۔ میں آپ کو بتاؤں کہ تاریخی طور پر سب سے بڑے واقفوں میں سے عورتیں رہی ہیں۔ گیا (بہار) میں ایک زمین کے بارے میں مجھے بتایا گیا کئی سو ایکڑ زمین وہ 300 سال پہلے کسی خاتون نے کی۔ ابھی ایک زمین کے بارے میں بتایا گیا کہ 2500 بیگھا زمین ایک صاحبہ نے وقف کی تھی۔ تو تاریخی طور پر عورتوں نے خوب وقف کیا ہے اور عورتوں نے خوب وقف سے فائدہ اٹھایا ہے۔

وقف کا ریکارڈ:

وقف کی ریکارڈ کیپنگ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ وقف کے ریکارڈ نہیں ہے۔ اصل میں پورا ایک وثیقہ ہوتا تھا جسے ”وقفیہ“ کہتے تھے جو کہ وقف کی تمام

تفصیلات کو لکھ کر رکھتا تھا جس میں تمام تفصیلات درج ہوتی تھی، منشا کیا ہے؟ واقف کون ہے؟ متولی کون بنے گا؟ ان کے بعد کون بنے گا؟ یہ تمام چیزیں لکھی جا رہی تھی۔ یہ جو کمی ہے یہ جو خرابی پیدا ہوئی ہے یہ ادھر کی خرابی ہے، تقریباً ڈیڑھ سو سال سے، اس سے پہلے خوب ڈھیر سارے ریکارڈز موجود ہیں ہم لوگوں کے پاس۔

جب ایک زمانے میں وقف کیا جاتا تھا اور آج بھی ترکی میں اور دوسری جگہ وقف کیا جاتا ہے، تو وقف کے نقطۂ نظر باقی تمام کام کیا جاتا ہے۔ یہاں پر ایسا وقف ہوگا اس کے چاروں طرف ایسی چیز ہوگی جس سے کہ یہ وقف چلے گا جس سے کہ یہ صدقہ جاریہ لگاتار چلتا رہے گا۔

وقف کا سپورٹ سسٹم:

اب وقف کے سپورٹ سسٹم کو دیکھیے! ایک زمانہ تھا جب بچہ پیدا ہوتا تھا تو وقف کے ہاسپٹل میں پیدا ہوتا تھا؛ اس کے بعد بچے کی ماں کا اگر انتقال ہو گیا تو وقف ایسی عورتوں کو پیسہ دیتا تھا کہ وہ جا کر کے اس بچے کو دودھ پلا سکے۔ اس کے بعد جب وہ بچہ بڑا ہوتا تھا تو وہ مدرسہ جاتا تھا جو وقف کی زمین پر تھا اور جس کے استاذ کی سیلری وقف دے رہا ہوتا تھا اور جب وہ بڑا ہوتا تھا اور وہ جب طب پڑھنے جاتا تھا تو طب کا کالج وہ وقف کا ہوتا تھا اور اس میں جو پروفیسر پڑھا رہے ہوتے تھے وقف ان کو سیلری دے رہا ہوتا تھا اور اس کے بعد جب وہ شادی کرتا تھا تو اس کی جب اہلیہ کے پاس کپڑا نہیں ہوتا تھا شادی میں، تو وقف اس کو کپڑا بھی دیتا تھا شادی کے لیے اور زیور بھی دیتا تھا اور اس کے بعد جب اس کا انتقال ہو جاتا تھا تو وقف کے لوگ آتے تھے اور اس کی

تدفین کے تمام کام وقف کرتا تھا۔ تو پیدا ہونے سے لے کر کے مرنے تک کا کام، پورا سپورٹ سسٹم وقف کے پاس موجود تھا۔ یہ ہے اصل وقف کا تصور جو دوبارہ قائم ہونا چاہیے۔

یہ ہے اصل وقف کا تصور کہ ایک عام آدمی مثلاً میں آپ کو بتاؤں کہ ابھی وقف ایکٹ آیا ہے جس سے کم سے کم ابھی جو بات سمجھ میں آرہی ہے کہ اس سے تمام کے تمام قبرستان ختم ہو جانے ہیں۔ اس کے بعد جس طرح سے امریکہ میں اور یورپ میں لوگ دفن ہوتے ہیں یعنی پلاٹنگ ہوتی ہے قبر کی پلاٹنگ ہوتی ہے اور قبر کے پلاٹنگ کر کے دیکھا جاتا ہے کہ کہاں سامنے والا پلاٹ ہے کہاں پیچھے والا پلاٹ ہے؟ اچھا! میں یہاں پہ دفن دوں گا اس کے بعد لوگ اپنی اپنی قبر خریدتے ہیں اور اپنی اپنی قبر خریدنے کے بعد لکھتے ہیں کہ فلاں جگہ پلاٹ میں نے خرید لیا ہے میرے بچو! مجھے یہاں پر دفن کرنا۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کلکتہ میں اگر یہ پلاٹنگ ہونے لگی تو آپ میں سے کتنے لوگ پلاٹ خرید سکیں گے اپنی قبر کے لیے؟ میرا خیال ہے بہت لوگ نہیں خرید پائیں گے اور پھر ہر نماز کے بعد آواز دی جائے گی کہ فلاں صاحب کا انتقال ہو گیا ہے، ان کی قبر کے لیے پیسہ جمع کیجیے! یہ ہونے والا ہے لیکن وقف کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا۔ بچے کے پیدا ہونے سے لے کر کے اس کے انتقال تک اور قبر میں جانے تک تمام انتظام وقف سے کیا جا سکتا ہے۔ یہ وہ جامع تصور ہے وقف کا جو رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو سکھایا تھا۔ ہم لوگوں کو واپس اس تصور کو اپنی زندگی میں لانا ہوگا تا کہ ایک جو مالی سوشل جسٹس کا نظام ہے، واپس وہ قائم کیا جا سکے۔ ان شاء اللہ

یہ تصویر ایک اچھی تصویر تھی جو میں نے سوچا کہ آپ کے سامنے رکھ دوں، تصویر جو ہے وہ بہت سی چیزوں کو ذہن میں رکھ دیتی ہے۔ بچہ پیدا ہوا ہے بچہ سکول گیا ہے اسے مدرسہ جانا ہے اسے مسجد جانا ہے اس کا انتقال ہونا ہے اور اس کی شادی بھی ہونی ہے اور یہ تمام چیزیں وقف سے کی جاسکتی ہیں۔ میں یہ آپ کے سامنے وقف ایکٹ میں جو تبدیلی ہوئی ہے اس کی بجائے یہ گفتگو اس لیے کر رہا ہوں ابھی، تا کہ ہم لوگ جو بار بار یہ کہہ رہے ہیں کہ وقف اچھی چیز ہے وقف اچھی چیز ہے اس کو دیکھ کر کے، اس کو سن کر کے، اس کو سمجھ کر کے آپ یہ بات دوسروں تک پہنچا سکیں کہ وقف کا ایک جامع تصور ہے اگر اس پہ ہم لوگ عمل کریں گے تو یہ کام کیا جاسکتا ہے۔ ان شاء اللہ

آج وقف کی جائیداد پر کیا کیا ہے؟

اب آج کے ماڈرن کانٹیکسٹ میں وقف کو دیکھتے ہیں کہ آج وقف کیا ہے؟ کیسا ہے؟ ہم لوگوں کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ وقف مدرسہ ہے اور مسجد ہے بس اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آج ہمارے کنڈرگارڈن اسکول بنگالی زبان کے وقف کی زمین پر ہیں، مراٹھی زبان کے وقف کی زمین پر ہیں، کنڑ زمان کے وقف کی جائیداد پر موجود ہیں، اسی طرح پرائمری سکول، اسی طرح مڈل اسکول، اسی طرح ہائی سکول؛ اس ملک کی تمام زبان میں مختلف اسکول چاہے وہ مدرسے کے نظام کے تحت چل رہے ہوں چاہے وہ اسکول کے نظام کے تحت چل رہے ہوں چاہے وہ آئی سی ایس سی کے نظام میں چل رہا ہو، چاہے وہ سی بی ایس سی کے نظام کے تحت چل رہے ہوں، وہ چاہے وہ کسی بھی اسٹیٹ کے نظام کے تحت چل رہے ہوں، وہ لازمی طور پر وقف کی

جائیداد پر آپ کو ملیں گے۔ کشمیر سے لے کر کنہیا کماری تک، گجرات سے لے کر کے آسام تک۔ اس میں کہیں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔ ٹھیک اسی طریقے سے لائبریری آپ کو ملے گی وقف زمین پر، آپ کو بی ایڈ کالجز ملیں گے۔ آپ کو سائنس کالجز ملیں گے آپ کو آرٹس کالجز ملیں گے کامرس کالجز ملیں گے، مینجمنٹ کالجز ملیں گے پوری یونیورسٹی آپ کو وقف کی جائیداد پر ملے گی۔ اور یہ سب خطرے میں ہیں۔ سب کے سب سو فیصد خطرے ہیں۔ کلینکس، ہاسپٹلز، یتیم خانے یہ تمام چیزیں آپ کو وقف کی جائیداد پر ملیں گے۔

اس قانون سے نقصان سب کا ہے:

یہ بات سوچنے کی ہے کہ وقف کی جائیداد پر اگر یہ تمام چیزیں ہیں، تو اس کا بینیفیشری کون ہے؟ اس سے فائدہ کون اٹھا رہا ہے؟ بی ایڈ کالج کے بارے میں کبھی آپ نے دیکھا غور کر کے کہ بی ایڈ کالج میں کون لوگ پڑھ رہے ہیں؟ کیا وقف میں جو بی ایڈ کالج چل رہے ہیں اس میں سو فیصد مسلمان پڑھ رہے ہیں؟ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ بی ایڈ کالج کی یہ حالت ہے کم از کم بہار میں کہ 85 سے 98 فیصد تک، کم سے کم 85 فیصد اور زیادہ سے زیادہ 98 فیصد غیر مسلم پڑھ رہے ہیں۔ یہ بات آپ کو سمجھنے کی ہے یہ وقف جو ختم ہونا ہے تو اس کا نقصان زمین کا تو مسلمان کو ہونا ہے، سروس کا غیر مسلموں کو ہونا ہے۔ یہ وہ بات ہے یہ وہ تکلیف ہے جو پہنچنی ہے غیر مسلموں کو اور یہ وہ چیز ہے جو آپ غیر مسلموں کو بتا سکتے ہیں۔

یہ جو میڈیکل کالج چل رہا ہے وقف کی زمین پر، اس میں سو فیصد مسلمان بچے پڑھ

رہے ہیں؟ یقیناً نہیں۔ اس میں تقریبا 85 فیصد بچے غیر مسلم ہیں اگر یہ ختم ہو جاتا ہے تو نقصان کس کو پہنچنا ہے؟ غیر مسلموں کو پہنچنا ہے۔ سروس کا نقصان کس کو پہنچنا ہے؟ غیر مسلموں کو پہنچنا ہے۔ زمین کا نقصان کس کو پہنچنا ہے؟ مسلمان کمیونٹی کو پہنچنا ہے۔ تو انہیں طے کرنا ہے کہ ڈاکٹر بننا ہے کہ نہیں بننا ہے؟ ٹھیک اسی طریقے سے ہر قسم کے کالج کو لے لیجیے! سب کے یہی حالات ہیں۔

ارے بھائی! مسلمان جو ہیں وہ 15 فیصد کے آس پاس ہیں، کسی اسٹیٹ میں زیادہ، کسی اسٹیٹ میں کم۔ ہے نا؟ تو اسی حساب سے ایڈمیشن ہوگا نا؟ اسی حساب سے بچے پڑھتے ہیں۔ تو جو سروس کا نقصان ہے وقف کی جائیداد کو ختم ہونے سے، تعلیم کا جو نقصان ہے وہ غیر مسلموں کو بہت زیادہ ہے۔ اور ہم لوگ یہ بات ان کو بتا نہیں پا رہے ہیں۔ یہ بات ہم لوگ اپنے غیر مسلم بھائیوں کو نہیں بتا پا رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو بتانا چاہیے کہ جو سروس کا نقصان ہے وہ ان کا نقصان ہونا ہے۔ اس کے بعد مساجد کا نقصان ہے، اس کے بعد مدارس کا نقصان ہے، اس کے بعد قبرستان کا نقصان ہے، اس کے بعد درگاہ کا نقصان ہے وغیرہ وغیرہ۔

وقف سے ہم کو کیا فائدہ ہوا؟

آج لوگ پوچھتے ہیں کہ وقف سے ہم کو کیا فائدہ ہوا؟ سب سے آسان چیز جو وقف کے بارے میں آپ سوچ سکتے ہیں وہ قبرستان ہے۔ سب سے آسان چیز۔ ہم سب لوگوں کو مرنا ہے اور دفن ہونا ہے اور اس کے لیے ہم میں سے کوئی پیسہ نہیں دینے والا۔ یہ وقف کا فائدہ ہے۔ اگر وقف ختم ہو گیا نا، تو سب کو پیسہ دینا پڑے گا۔ یہ سب سے بڑا

نقصان ہے۔ یہ سمجھیے! ٹھیک اسی طریقے سے ہمارے دین کا نقصان ہے۔ جب مسجد ختم ہو جائے گی تو پھر آپ نماز کہاں پڑھیں گے؟ آپ جماعت کہاں کریں گے؟ یہ اس کا نقصان ہے۔ اس کے آپ کے جتنے کلینکس ہیں جتنے ہاسپٹلز ہیں جو وقف کی زمین پر بنے ہوئے ہیں، وہ ختم ہو جانا ہے۔ تو سروس کا نقصان ان کا ہونا ہے اور آپ کا بھی نقصان ہونا ہے اس میں۔ باقی تمام چیزیں اسی طرح ہیں، جو یہاں لکھی ہوئی ہیں جیسے کہ یتیم خانہ ہے مختلف قسم کے ایجوکیشن سینٹرز ہیں۔ وقف کے ختم ہونے سے آپ کی شناخت ختم ہونی ہے۔

وقف سے کیا کیا جا سکتا ہے؟

آگے کیا ہو سکتا ہے اس میں؟ یعنی وقف کا ابھی جو ہم لوگوں کو فائدہ ہے ابھی وہ یہ کہ ہمارے پاس قبرستان ہے وہ یہ کہ ہمارے پاس مساجد ہیں، وہ یہ کہ ہمارے پاس ہاسپٹلز ہیں، وہ یہ کہ ہمارے پاس تعلیم کے ادارے ہیں، یتیم خانے ہیں، مختلف چیزیں ہیں آج کی تاریخ میں وقف سے۔ کل کیا ہو سکتا ہے؟ وہ تمام چیزیں جو میں نے پہلے آپ سے کہی ہے کہ بچے کے پیدا ہونے سے لے کر کے کریڈل ٹو گریڈ (پیدائش سے موت تک) تک کا جو سسٹم ہے، وہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ بچے کے پیدا ہونے سے لے کر کے اس کے موت تک کا سامان، جتنی بھی چیزیں بیچ میں لگتی ہیں وہ تمام چیزیں بغیر پیسے کے اس شخص کو مہیا کرایا جا سکتا ہے تا کہ سوشل جسٹس حاصل کی جا سکے۔

وقف کے پاس کتنی زمین ہے؟

سچر کمیٹی نے یہ بتایا ہے کہ چھ لاکھ ایکڑ مسلمانوں کے پاس ہیں۔ حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ نو لاکھ ایکڑ مسلمانوں کے پاس ہیں۔ اور اس کے بعد یہ بات کہی گئی بار بار کہ

یہ جو زمین ہے وہ مسلمانوں کے پاس، یہ تیسری سب سے بڑی زمین ہے، ڈیفنس اور ریلوے کے بعد وقف کے پاس سب سے بڑی جائیداد ہے۔ ابھی اس میں بڑی ہی منفی باتیں بہت ہی گندی سوچ والی بات کی گئی جیسا کہ مسلمان ملک کے اندر کوئی دوسرا ملک بنا رہے ہیں اور یہ سب کام ہو رہا ہے اور یہ سوچی سمجھی بات کی گئی، نفرت پھیلانے کے لیے بات کی گئی۔ اب یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ صرف تین اسٹیٹ میں ہندو ٹیمپل بورڈ کے پاس 40 لاکھ ایکڑ سے زیادہ زمین ہے، لیکن الحمدللہ کسی مسلمان نے نہیں کہا کسی مسلمان کی عقل اتنی خراب نہیں ہے کہ وہ کہے کہ وہ غیر مسلم حضرات اسٹیٹ کے اندر ایک اسٹیٹ بنا رہے ہیں اور وہ اپنی فوج کھڑی کر رہے ہیں اور وہ یہ کر رہے ہیں اور وہ وہ کر رہے ہیں۔ نہیں، الحمدللہ رب العالمین ہم سب لوگ اس ملک کے شہری ہیں ہم لوگ ایک دوسرے کے بارے میں خراب بات نہیں سوچنی چاہیے لیکن کچھ لوگوں نے سوچا اور غلط بات کی۔

لیکن جو آپ سے میں سوال کرنا چاہتا ہوں وہ یہ 1400 سال سے اس ملک میں وقف ہو رہا ہے، سب سے پہلی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس ملک میں بن چکی تھی، ان کی زندگی میں ہی۔ تو چودہ سو سال سے ہم لوگ وقف کر رہے ہیں اور ہم لوگ پہنچیں ہیں نو لاکھ ایکڑ تک اور یہ ہماری عبادت ہے۔ ہم لوگ اس کو عبادت کے نقطۂ نظر، صدقۂ جاریہ کے نقطۂ نظر سے کرتے ہیں اور تقریباً ہر آدمی جس کے پاس کوئی زمین ہے اور ذرا بھی وہ ویل آف ہے تو وہ کچھ نہ کچھ صدقۂ جاریہ زمین کا کر کے ہی جاتا ہے۔ تو ہمارے پاس نو لاکھ ایکڑ ہیں اور ہندو ٹیمپل بورڈ میں 40 لاکھ ایکڑ ہیں۔

کھیل کیا ہو رہا ہے؟:

تو کیا ہمارے پاس صرف نو لاکھ ایکڑ ہیں؟ یہ نمبر کہاں سے آرہا ہے؟ اس کو سمجھیے! یہ نمبر آرہا ہے رجسٹریشن سے۔ بہار میں 44 ہزار گاؤں ہیں، تھوڑی دیر کے لیے مان لیا جائے کہ ان میں سے بیس ہزار گاؤں میں ایک مسلمان بھی نہیں رہتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں ایک بھی قبرستان نہیں ہے، ایک بھی مسجد نہیں ہے، حالانکہ یہ غیر یقینی بات ہے لیکن مان لیجیے! باقی بچ گئے بیس ہزار؛ بیس ہزار گاؤں میں کم سے کم ایک قبرستان ہے، ایک مسجد ہے، ایک چھوٹا مدرسہ ہے۔ صرف پٹنہ میں 400 کچھ قبرستان ہیں، ان کی چوہدری پتہ ہے، حکومت نے اس کو مان رکھا ہے کہ یہ قبرستان ہے اور اس کی باؤنڈری کرانے کی بات چل رہی ہے، 400 کچھ قبرستان ہیں۔

1864ء میں سب سے پہلی دفعہ وقف کا قانون بنا ہے اور 2024ء تک کتنی قبرستان ہم لوگ رجسٹر کرا پائے اتنی محنت کرنے کے بعد؟ 862۔ اور وہ 862 ملا کر کے بنا ہے نو لاکھ ایکڑ۔ تو حقیقتاً اس نمبر سے دس گنا نمبر ہونا چاہیے وقف کی جائیداد کا۔ اور یہ کوئی نہیں دیکھ رہا ہے اور نہ کوئی اس کے بارے میں بات کر رہا ہے۔ یہ نمبر جو آیا ہے یہ نمبر تو وقف بورڈ کا نمبر ہے، وقف بورڈ نے بتایا ہے کہ 862 قبرستان رجسٹرڈ ہیں۔ کم سے کم بیس ہزار تو اور (قبرستان) ہیں، ان کا رجسٹریشن نمبر کہاں گیا؟ وہ کیوں نہیں جوڑا گیا ہے اس میں؟ تو کھیل جو ہو رہا ہے وہ یہ ہو رہا ہے کہ نو لاکھ ایکڑ دکھا کر کے جو اتنی بڑی جائیداد ہے، اس کے دس گنا زمین ختم ہو جائے گی، کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔ اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

وقف خیر کی تاریخ:

ایک صاحب ہیں ان کا نام ہے الیگزینڈر ایسائیووچ سولژنیٹسین (Aleksandr Isayevich Solzhenitsyn)؛1970ء کی دہائی میں ان کو نوبل پرائس ملا ہے کتاب لکھنے کے لیے، Russia میں جو تبدیلیاں ہوئی تھی اس پر انہوں نے کتاب لکھی تھی۔ اس میں ان کا ایک کوٹ ہے جو ان کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ "اگر ایک قوم کو ختم کرنا ہو، تو سب سے پہلے اس کی جڑوں کو کاٹنا پڑتا ہے۔" این سی آر ٹی کی کتاب سے آپ کا تمام ریفرنس ختم کیا جا چکا ہے۔ اس میں کسی کو شک ہے کوئی؟ این سی آر ٹی کتاب کس نے نہیں دیکھی ہے؟ سب نے دیکھی ہے نا این سی آر ٹی کی کتاب؟ اس میں پورا جو دور ہے وہ ختم ہو گیا۔ یو پی ایس سی کے امتحان میں جو بات بچی ہوئی ہے، وہ صرف خلجی صاحب کی بات بچی ہوئی ہے، خلجی صاحب کا جو ایگریکلچرل ریفارم ہے صرف وہ بچا ہوا ہے، باقی کوئی بات (بچی) نہیں ہے۔ آپ کی تاریخ نہیں بچی۔ جڑ جو ہے وہ کٹ چکی ہے، اب جو جڑ بچی ہوئی ہے وہ ہے وقف۔

یہ وقف تاریخ ہے آپ کی۔ یہ آپ کے خیر کی تاریخ ہے، جو بتاتی ہے کہ اس ملک میں جب پانی نہیں مل رہا تھا دلیت کو، تو اس کنویں سے پانی پیتا تھا جو مسلمان وقف کرتا تھا۔ وہ تاریخ ختم کی جا رہی ہے۔ اصل بات زمینوں کا بھی نہیں ہے، اس روشن تاریخ کا ہے۔ جب تاریخ ختم کر دی جاتی ہے، تب آپ کا تشخص بھی ختم ہو جاتا ہے۔ تب آپ کے جو شیڈ ویلیوز ہیں یعنی جب آپ نے سیدنا یوسف علیہ السلام کا نام لیا،

تو اکثر آدمی کے ذہن میں جو کہانی جو واقعہ گزرا، وہ قرآن میں موجود ہے۔ یہ ہے شیڈ ویلیو۔ یہ تاریخ تو ختم ہو گیا۔ مثلاً ہم سب لوگوں کے ذہن میں جب ایک سپہ سالار کا نام آتا ہے تو وہ نام اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ کا تو نہیں ہوتا۔ ہوتا ہے کیا؟ ان سے زیادہ جری اور شجاع کون ہے؟ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالی عنہ کا نام تو نہیں آرہا ہے۔ بہت کبھی کبھی نام آ گیا تو خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کا۔ لیکن جس نے شام فتح کیا، جس نے فلسطین فتح کیا، اس کا نام تو نہیں آرہا ہے۔ ٹھیک ہے نا؟ یہ شیڈ ویلیو ہے۔ یہ تاریخ ہے جو مٹائی جارہی ہے تاکہ آپ فخر نہ کرسکیں اپنی تاریخ پر کہ ہم کون ہیں؟ وقف کے ساتھ یہ بھی ختم ہو رہا ہے۔ اس بات کو سمجھیے!

یہ جو مورل کمپس ہے سوسائٹی کا، جو آپ کو بتاتا ہے کہ صحیح کیا ہے غلط کیا ہے؟ قرآن اور سنت پر جس طرح عمل کیا جاتا ہے، انسان کی روزمرہ میں جب وہ عمل ہوتا ہے تو اس کا ظہور ایک مختلف طریقے سے ہوتا ہے جو ایک نسل کے بعد دوسری اور دوسری نسل کے بعد تیسری نسل میں، ایک مختلف طریقے سے چلتا ہے، وقف کے ختم ہونے سے یہ تمام چیزیں ختم ہو جاتی ہیں۔ یہ وہ خطرہ ہے جو آپ کے اوپر ہے۔ <u>زمین کا تباہ ہو جانا ایک چھوٹا خطرہ ہے، آپ کی تاریخ کا ختم ہو جانا اس سے بڑا خطرہ ہے۔</u> جس کو کہتے ہیں بے پیندے کا لوٹا؛ اس وقف کے ختم ہو جانے کے بعد بے پیندے کے لوٹے ہو جانے والی بات ہو جانی ہے۔

وقف ایکٹ 1995 کا کیا مقصد تھا؟

اب آتے ہیں وقف ایکٹ پر اور وقف ایکٹ کے بارے میں ذرا دیکھتے ہیں کہ

وقف ایکٹ کا کیا مقصد تھا؟ اور اس کی چند چیزیں تا کہ باقی کی چیزوں کو سمجھانے میں مدد مل سکے۔ وقف ایکٹ 1995 نام ہے اصل میں ترمیم شدہ ہے 2013 کا، 2013 میں نام نہیں بدلا گیا تھا، اس دفعہ (2025 میں) نام بدل دیا گیا ہے، 2013 میں جو وقف ایکٹ فائنلی آیا اس کو ابھی وقف ایکٹ 1995 کہتے ہیں، اس کا مقصد تھا وقف کی جائیداد کا پروٹیکشن، تحفظ اور اس کا تحفظ کیسے؟ رجسٹریشن کے ذریعے۔ جب آپ بتا دیں گے کہ یہ چوہدّ ی (تحدید) ہے جو وقف کی زمین کی ہے تو اب کوئی آدمی اس میں قبضہ نہیں کر سکے گا۔ اگر اس نے کرلیا قبضہ اور وہ 50 سال تک بھی بیٹھا ہوا ہے تو ایک وقت آئے گا جب ٹرائبونل کے ذریعے آپ اس کو کہیں گے کہ بھائی! یہ غلط ہو گیا ہے۔ ٹرائبونل کہے گا کہ ہاں! یہ وقف کی زمین تھی اور وہ کہے گا پولیس آفیسر سے کہ بھائی! اس کو خالی کرواؤ! یا سول کورٹ اس کو خالی کروائے گا۔ تو فائنلی 30 سال میں 50 سال میں وہ خالی ہوگا۔ یہ بات تھی 2013 کے ایکٹ میں۔

وقف ایکٹ کا ایک کام یہ تھا کہ وقف بورڈ بنائے ہر اسٹیٹ میں، تا کہ وہ وقف کے کام کو مینیج کر سکے اور ایک ایسا قانونی نظام بنایا جائے جس سے کہ وقف کے رجسٹر کرنے میں اور اس کو مینیج کرنے میں اور اس میں کوئی اگر ڈسپیوٹ ہو تو اس کو حل کرنے کے لیے وہ کام کیا جا سکے۔ یہ اس کا مقصد تھا۔

وقف بورڈ کا کام:

اب وقف بورڈ کا کیا مقصد ہے؟ وقف بورڈ کا پہلا مقصد واقف کے منشا کو بچانا تھا۔ واقف کی منشا حاصل ہو رہی ہے یا نہیں؟ اسے یقینی بنانا وقف ایکٹ 2013 کا

سب سے نمایاں کام تھا۔ اور اس (وقف بورڈ) کو متولی بنانا تھا اگر متولی نہیں ہو، تو؛ یا کاغذ غائب ہو گئے ہیں اور متولی نہیں ہو، تو۔

اس سلسلے میں ایک بات بار بار یہ کہی جاتی ہے کہ وقف بورڈ کے پاس بڑی جائیداد ہے، وقف بورڈ کے پاس صرف اتنی جائیداد ہے (یعنی صرف اتنا اختیار ہے بس۔) وقف بورڈ کے پاس کوئی جائیداد نہیں ہے۔ وقف بورڈ مینجر ہے، کیئرٹیکر ہے۔ اس کے پاس کوئی جائیداد نہیں ہے۔ ہاں! اگر کوئی متولی نہیں ہے، تو وقف بورڈ تین سال کے لیے متولی بن سکتا ہے فقط، اس سے زیادہ نہیں، 2013 یعنی 1995 کے ایکٹ کے تحت۔

وقف بورڈ کا کام یہ ہے کہ تمام زمینوں کی رجسٹری کروائے اور اگر رجسٹری نہیں کر رہا ہے کوئی جان بوجھ کر کے اور اس کا غلط فائدہ اٹھا رہا ہے تو اس کو فائن کرے، تا کہ وہ رجسٹر کر لے۔ اور اس نے کچھ دفعہ فائن کیا بھی پچھلے ایکٹ کے مطابق۔ وقت بورڈ کا کام یہ ہے کہ وہ مسائل کو حل کرے اور آڈٹ اسٹیٹمنٹس دیکھے کہ متولی کام صحیح کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے ہیں؟۔

وقف رجسٹرڈ کرنے کا پروسیس:

یہ بات تھی کہ تمام وقف کی جائیدادیں رجسٹرڈ ہونگی۔ رجسٹرڈ ہونے کے لیے کئی ڈاکومنٹ لگتے ہیں۔ ڈاکومنٹ کیسے رجسٹر ہوں گے؟ اس کا پروسیس آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ وقف کیسے رجسٹر ہوں گے؟ ایسے ہی ہو جاتی ہے نا؟ کوئی ہاں نہیں کہہ رہا ہے۔ بات یہی کہی گئی نا کہ بس انگلی رکھ دینے سے وقف ہو جاتی ہیں۔ (میڈیا میں

بڑا جھوٹا پروپگنڈا پھیلایا گیا) جو انگلی رکھنے کا پروسیس ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔

ایک گورنمنٹ آفیسر جو سی ای او ہے وقف بورڈ کا، وہ خط لکھتا ہے جب اس کے پاس ایک پیکٹ آتا ہے رجسٹری کے لیے کہ بھائی! اس کو رجسٹر کیجیے وقف کے لیے! یہ وقف کی جائیداد ہے۔ متولی درخواست دیتا ہے فارم بھرتا ہے فورم بہت ٹیڈ ییس (تھکا دینے والا) ہے، بھرنا آسان نہیں ہے، 14 قسم کے کاغذات چاہیے، وہ سب چیز لا کے جمع کرتا ہے اور پیسہ دیتا ہے۔ ان تمام چیزوں کو جمع کرنے کے بعد تب وہ آفیسر جب مطمئن ہو جاتا ہے تب وہ تین جگہ سے انکوائری کرواتا ہے وہ لینڈ رجسٹری آفس میں خط بھیجتا ہے وہ ریونیو ریکارڈ میں خط بھیجتا ہے اور وہ سرکل آفیسر کو خط بھیجتا ہے۔ اور یہ سب کے سب سرکاری آفیسر ہیں۔ جب یہ تمام لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہاں! یہ وقف ہے تب وہ اپنے رجسٹر میں وقف لکھتا ہے۔ اس کے بعد یہ چیز ایک سال تک کھلی رہتی ہے کسی بھی شہری کے لیے کہ وہ کہہ دے آ کر کے کہ یہ وقف نہیں ہے۔ اگر وہ کہہ دے گا آ کر کے کہ یہ وقف نہیں ہے، تو وقف بورڈ ٹرائبونل میں جائے گا۔ اگر ٹرائبونل کہہ دے گا کہ یہ وقف ہے۔ تو یہ بات کہی گئی کہ ٹرائبونل کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے اس کے اوپر کچھ نہیں ہے؛ یہ بالکل جھوٹ بات ہے اس کے بعد ٹرائبونل سے ریویو پٹیشن میں وہ جائے گا اور ہائی کورٹ جو ہے، جب کہہ دے گا کہ یہ وقف ہے، تب وہ ہو جائے گا ریویو پٹیشن کو لے کر کے سپریم کورٹ، جب سپریم کورٹ کہہ دے گا کہ یہ وقف ہے۔ تب جا کر کے یہ وقف ہوگا۔ یہ ہے انگلی رکھنے والا پراسیس۔ ایک انگلی رکھ دیا، وقف

ہوگا؛ یہ جھوٹ بولا گیا ہے پورے ملک کے ساتھ۔تو یہ پروسیس ہے وقف کی رجسٹری کا 2013 کے قانون کے تحت جو چل رہا ہے۔

وقف ٹرائبیونل:

اب ایک بات آئی ٹرائبیونل کی، ٹرائبیونل کے بارے میں یہ بات بار بار کہی گئی کہ ٹرائبیونل کا فیصلہ حتمی ہے، ٹرائبیونل کا فیصلہ فائنل ہے۔میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ٹرائبیونل کا فیصلہ نہ ہی حتمی ہے نہ ہی فائنل ہے۔ڈھیر سارے کیسز دونوں ہی قسم کے؛ حالانکہ صرف ریویو پٹیشن الاؤڈ ہے لیکن جو اپیل پٹیشن ہے وہ بھی ڈائر کیا ہوا ہے اور وہ بھی ہائی کورٹ سن رہا ہے۔اور یہ کہا گیا کہ سپریم کورٹ بھی اس کا فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ انتہائی غلط بات ہے۔سپریم کورٹ کے پاس ایک خاص ریلیشنز ہے، نارمل کیس تو سنے گا، لیکن ایک خاص طاقت اس کے پاس ہے، اس کو کہتے ہیں ارٹیکل 136اے۔ اس طاقت سے وہ جس فیصلے کو چاہے، جب چاہے، سن سکتا ہے۔

یہ بات کہی گئی کہ ٹرائبیونل صرف مسلمانوں کے لیے بنایا گیا ہے؛ انتہائی جھوٹ بات ہے۔اس ملک میں 50 سے زیادہ ٹرائبیونل ابھی چل رہے ہیں۔

یہ بات کہی گئی کہ ٹرائبیونل میں صرف مسلمان بیٹھتے ہیں، یہ انتہائی جھوٹ بات ہے۔ٹرائبیونل کا چیئرمین کون ہوتا ہے؟ ٹرائبیونل میں پہلا آدمی وہ ڈسٹرکٹ یا سیشن جج کے رینک کا آدمی ہوتا ہے جو چیئرمین ہوگا۔اور دوسرا آدمی جو ہے وہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ میجسٹریٹ کے رینک کا آدمی ہوتا ہے اور تیسرا ایک مسلمان جو وقف کا ماہر ہوتا ہے، وہ ہوتا ہے۔اس میں یہ کہہ دینا کہ ٹرائبیونل میں صرف مسلمان ہوتے ہیں، یہ انتہائی جھوٹ

بات ہے۔ یہ ٹرائیبونل وغیرہ کے بارے میں کیوں بات کر رہا ہوں؟ کیونکہ ابھی جو تبدیلیاں ہیں وہ آپ کے سامنے رکھنی ہیں۔

موجودہ ایکٹ دستور ہند سے متصادم:

اب دستور کے آئین کو دیکھ لیتے ہیں، جو وقف ایکٹ آیا ہے اور اس سے جو دستور کا وائلیشن ہے۔اس پر بات کر لیتے ہیں۔

سب سے پہلی بات کہ :ایک آرٹیکل ہے جس کو کہتے ہیں 13EA، 13EA فنڈامینٹل رائٹ میں ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ وہ چیز عرف ہے، وہ چیز جو کسٹم ہے، وہ قانون ہے۔اس کو سمجھیے گا! وہ چیز جو عرف ہے وہ چیز جو کسٹم ہے وہ قانون ہے۔اور کئی پروویژن اس ایکٹ کے ایسے ہیں کئی آرٹیکل اس ایکٹ کے ایسے ہیں جو اس سے متصادم ہیں یعنی اس کا وائلیشن کر رہے ہیں۔

آرٹیکل 14 یہ کہتا ہے کہ قانون کے سامنے سب برابر ہیں۔اس ایکٹ میں کئی ایسی چیز ہیں جو کہ صرف خاص کر کے مسلمانوں کے لیے رکھی گئی ہیں، جو اور کسی کمیونٹی پر نہیں لگائی گئی۔ جو اور کسی چیریٹیبل ایکٹ پر نہیں لگائی گئی۔اس کی تفصیلات تھوڑی بہت آگے آ رہی ہیں۔ان شاءاللہ

آرٹیکل 25؛ آرٹیکل 25 آپ کو مذہب کی آزادی دیتا ہے۔اس ایکٹ میں کئی ایسی چیز ہے جو اس کے خلاف ہے۔

آرٹیکل 26 یہ کہتا ہے کہ آپ مسلمان ہیں آپ کی عبادت آپ جانتے ہیں۔ سپریم کورٹ نہیں جانتا۔آپ ہندو ہیں آپ کی عبادت آپ جانتے ہیں سپریم کورٹ نہیں

جانتا۔اصل اس کا مفہوم یہ ہے۔اور آپ کو پتہ ہے کہ کیسے کرنا ہے؟ آپ کو پتہ ہے کہ بھجن کیسے کرنا ہے؟ آپ کو پتہ ہے عبادت کیسے کرنا ہے؟ سپریم کورٹ نہیں بتائے گا کہ کیسے کرنا ہے؟ اوراس ایکٹ میں کئی ایسی چیزیں ہیں جو ہم کو بتا رہے ہیں کہ تم کو ایسے عبادت کرنا ہے۔یعنی کہ وہ وائلیشن ہے۔

اسی طریقے سے کئی اور آرٹیکلز ہیں کانسٹیٹیوشن کے،مثلاً 301 جو کہتا ہے کہ زمین خریدنا بیچنا آپ کا قانونی اختیار ہے۔آرٹیکل 25 جو کہتا ہے کہ جوڈیشری (عدلیہ) ایگزیکٹو (انتظامیہ) اور لیجسلیٹو (مقننہ) سب الگ الگ ہیں۔اس کو ذہن میں رکھیے گا!ان شاءاللہ آگے کام آنے والا ہے۔

وقف قانون 2025 کی خامیاں

چند تبدیلیاں جو ''بل'' سے ''ایکٹ'' میں آئی ہیں

اس ایکٹ کا مقصد:

اس وقف ایکٹ کا کیا مقصد ہے؟ میں ایسا سمجھتا ہوں، جتنا مجھے وکیلوں نے بتایا ہے، جتنا ہم لوگوں نے ریسرچ کر کے سمجھا ہے؛ وہ یہ بات سمجھ میں آئی ہے کہ اس وقف ایکٹ سے یہ چار بنیادی کام ہونے ہیں : پہلا کام یہ ہے کہ یہ جو آپ کی وقف کی جائیدادیں ہیں، اس کا کنٹرول سنٹرل گورنمنٹ کے ہاتھ میں جانا ہے۔آہستہ آہستہ سینٹرل گورنمنٹ کے ہاتھ میں جانا ہے۔یہ آپ کو آپ کے وقف کی جائیداد سے محروم کرنے کے لیے لایا جا رہا ہے۔یہ آپ کو آپ کے وقف کرنے کے حق کو محدود کرنے کے لیے لایا جا رہا ہے اور یہ آپ کی عبادت کی جو تعریفات ہیں اس کو تبدیل کرنے کے

لیے لایا جارہا ہے اور کیسے لایا جارہا ہے؟ آگے ان شاء اللہ اس پر تفصیلی روشنی ڈالیں گے۔

افسوس صرف یہ نہیں ہے یہ وقف ایکٹ جو آیا ہے اس میں کئی قسم کے کانسٹیٹیوشن وائلیشنز ہیں یعنی یہ دستور مخالف ایکٹ ہے، یہ دستور کی روح کے مخالفت کرتا ہے، کانسٹیٹیشن کے preamble کا مخالف ہے، فنڈامنٹل رائٹس کو وائلنس کرتا ہے، لیگل پرنسپلز جو ہیں اس کو وائلٹ کرتا ہے۔ وہ چیزیں جو سپریم کورٹ نے کہہ دی مثلاً سپریم کورٹ نے کہہ دی ''Once a waqf always a waqf'' (ایک بار وقف ہمیشہ کے لیے وقف ہے) یہ اس کو نیگیٹ کرتا ہے یعنی اس کو ختم کر دیتا ہے۔ اس قسم سے ہم یہ دیکھتے ہیں تو یہ ایکٹ ہر سطح پر چیزوں کو خراب کر رہا ہے۔

اس ایکٹ کا تجزیہ ہم لوگوں نے کیسے کیا ہے؟

اب اس میں تھوڑا سا آگے بڑھتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ اس ایکٹ کا تجزیہ ہم لوگوں نے کیسے کیا ہے؟ اور یہ سمجھنا سب کے لیے ضروری ہے۔

ایک طریقہ تو ایکٹ کو سمجھنے کے لیے یہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ کے سامنے سرسری طور سے پڑھ لیں کوئی فریم ورک تیار کیے بغیر؛ لیکن ہم لوگوں نے اس ایکٹ کو پڑھنے کے لیے ایک فریم ورک تیار کیا ہے، وہ فریم ورک یہ تھا کہ ہم لوگوں نے کہا کہ اس ایکٹ سے کیا فائدہ ہونے والا ہے؟ اور وہ فائدہ کون بتائے گا کہ کیا فائدہ ہونے والا ہے؟ وہ لوگ جنہوں نے اس ایکٹ کو بنایا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے اس ایکٹ کو بنایا ہے، انہوں نے فائدہ لکھ کر کے بتایا ہے جو ایک صفحہ پر مشتمل تھا، اب وہ میں پڑھوں گا نہیں، کیونکہ اس میں کچھ لکھا ہوا نہیں تھا۔ اس میں انگریزی میں کچھ الفاظ لکھے

ہوئے ہیں لیکن انگریزی جاننے والے جب اس کو پڑھیں گے تو اس میں کچھ مطلب نہیں نکلے گا لیکن انہوں نے لکھا ہے مثلاً ان لوگوں نے لکھا ہے کہ ہم لوگوں کو مؤثر طریقے سے مسئلے کو حل کرنا ہے۔ لیکن مسئلہ کیا ہے؟ یہ نہیں بتایا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ مؤثر طریقے سے رجسٹریشن کے مسائل کو حل کرنا ہے۔ لیکن کیا مسئلہ ہے رجسٹریشن میں؟ یہ نہیں بتایا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ایفیکٹو طریقے سے کام کرنا ہے۔ کیا کام کرنا ہے؟ یہ نہیں بتایا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ شارٹ کمنگز (خامیاں) ہیں جسے دور کرنا ہے۔ کیا کمیاں ہیں؟ یہ نہیں بتایا ہے۔ تو ہم لوگوں نے کیا یہ ہے کہ ہم لوگوں نے ایک فریم ورک تیار کیا جس میں ہم لوگوں نے لکھا کہ بھائی! ہر ایک ترمیم کو یا ہر ایک آرٹیکل کو ہم لوگ یہ دیکھیں گے کہ اس سے وقف بورڈ مؤثر ہو رہا ہے یا نہیں؟ اس سے وقف بورڈ فعال ہو رہا ہے کہ نہیں؟ اس سے وقف بورڈ با اختیار ہو رہا ہے یا نہیں؟ اور اس سے وقف بورڈ کی کوئی کمی دور ہو رہی ہے کہ نہیں ہو رہی ہے؟ exactly جو الفاظ وہاں لکھے گئے تھے صفحہ نمبر 15 پہ، ان کو لا کر کے یہاں رکھ دیا ہے اور اس کی روشنی میں 44 جو وہ ترمیمات ہیں، ان کو پڑھنے کی کوشش کی اور سمجھنے کی کوشش کی ہے کہ اس سے کچھ ہو رہا ہے کہ نہیں ہو رہا ہے۔

اس کے بعد ہم لوگوں نے ایک دوسری چھنّی بنائی اور دوسری چھنّی میں یہ کہا کہ بھئی! ہم چھنیں گے، اس چھنّی میں ڈالیں گے اوپر کچھ، تا کہ نیچے گرے کچھ چھنّی میں۔ جو چھنّی ہے وہ کیسی ہوگی؟ اس میں تمام فنڈامنٹل رائٹس کا آرٹیکل ڈال دیا اور ہم ہر ایک کو دیکھیں گے کہ وہ اس کو وائلیٹ کر رہا ہے یا نہیں؟ یعنی اس سے متصادم ہے یا نہیں؟

اگر ہے تو خراب بات ہے، وہ پاس نہیں ہونا چاہیے اور اگر متصادم نہیں ہے تو ٹھیک ہے اس کو قبول ہونا چاہیے۔ اور پھر یہ دیکھا کہ یہ جو ترمیم لائی گئی ہے اس سے وقف کی جائیداد کی بہتری ہو رہی ہے یا وقف کی جائیداد کی بہتری نہیں ہو رہی ہے؟ ان تین چھنّیوں سے ہر ایک ترمیم کو ہم لوگوں نے گزارا اور اس کا نتیجہ بہت لمبا چوڑا ہے جو ابھی میں آپ کے سامنے نہیں رکھ سکتا لیکن چند چیزیں آپ کے سامنے رکھوں گا ان شاء اللہ۔

اب یہاں پر میرا کام یہ ہے کہ میں آپ کو وقف ایکٹ کھول کر کے دکھاؤں۔ یہ ہے ایکٹ۔ بل جب پیش ہوا تھا اس پر میں نے تفصیل سے بات کی تھی، وہ تمام باتیں تو اس وقت میں دوبارہ ریپیٹ نہیں کروں گا صرف وہ تبدیلی جو بل سے اس ایکٹ میں آئی ہے، اس کی صرف پانچ سات تبدیلی آپ کے سامنے رکھنے کی کوشش کروں گا۔ ان شاء اللہ

وقف کے نقطہ نظر سے:

جو وقف ایکٹ بن گیا ہے اس میں بہت سی پولیٹیکل پارٹیز اپنا اپنا کلیم کر رہی ہیں کہ انہوں نے یہ پانچ پوائنٹ ڈالے تھے وہ قبول ہو گیا اور کوئی اور پارٹی کی انہوں نے سات پوائنٹ ڈالے تھے وہ قبول ہو گیا اور کسی کو سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کیا قبول ہو گیا؟ کیونکہ اکثر لوگ اس کو پڑھ نہیں رہے ہیں۔ اللہ کے احسان ہے میں نے پڑھا ہے اور میں نے پڑھنے کے بعد اس طرح سے ہائی لائٹ کیا ہے ایک ایک نکات کو۔ ہر ایک لفظ جو بل میں نہیں ہے اور اس میں موجود ہے۔ تو نسبتاً اس کے کہ میں اپنی یادداشت سے تمام باتیں کہہ دوں میں ان شاء اللہ ایک ایک پوائنٹ کو یہاں سے اٹھاتا جاؤں گا

اور اس پہ ڈسکس کرتا جاؤں گا اور جلدی جلدی کروں گا تا کہ وقت بھی زیادہ ضائع نہ ہو حالانکہ تفصیل بہت ہے۔ چند چیزوں میں کچھ زیادہ بات کروں گا لیکن اکثر چیزوں میں تھوڑی ہی بات کروں گا اور اس کے بعد ان شاءاللہ ہم لوگ ڈسکشن موڈ میں جائیں گے اور اس کے بعد اور باتیں جو آپ لوگوں کے ذہن میں ہیں، اس پہ بھی ہم لوگ بات کر دیں گے۔ ان شاءاللہ۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ بل جو جے پی سی کے پاس گیا اور تمام لوگوں نے اس کو رائے دی اور پھر پولیٹیکل پارٹیز نے اپنی اپنی رائے دی کہ آپ یہ تبدیل کر لیجیے ! تو ہم آپ کے ساتھ ہیں ؛ یہ تبدیل کر لیجیے تو ہم آپ کے ساتھ ؛ تو انہوں نے جو رائے دی اور جو ایکسپیٹ (قبول) ہوا وہ تو مجھے پتہ نہیں لیکن جو اس میں آیا فائنلی ، وہ مجھے پتہ ہے جو قانون بند کر کے آیا جس میں پریسیڈنٹ کا Assent یعنی سگنیچر موجود ہے۔

ٹرسٹ وقف نہیں:

اس ایکٹ میں سب سے پہلی چیز انہوں نے جوڑی ہے وہ یہ جوڑی ہے اور بہت اچھی بات جوڑی ہے کہ ''اگر کوئی چیریٹیبل ٹرسٹ بنایا گیا ہے تو اس کو کسی بھی طریقے سے وقف نہیں مانا جائے گا''۔ یعنی اگر میں مسلمان کوئی چیریٹیبل ٹرسٹ بناتا ہے، کوئی ایسا آرگنائزیشن بناتا ہے جو خیر کا کام کرتی ہو، کوئی بھی ایسے آرگنائزیشن بناتا ہے جس میں لفظ ''وقف'' نہیں ہے یعنی اس کو ٹرسٹ کہہ لیں، اس کو سوسائٹی کہہ لیں، اس کو این جی او کہہ لیں، جو بھی کہہ لیں ؛ وہ وقف نہیں مانا جائے گا۔

اچھی بات ہے، عقل کی بات ہے، ایسا ہونا ہی چاہیے۔ اگر آپ نے ٹرسٹ بنا لیا

ہے تو پھر وہ وقف تو نہیں ہوگا؛ نا وقف تو خاص اسلامی فکر ہے۔تو ٹرسٹ اگر آپ نے بنایا ہے تو وقف نہیں ہے، اس میں کوئی غلط بات تو ہے نہیں، یہ اس میں جوڑا گیا ہے۔

صرف ایک پرابلم ہے، پروبلم کیا ہے؟ پرابلم یہ ہے کہ اکثر ملحقہ مدارس وقف کی جائیداد پر ہیں۔ بہار میں تقریبا انتالیس سو ملحقہ مدارس ہیں۔صرف ایک کیٹگری کی مثال دیتا ہوں، اس میں سے میرا خیال یہ ہے کہ تقریبا سو فیصد ملحقہ مدارس وقف کی جائیداد پر بنے ہوئے ہیں یا تو ان کے زمین وقف کی ہے یا بلڈنگ وقف کی ہے یا دونوں وقف کی ہے، کم از کم زمین وقف کی ہے اور اس کے بعد بلڈنگ انہوں نے بنائی چندے کے پیسے سے اور پھر اس کے بعد جب ان کا الحاق ہوا مدرسہ بورڈ سے، تو کہا گیا :ٹرسٹ بناؤ! اب انہوں نے ٹرسٹ بنایا اب وہ ٹرسٹ بن گیا۔ اب وہ بلڈنگ اور وہ زمین وقف کی رہی یا نہیں رہے گی؟ یہاں پر یہ بل خاموش ہے۔اس سے جو ہونا ہے وہ آپ سب لوگوں کو پتہ ہے کہ کیا ہونا ہے؟ انتالیس سو مدارس اب Limbo (غیر یقینی حالت) میں ہیں، اب ان کی کیفیت پتہ نہیں اس بل کے مطابق۔

اب اس ایکٹ کے تحت وہ وقف رہے گا یا نہیں رہے گا؟ اصل بات یہ ہے۔ اب وقف رہا یا نہیں رہا؟ اب نہ ہاں کہہ سکتے ہیں نہ نا کہہ سکتے ہیں۔اس ایکٹ کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ اتنا ویک (کمزور) ہے کہ آپ ادھر بھی سمجھ سکتے ہیں اور آپ ادھر بھی سمجھ سکتے ہیں۔وکیل اس کے لیے بھی آرگیو کرسکتا ہے، وکیل اس کے لیے بھی آرگیو کرسکتا ہے۔اور اس قسم کا جب بھی ایکٹ لکھا جاتا ہے تو سب سے خراب سمجھا جاتا ہے۔کیونکہ اس کا مطلب واضح نہیں ہے۔اب جتنے بھی ملحقہ مدارس ہیں ان کی

جائیداد وقف رہی یا نہیں رہی؟ یہ کلیئر نہیں ہے۔ یہ اس میں جوڑا گیا ہے۔

اب یہ کس پارٹی نے ڈلوایا تھا پوچھ لینا چاہیے ہم لوگوں کو اپنی اپنی پارٹی سے، جو ہماری فیورٹ پارٹی ہے، اس سے پوچھ لیں کہ تم نے ڈلوایا ہے یا ساؤتھ والوں نے ڈلوایا ہے؟ کس نے ڈلوایا؟ بات سمجھ میں آرہی ہے سب لوگوں کو؟ سمجھ میں آئی؟ (جی) ٹھیک ہے الحمدللہ! اب آگے چلتے ہیں۔

میں نے اس کا بہت لمبا چوڑا پریزنٹیشن بنایا تھا جو ورکشاپ میں کرتا ہوں وہ 20 گھنٹے کا ہے لیکن چار گھنٹے میں تقریباً اکثر موٹی موٹی باتیں آجاتی ہیں؛ تو اس پریزنٹیشن میں تمام چیزیں موجود تھیں۔

یہ جو میں نے ابھی آپ کے سامنے رکھا ہے، اس کو ان تین چھنّی پہ بھی چھان کر دیکھیے! اس کے آنے سے وقف بورڈ فعال کیسے ہو گیا؟ اس کے آنے سے وقف بورڈ مؤثر کیسے ہو گیا؟ اس کے آنے سے وقف بورڈ بااختیار کیسے ہو گیا؟ کون سی کمی تھی وقف بورڈ میں جو اس لینگویج کے آنے سے، اس پروویژن کے بڑھنے سے بہتر ہو رہا ہے؟ کون سی چیز؟ کوئی مجھے بتا دے! اور جو ایلیشنز ہیں کانسٹیٹیوشن کے، وہ میں آپ کے سامنے گنا سکتا ہوں۔ کیونکہ وقت کم ہے، اس لیے میں ہر ایک کے بارے میں ہمیشہ نہیں کہوں گا، لیکن آپ کو چھلنی تینوں ہمیشہ یاد رکھنی ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ وہ چھلنی تینوں ہمیشہ یاد رکھ لیں اور پوچھنا ہے کہ اس سے کیا بھلا ہو گیا بھائی؟ ہر ایک آدمی جو آپ سے کہتا ہے کہ بھلا ہو رہا ہے کچھ۔ اس سے ہر ایک کے بارے میں ان تین چھنّی کو سامنے رکھ کے پوچھنا چاہیے کہ اس چھنّی سے اس کو گزار کے دکھا دو پھر آپ کو ہم کہیں

گے کہ اچھا ہوا کہ نہیں۔

کون بتائے گا پریکٹسنگ مسلم:

اس میں انہوں نے بڑھایا ہے، بل میں ایک کلاز (شق) تھا کہ آپ کو پانچ سال تک اچھا کام کرنا پڑے گا، اچھا کام کرنے کے لیے۔ مطلب یہ ہے کہ پانچ سال تک آپ کو مسلمان رہنا پڑے گا وقف کرنے کے لیے۔

اب میڈیا والوں نے یہ بہکانے کی کوشش کی اور کچھ مسلمان نے بھی یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ نہیں یہ نومسلموں کے لیے ہے۔ بہت اچھی بات ہے تو نومسلموں کے لیے ہونا چاہیے، ٹھیک ہے نا؟ میں پوچھ رہا ہوں کیوں ہونا چاہیے؟ وہ نومسلم آج اپنی جائیداد، اگر مان لیجیے اس کے پاس ایک دھر زمین ہے اس ایک دھر زمین کو اگر وہ بیچ کر اس کا جوا کھیلنا چاہے تو حکومت روک رہی اس کو؟ نہیں روک رہی ہے۔ اگر اس ایک دھر زمین پہ شراب خانہ بنانا چاہے تو روک رہی ہے؟ میں یہ قبیح مثال اس لیے دے رہا ہوں کہ معاشرے کو خراب کرنے والا ہر کام وہ زمین پہ کر سکتا ہے، حکومت نہیں روک رہی ہے لیکن اچھا کام اگر وہ کرنے جا رہا ہے تو کہہ رہے ہیں کہ نہیں، نہیں کر سکتے۔

اچھا اگر یہ شق نومسلموں کے لیے تھا تو لکھ دیتے نا کہ یہ نومسلم کے لیے ہے، وہ تو نہیں لکھا نا! تو نومسلم کے لیے نہیں تھا۔ تو خیر یہ تو پرانی بات ہو گئی، نئی بات اس میں کیا ہے وہ سنیے!

پرانے مسودے میں لکھا ہوا تھا کہ پانچ سال تک پریکٹسنگ مسلم رہنا ہوگا۔ تو میں نے سوال قائم کیا تھا کہ پریکٹسنگ مسلم کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ داڑھی؟ چھ انچ کی

داڑھی پریکٹسنگ مسلم، چار انچ کی نہیں، دو انچ کی بالکل نہیں یا دو انچ کی ہاں؟ کون بتائے گا پریکٹسنگ مسلم؟ اچھا! شیو کرنے والا مسلمان ہے کہ نہیں مسلمان؟ کون بتائے گا؟ اچھا! پانچ وقت نمازیں اگر ایک وقت چھوٹ گئی اس نے قضا پڑھ لی، اگر قضا پڑھی تو پریکٹسنگ مسلمان ہے کہ مسلمان نہیں ہے؟ 30 روزے میں ایک روزہ چھوٹ گیا تو پریکٹسنگ مسلمان ہے کہ نہیں؟ اس نے زکوۃ دی کہ نہیں؟ پریکٹسنگ مسلمان ہے کہ نہیں؟ کون بتائے گا؟ تعریف نہیں ہے۔ اگر تعریف نہیں ہے تو کوئی نہ کوئی کلیکٹر آ کر کے ہاتھ روکے گا اور بولے گا کہ سند لو کہ پریکٹسنگ مسلمان ہیں۔ جب میں نے یہ بات کی تو لوگوں نے کہا کہ تم بہت غلط سوچتے ہو تم وہ سوچتے ہو جو کہ ہونے والا نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ ہوسکتا ہے میں غلط سوچتا ہوں کیونکہ اعتبار نہیں ہے کیونکہ اعتماد نہیں ہے۔ اللہ کا ایسا کرنا ہوا کہ جو میں نے کہا تھا انہوں نے لکھ بھی دیا۔

انہوں نے کہا کہ نہیں یہ پریکٹسنگ مسلمان نہیں، اس کو دکھنا بھی چاہیے مسلمان۔ شوئنگ اور ڈیمانسٹریٹنگ۔ Exactly (بالکل ویسا ہی) جو کہا تھا انہوں نے لکھ بھی دیا کہ آپ کو دیکھنا بھی پڑے گا مسلمان اور ہونا بھی پڑے گا مسلمان اور یہ بات معروف بھی ہونی چاہیے اور کسی نہ کسی کو سند بھی دینا پڑے گا، اگر شوئنگ اور ڈیمانسٹریٹنگ ہے تو ہی وقف کر سکتے ہیں۔

ابھی بھی بات واضح نہیں ہے کہ بغیر شیو کے مسلمان مانے جائیں گے یا چھ انچ داڑھی والے مسلمان مانے جائیں گے یا ایک فٹ داڑھی والے مسلمان مانے جائیں گے؟ ابھی بھی پتہ نہیں ہے۔ لیکن لکھ انہوں نے ضرور دیا ہے کہ ان کو دکھنا بھی مسلمان

چاہیے اور اس کو شو بھی کرنا چاہیے مسلمان۔

اچھا! پریکٹسنگ مسلمان کی تعریف نہیں بتائی کہ کیا ہوگا؟ اب یہ بتائیے کہ وہ جو واقف کی تعریف تھی کہ وقف کون کرسکتا ہے؟ وہ تبدیل ہوئی کہ نہیں؟ تبدیل ہو رہی نا بھائی؟ ٹھیک ہے۔

یہاں پر انہوں نے اس پہ اکتفا نہیں کیا، وہ آگے بڑھے اور لکھا کہ There is no contrivace involved۔ لفظ contrivace کہتے ہیں جان بوجھ کر کے خراب نیت کے ساتھ کوئی کام کرنا، جو شرارت والا کام ہے، جو غلط کام ہے، اس کو contrivace کہتے ہیں۔ اور انہوں نے اس میں شرط لگا دی کہ اس میں کوئی contrivace نہیں ہونا چاہیے۔ اس کا کیا مطلب؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے وقف کرنے سے پہلے یعنی پانچ سال تک آپ اچھے مسلمان رہیں اور پھر آپ وقف کریں! اور جب آپ وقف کریں گے تو آپ کے اوپر یہ الزام ہے کہ آپ نے جان بوجھ کر یہ کچھ بدمعاشی کی ہے۔ ضرور کچھ بدمعاشی کی ہے تب یہ کام ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے پہلے یہ طے کرلیا ہے کہ جب کوئی آدمی وقف کرے گا تو وہ شرارت کر رہا ہے اگر وہ زندہ ہے اور اس نے وقف کیا ہے تو ضرور کوئی شرارت کی ہے اور اگر وہ مر گیا ہے اس کے بعد کی کوئی شرارت ہے یعنی اس نے حق مارا ہے کسی کا۔ لکھتے ہیں There is:

no contrivace involved in the dedication of such property.

تو اب اس جملے سے ہر وقف جو کیا جائے گا وہ مشتبہ ہے، ہر وہ وقف جو کیا جائے

گا اس کو تولا جائے گا کہ اس نے کیوں کیا تھا؟ یہ وقف کیوں کیا اس نے؟ اس کی نیت کیا تھی؟ وہ کون سا فتور پھیلانا چاہتا تھا؟ تو پریزمشن آف گلٹ (Presumtion of Guilt) وقف کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔ اس جملے کو یاد رکھ لیجیے پریزمشن آف گلٹ وقف کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔ اب جب بھی آپ وقف کریں گے، تو کوئی بھی آدمی کہے گا کہ یہ اس وجہ سے کیا گیا تھا، جو غلط تھا۔ بس ایک عرضی پڑنی ہے، اب وہ معاملہ گیا، اب آپ کچھ نہیں کر سکتے اس کے بارے میں۔

اب مجھے یہ بتا دیجیے! یہ صرف ذہن میں ڈالنے کے لیے بار بار پوچھ رہا ہوں کہ وقف بورڈ اس سے فعال کیسے ہو رہا ہے؟ اس سے مؤثر کیسے ہو رہا ہے؟ بااختیار کیسے ہو رہا ہے؟ اور وقف بورڈ میں کونسی کمیاں تھی جو اس آرٹیکل سے دور ہو رہی ہے؟ ٹھیک ہے نا؟ اور کانسٹیٹیوشن وائلیشن اس کے ڈھیر سارے ہیں، جو گنانے میں وقت لگے گا۔

وقف بائی یوزر:

بہت سے لوگوں نے کہا کہ وقف بائی یوزر واپس آ گیا ہے۔ وقف بائی یوزر کے بارے میں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ زمین جو حکومت کی تھی اس کو مسلمانوں نے ادھر دیکھا ادھر دیکھا اور جلدی سے اپنے مردے کو وہاں دفن کر دیا اور کہا کہ یہ وقف بائی یوزر ہے۔ آپ میں سے کتنے لوگوں نے اپنے والدین کو وہاں پہ دفن کر دیا ایسے؟ میرا خیال ہے ابھی تک کسی نے نہیں کہا مجھے کہ ہم نے ادھر دیکھا ادھر دیکھا، دیکھا کوئی زمین خالی ہے حکومت کی اس میں دفن کر دو۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا، مسلمان ایسا کبھی نہیں کرتے۔ تو جو وقف کی زمین ہے وہیں دفن کرتے ہیں۔ ہم لوگوں کو پتہ ہے کہ یہ قبرستان ہے اور اس

جگہ دفن ہونا ہے فلاں نے اس قبرستان کو وقف کیا تھا یا یہ 100 سال سے چلا آرہا ہے۔ٹھیک ہے نا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

تو کیڈسٹرال سروے میں جو 1883ء میں ہوا، جو ایک واحد سروے ہے جو گیزٹ تک پہنچا، آزاد ہندوستان کا کوئی سروے گیزٹ تک نہیں پہنچا ہے میری معلومات کے مطابق، وہ واحد سروے جو گیزٹ تک پہنچا 1883ء میں کیڈسٹرال سروے۔وہاں سے جا کر کے نکالیں گے تو سب چیز مل جائے گی لیکن ہم لوگ وہاں جا ہی نہیں رہے ہیں نکالنے کے لیے۔

تو وقف بائی یوزر کے بارے میں جو لوگ کہتے تھے کہ نا بغیر کسی کاغذ کے یہ زمین ہے، نہیں! ایسی بات نہیں ہے اس کے کاغذات موجود ہیں۔صرف آپ اتنا پیچھے جا کے دیکھنے کو تیار نہیں ہیں اور ہم لوگ بھی اپنی کاہلی میں جا کر کے کاغذات نہیں نکال رہے ہیں۔ چاہیں گے تو نکل جائے گی، پتہ چل جائے گا۔اس کی پوری تفصیل اس میں مل جائے گی۔

دو خطرناک شرط:

ابھی اس میں انہوں نے جو کیا ہے، وہ یہ کیا ہے کہ دکھانے کے لیے اس کو (وقف بائی یوزر کو) واپس لے آئے ہیں، اس میں دو شرط لگادی: ایک شرط یہ لگائی ہے کہ اگر گورنمنٹ نے کلیم کرلیا تو بات ختم، وہ وقف بائی یوزر نہیں ہے۔اور اگر اس کی ایک انچ زمین پر ڈسپیوٹ (تنازع) ہو گیا تو وقف بائی یوزر نہیں ہے۔

مطلب ان دونوں صورت میں وقف بائی یوزر کو وقف کلیم نہیں کر سکتے۔ تو مجھے یہ بتائیے کہ کوئی ایک پراپرٹی بچے گی وقف بائی یوزر کے لیے؟ ایک جھنڈا ایسے گڑ جانا ہے بس، بات ختم ہوگئی۔ وہ ڈسپیوٹیڈ لینڈ (متنازعہ زمین) ہے، اگر ڈسپیوٹیڈ لینڈ ہے تو بچا ؟ (نہیں) تو اس میں یہ دیکھنے کی بات ہے کہ صرف نیر ڈسپیوٹ؛ یہ بات نہیں ہے کہ وہ ڈسپیوٹ ثابت ہوجائے، یہ بات نہیں ہے کہ جج اس کو ریویو کرلیں، یہ بات نہیں ہے کہ علی الاقل کوئی آفیسر اسے ریویو کرلے۔near dispute، صرف کسی کے کہہ دینے سے کہ یہ زمین ڈسپیوٹڈ ہے اب وہ وقف بائی یوزر نہیں رہی گی۔ اور حکومت نے اگر Claim (دعوی) کردیا تو وقت بائی یوزر نہیں رہی ہے گی۔

تو وقف بائی یوزر رہا کیا کچھ؟ واپس لا کر کے کوئی فائدہ ہوا؟ کوئی فائدہ نہیں۔ پہلے وقف بائی یوزر کو ہٹا دیا تھا انہوں نے یعنی ایک جھٹکے میں سب ہٹا دیا تھا پھر بہت ہلا ہوا اس پہ، جب بہت ہلا ہوا، تو واپس لے آئے۔ واپس لایے تو کس شرط کے ساتھ واپس لائے؟ یہ دونوں شرط لگا دی۔ اب جو یہ دونوں شرط لگائی ہے، اس کا لازمی مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک بھی وقف بائی یوزر کی زمین نہیں بچنے والی۔ صرف ایک جھنڈا ہی تو لگانا ہے، بات ختم ہوگئی، وہ ڈسپیوٹیڈ (متنازعہ زمین) ہے۔

وقف علی الاولاد:

پہلے یہ بات کہی کہ وقف علی الاولاد آپ نہیں کر سکتے، سوائے اس کے کہ آپ سب کا حق پہلے دے دیں۔ کسی کا حق مرا نہیں رہا ہو۔ اچھا! مسلمان ایک ایسی قوم ہے جو اپنے گھر والوں کا پہلے دیکھتی ہے یعنی ہم سب لوگوں کو پتہ ہے کہ آپ ایک تہائی سے

زیادہ کی وصیت نہیں کر سکتے ہیں، باقی تو سب آپ کے گھر والوں کو ہی جانا ہے نا؛ لیکن یہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں، نہیں، ہم یہ بات نہیں مانیں گے۔ ہم یہ کریں گے کہ اس کو ڈینائی کریں گے کہ کوئی آدمی وقف علی الاولاد کرے گا تو ہم یہ دیکھیں گے، ہم اس پر شک کریں گے وہ آدمی ضرور غلط کام کر رہا ہے ہے۔ وہ گھر کی عورتوں کو Inheritance Right (حق وراثت) نہیں دے رہا ہے یا اپنے رشتہ داروں کو Inheritance Right (حق وراثت) نہیں دے رہا ہے۔ تو اتنا کافی نہیں تھا، مزید لکھا کہ اس کے علاوہ کوئی بھی Claim (دعوی) کر دے، تو بھی وہ وقف علی الاولاد نہیں ہوگا۔

صرف یہ نہیں کہ گھر کی عورتیں یا رشتہ دار، بلکہ کوئی بھی ہو۔ انہوں نے جوڑ دیا Or: any other rights of persons with lawful claims۔ اب Lawful claims کون attend کرے گا؟

مزیدار بات یہ ہے کہ وہ زمین جو اس آدمی نے خریدی، وہ زمین اس کی ہے، وہ اس زمین کو آج چاہے تو اس کو بیچ دے، حکومت کچھ نہیں بولنے والی، اور بیچ کر کے وہ اس سے بزنس کر لے، وہ اس کی شراب پی جائے، وہ اس سے گانجا پھونک جائے، کچھ بھی کر لے، حکومت کو کوئی پرابلم نہیں ہے۔ وہ نہیں چیک کرے گی کہ کسی کا رائٹ مار رہا ہے یا کسی کا رائٹ نہیں مار رہا ہے۔ لیکن اگر جو وقف کر دیا، تو یہ سب چیک ہوگا۔ تو وہ جو ایک تہائی میں مسلمانوں نے سوچا تھا کہ وصیت کریں گے وہ بھی اب اس (بل) کے مطابق وقف علی اولاد میں نہیں کر سکتے۔ ابھی ہم لوگوں کو پوچھنا چاہیے اپنی اپنی پارٹی سے کہ کس نے یہ بات سمجھائی تھی؟

تو اس میں ایک خطرناک پروویژن جولا جیکل ہے وہ ہے Preemptive: Veto (" پیشگی طور پر کسی فیصلے کو روکنے کا اختیار ") یعنی جو وارثین ہونے والے ہیں ان کا Preemptive Veto ہے۔ اگر آپ نے اپنی زندگی میں کسی بھی زمین کو، جائیداد کو وقف کر دیا اور آپ زندہ ہیں، تو آپ کے وارثین اس کو نہیں ہونے دیں گے۔ اگر وہ چاہیں، تو وہ نہیں ہونے دیں آپ کی زندگی میں۔ آپ کی زندگی میں آپ کو وقف کرنے کا اختیار نہیں رہا۔ وقف علی اولاد کرنے کا اختیار نہیں رہا، اگر وہ (اولاد) چاہیں تو۔ اور اس میں چونکہ وارثین کے ساتھ اور" Or any other rights of persons'' (کوئی بھی دوسرا شخص) لگا ہوا ہے، تو کوئی نہ کوئی اٹھ کے تو بولے گا بھئی! میرا بھی رائٹ ہے نکال کے دو!۔

اچھا! تھوڑی دیر کے لیے سوچیے کہ بچے جو نیک ہیں، وہ تو آپ کی بات مان لیں گے۔ اس کے آگے کیا لکھتے ہیں؟ Or any other rights of persons with lawful claims۔ اب کیا ہوگا؟ مثلاً آپ نے ایک زمین کو وقف کیا 50 سال کی عمر میں، اس وقت آپ کے پاس پیسہ تھا اور وہ وقف ہوگئی اور وہ چل رہی ہے۔ اس کے بعد 75 سال کی عمر میں آپ مقروض ہو گئے آپ کے اوپر پانچ روپے کا قرض تھا آپ کا انتقال ہو گیا پانچ روپے کا قرض کے ساتھ، اس ایکٹ کے مطابق وہ زمین اب بیچی جائے گی، وقف جائیداد ختم کی جائے گی، بیچا جائے گا اس کا پانچ روپیہ اس کو دیا جائے گا۔ اس سے وقف بورڈ فعال، مؤثر اور بااختیار کیسے بنتا ہے؟ یہ سوچنے والی بات ہے۔

رجسٹری کی مدت میں اضافہ:

انہوں نے ایک چیز اچھی یہ ڈالی ہے کہ پہلے یہ بات تھی کہ چھ مہینے میں اگر آپ نے رجسٹر نہیں کرایا تو اب وہ وقف کی جائیداد وقف کی نہیں رہے گی۔ اس کے بعد کوئی مہلت نہیں جائیداد کو رجسٹر کرانے کا۔ اب وہ وقف کی جائیداد وقف کی جائیداد نہیں رہے گی۔ اب انہوں نے اس ایکٹ میں یہ کہا ہے کہ نہیں، وہ ایسا ہے کہ چھ مہینہ اور، اگر ٹرائبیونل مان لے کہ غلطی میری ہے، کسی خاص وجہ سے آپ نہیں کر سکے تھے، تو آپ کر لیں گے۔

تو سوال یہاں قائم ہوتا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ آپ کو کتنا وقت مل رہا ہے رجسٹر کرانے کے لیے؟ سوال یہ ہے کہ ان کا چیریٹیبل زمین ہے بھائی! اس سے کسی کا فائدہ ہو رہا ہے، وہ کسی کی ذاتی زمین نہیں ہے۔ اس کو اس کی نوعیت سے نکال کر کے کیا ملنا ہے؟ سوائے اس کے اس کو انکروچمنٹ (ناجائز قبضہ) کر کے لوگ ختم کر دیں گے۔ کوئی فائدہ ہونا ہے اس سے؟ اگر نہیں ہونا ہے تو یہ قید کیوں لگائی ہے؟

اچھا! یہ قید لگائی گئی ہے، تو کیا یہی قید ہندو ٹیمپل بورڈ کے زمین پر لگائی جائے گی؟ اور جب نہیں لگائی جائے گی تو یہاں کیوں لگائی جا رہی ہے؟ اصل سوال یہ نہیں کہ چھ مہینے کے بعد چھ مہینہ اور مل گیا، وہ تیزی سے رجسٹریشن کرا لیں گے۔ بالکل غلط بات ہے۔ 1864 میں یہ قانون بنا ہے 2024 تک صرف بہار میں 862 قبرستان ہم رجسٹرڈ کرا پائے ہیں اور صرف عقل سے میں نے آپ کے سامنے بات رکھی کہ 44 ہزار گاؤں میں بیس ہزار کو اگر چھوڑ بھی دیا جائے کہ اس میں مسلمان نہیں رہتے ہیں، تو 24 ہزار گاؤں بچتے ہیں، 24 ہزار گاؤں میں کم سے کم ایک قبرستان تو ہونا ہی ہونا ہے۔

اور وہ رجسٹرڈ نہیں ہے۔ تو سب کی سب گئی۔ تو یہ وقت کی بندش کیوں لگائی گئی ہے؟ اس سے کیا حاصل ہو رہا ہے؟ اس سے وقف بورڈ میں کیا فعالیت پیدا ہو رہی ہے؟ اللہ اعلم

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

اب آگے بڑھتے ہیں، اب انہوں نے کہا کہ پہلے یہ بات ہوئی تھی کہ جب رو کے، گا کے، مر کے ایک زمین کو وقت لینڈ رجسٹر کروا لیتے تھے لوگ۔ ۔۔مظفر پور سے ایک ٹیم آئی تھی، کئی جائیداد ہے ساڑھے تین سال سے وقف بورڈ کے چکر کاٹ رہے ہیں وہ لوگ اور وہ وقف میں رجسٹر نہیں ہو پائی۔ ۔۔تو وقف میں جب رجسٹر کروا لیتے تھے لوگ ، بڑی مشکل کے ساتھ یہ سب کچھ ہو جاتا تھا، پراسس گزر جاتا تھا؛ اس کے بعد پھر ایک لسٹ شائع ہوتی ہے۔ اس لسٹ کے شائع ہونے کے ایک سال تک پہلے کے قانون میں کوئی آدمی پھر کلیم (دعوی) کر سکتا تھا کہ نہیں بھائی! یہ وقف کی پراپرٹی نہیں ہے، اس کو دوبارہ E Valid کرایا جائے، اس کو Aces کروایا جائے۔ تو اس کو بل میں دو سال کر دیا گیا یعنی پورے پروسیس ہونے کے بعد جب بھی ایک پراپرٹی رجسٹر ہوتی ہے تو رجسٹری ڈیپارٹمنٹ سے پوچھا جاتا ہے، ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے پوچھا جاتا ہے، سرکل آفسر سے پوچھا جاتا ہے، یہ سارے لوگ رپورٹ دیتے ہیں تب جا کر کے وقف بورڈ والے اس کو اپنے وقف کے رجسٹر میں لکھتے ہیں اور پھر خط بھیجتے ہیں کہ بھائی! اس کو وقف کی پراپرٹی مانا جائے اور ایک گورنمنٹ آفیشل باقی تمام گورنمنٹ آفیشل سے جب او کے لے لیتا ہے، تب کوئی ایک پراپرٹی وقف مانی جاتی ہے۔ یہ وہ بات ہے جس کو لوگ کہتے ہیں کہ ایسے انگلی رکھ دیا وقف بورڈ نے، تو وہ پراپرٹی وقف ہو

گئی۔(یہ جھوٹ پھیلایا جارہا ہے) وقف کے پروسیس میں سالوں لگتے ہیں۔

فیصل:

ابھی پچھلی دفعہ انہوں نے کہا تھا کہ کلکٹر کے پاس اختیار ہوگا۔ابھی وہ جو گورنمنٹ کی پراپرٹی کی میں نے بات کی تھی نا،تو گورنمنٹ کی پراپرٹی ہے یہ کون طے کرے گا؟بل میں تھا کہ کلکٹر طے کرے گا۔کلکٹر کس کا ہے؟تھوڑی سی عقل لگائیے!اگر کسی چیز پہ آپ Claim(دعوی) کر رہے ہیں کہ یہ پراپرٹی میری ہے اور اسClaim(دعوی) کو ثابت کرنے کے لیے آپ اپنے بیٹے سے کہیں کہ بیٹا! گواہی دے دو کہ وہ میری ہے؛تو بہت انصاف ہوجائے گا؟تو گورنمنٹ یہی کام کررہی ہے۔ پہلے اس نے کہا کہ کلکٹر کہہ دے گا تو بات ہوگئی اور کلکٹر کوئی بھی طریقہ استعمال کرسکتا ہے اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کہ وہ پراپرٹی گورنمنٹ کی پراپرٹی ہے۔

اب جب اس پر ہلا ہوا،تو انہوں نے کہا کہ اچھا بھائی! کلکٹر چھوڑ دو! کوئی بھی ایک آفیسر جو گورنمنٹ طے کرے گی،وہ طے کرے گا۔اور اللہ اللہ کر کے انہوں نے یہاں پر یہ لکھا کہ اچھا بھائی!وہ اپنے دل سے تجزیہ نہیں کرے گا، According to Law(قانون کے مطابق) کرے گا۔بہت اچھی بات ہے۔وہ لکھتے ہیں Who : shall conduct an inquiry as per law

اب تو سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہوگیا؟نہیں،نہیں،ابھی بھی آپ کا بیٹا ہی کر رہا ہے،صرف آپ نے کہہ دیا کہ بیٹا! قانون ماننا! کونسا قانون ماننا بیٹا؟یہ بتایا نہیں ہے۔ تو بیٹا کونسے قانون سے اس پر تجزیہ کرے گا؟یہ پتہ نہیں ہے۔لکھ تو دیا ہے،بتایا نہیں کہ

کون سا قانون ماننا ہے؟ انڈین ایویڈنس ایکٹ مانے گا؟ نہیں مانے گا؟ پتہ نہیں۔ کونسا قانون مانے گا؟ لکھنا چاہیے تھا نا؟ قانون تو Crisp (مختصر و مؤثر) لکھا جاتا ہے، Sharp (واضح ونمایاں) لکھا جاتا ہے، کچھ نہیں لکھا۔ تو اب انہوں نے صرف یہ تبدیلی اس میں کر دی۔

اب اس کے بعد جو بچی کچی کسر تھی وقف بائی یوزر کی، وہاں میں نے آپ کو بتایا ابھی جو کنڈیشن لگائی انہوں نے گورنمنٹ والی کہ گورنمنٹ اگر Claim (دعوی) کردے تو کوئی آفیسر آئے گا اور کہے گا یہاں گورنمنٹ کی لینڈ ہے، بات ختم ہو گئی یہ وقف بائی یوزر نہیں ہے۔ کسی نے جھنڈا لگا دیا، وقف بائی یوزر نہیں ہے۔ کوئی ڈسپیوٹ (تنازع) ہو گیا، وقف بائی یوزر نہیں ہے۔

پروٹیکٹیڈ مونیومنٹ وقف نہیں:

اب اس کے بعد انہوں نے ایک بہت ہی نئی اور انوکھی چیز اس میں ڈالی ہے اور یہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ''وہ چیز جو پروٹیکٹیڈ مونیومنٹ ہے اب وہ وقف نہیں رہے گا۔'' اس کو سمجھ لیجیے! بہت اہم چیز ہے ''وہ چیز جو پروٹیکٹیڈ مونیومنٹ ہے، وہ وقف نہیں رہے گا۔''

یہ واقعی پوچھنا چاہیے ہم لوگوں کو پولیٹیکل پارٹیز سے کہ یہ کس نے عقل دی ہے؟ انہوں نے لکھا کہ اچھا بھئی! ایسا کرلو کہ ہر وہ چیز جو Protected Monument (تحفظ یافتہ آثار قدیمہ) ہم کہہ دیں گے، اب وہ وقف نہیں ہے۔

تمام مساجد، تمام مقبرے، تمام چیزیں، جو سو سال کے اوپر کی ہیں، وہ گئیں۔ اور

وہ صرف ایسے ہی نہیں گئیں، پروٹیکٹڈ مونیومنٹس کا جو قانون ہے وہ یہ ہے کہ اس جگہ اور اس کے سومیٹر اطراف میں، چاروں طرف سے سومیٹر کچھ نہیں بن سکتا۔ اور سومیٹر کے ادھر دوسومیٹر میں بڑی مشکل سے حکومت سے Permission (اجازت) ملتی ہے کچھ بنانے کی۔ آپ کو تو نہیں مل رہی ہے۔ تو تقریبا تین سومیٹر ادھر (آگے)، تین سو میٹر ادھر (پیچھے)، تین سو میٹر ادھر (دائیں)، تین سو میٹر ادھر (بائیں) کچھ نہیں کر سکتے۔

اب تھوڑی دیر کے لیے اس کو اس طرح سمجھیے! ایک بزرگ کی قبر ہے یا کچھ لوگ بیٹھ گئے ہیں قبر پہ اور دعوی کر دیا کہ یہ ایک بزرگ کی قبر ہے اور وہ سو سال سے زیادہ پرانی؛ اب اس کو پراپریٹڈ مونیمنٹ بتا دیا گیا۔ اب اس قبرستان کا کیا حشر ہوگا؟ کتنی قبرستان آپ لوگ جانتے ہیں جو تین سو میٹر ادھر (آگے)، تین سو میٹر ادھر (پیچھے)، تین سو میٹر ادھر (دائیں)، تین سو میٹر ادھر (بائیں) ہے؟ کتنی قبرستان ایسی ہے؟ ایک بھی بچنی ہے اس کے بعد؟ سو برس سے اوپر کی تو قبرستان ہے اور ہر قبرستان میں ایک بزرگ نکلیں گے، نکلیں گے یا نہیں نکلیں گے؟ ہر قبرستان میں بزرگ نکلیں گے، اس کا یہ حشر ہونا ہے۔ جتنی مسجد ہے جو سو سال سے پرانی ہے، اس کا یہ حشر ہونا ہے۔

یہ ہو گیا وقف کا کھیل۔ وقف بائی یوزر میں جو بچ رہا تھا وہ اس سے جا رہا ہے۔

یہ ہے وہ نئی تبدیلی جو اس میں کی گئی ہے۔ اب یہ ہم کو پولیٹیکل پارٹی سے پوچھنا چاہیے کہ کس نے یہ والی شق ڈلوائی ہے بھائی؟ بل میں یہ شق نہیں تھی، یہ تازی تازی

ڈالی گئی ہے۔

شیڈیول ٹرائب کی لینڈ وقف نہیں:

اس کے نیچے ایک اور بہت ہی مزیدار لینگویج ہے، یہ لکھتے ہیں کہ جو ففت شیڈیول میں تمام زمینیں ہیں اور جو سکس شیڈیول میں تمام زمین ہیں یعنی نارتھ ایسٹ کے ساتوں اسٹیٹ، نارتھ ایسٹ میں جو سیون سسٹرز ہیں، آسام اور اس کے آس پاس جتنے اسٹیٹ ہیں اور جو گجرات، مہاراشٹر، راجستھان، جھاڑکھنڈ اس قسم کے جو دس اسٹیٹ ہیں جو ففت شیڈیول میں ہیں اس میں جتنی بھی زمین کو شیڈیول ٹرائب مانا گیا ہے، چاہے 1400 سال پہلے آپ نے اس میں وقف کیا تھا، اب وقف نہیں رہا۔ شیڈیول ٹرائب لینڈ (قبائلی زمین) میں اگر کہیں بھی کوئی ہسٹوریکل وقف ہے، اب وہ وقف Claim (دعوی) نہیں کیا جا سکے گا۔

تو نارتھ ایسٹ میں سات اسٹیٹ میں جہاں جہاں شیڈیول ٹرائب کا لینڈ مانا گیا ہے اگر اس کے اندر آپ کا وقف تھا، اس میں ڈیفینٹلی مسجد تھی، اس میں ڈیفینٹلی قبرستان ہے اس میں ڈیفینٹلی تمام چیزیں ہیں اب وہ وقف نہیں رہا۔ جھارکھنڈ وغیرہ وغیرہ ہر جگہ وقف نہیں رہا۔

اور یہ کیا اس لیے کیا ہے تا کہ شیڈیول ٹرائب آپ کے ساتھ نہیں جائیں۔ میں صاف کھول کر کے کہہ رہا ہوں کہ یہ کیا اس لیے گیا ہے تا کہ شیڈیول ٹرائب کے لوگ آپ کے ساتھ نہیں جائیں۔ کیونکہ وہ آپ کے ساتھ جا رہے تھے، یوسی سی پر شیڈیول ٹرائب آپ کے ساتھ تھے اس لیے یہاں اس میں تفریق پیدا کی گئی ہے تا کہ وہ آپ کے

ساتھ مل نہ جائیں۔ اور اس لیے وہ آپ کے ساتھ نہیں ہیں، کیونکہ ان کو لگ رہا ہے کہ بہت بڑی زمین ان کو مل جانے والی ہے۔(حالانکہ ایسا ہوگا نہیں) اب ہم لوگوں کو وہ زبان چاہیے اور وہ دل چاہیے کہ ہم لوگ جا کے ان کو سمجھائیں کہ بھائی! آج ہماری باری ہے کل تمہاری باری ہے۔ ایسا ہی ہوتا ہے۔

وقف کو چیلنج کرنے کی مدت:

اس طویل پروسیس کے بعد بھی وہ پراپرٹی ایک سال تک مارکٹ میں کھلی رہتی ہے کہ کوئی آدمی بھی Claim(دعوی) کر دے کہ یہ وقف نہیں ہے۔ تو بل میں انہوں نے کہا کہ دو سال تک Claim(دعوی) کر سکتا ہے۔ اب دو سال کے بعد بھی اگر کسی کو خواہش ہو تو وہ جا سکتا ہے اور ٹرانمونل میں کیس کر سکتا ہے۔ دو سال کے بعد اور دو سال اور۔ تو دو سال تک تو وہ کھلی رہے گی، اس کے بعد پھر دو سال کے بعد کسی کو خواہش ہوئی کہ اچھا بھئی! نہیں، نہیں، یہ والی پراپرٹی وقف کی نہیں ہو سکتی تو پھر وہ جا کر کے Claim(دعوی) کر سکتا ہے اور ٹرانمونل میں جا کر اس کی بات سنی جا سکتی ہے۔

یہ والا بھی ہم لوگوں کو پوچھ لینا چاہیے اپنے اپنے سیاسی پارٹی سے کہ کس نے ڈلوایا بھائی؟ یہ کونسا پروویژن ہے جو آپ لوگوں نے ڈلوایا ہے؟ ٹھیک ہے؟۔

وقف کا معاوضہ:

ہاں! ایک چیز انہوں نے اچھی کی ہے، وہ یہ کی ہے کہ کہا ہے کہ جو وقف بچا رہا

اور حکومت نے اس کو چاہا کہ بھئی! اچھے طریقے سے آپ سے وہ لے لیں؛ تو پیسہ جو ہے وہ آپ کو لینڈ ایکٹیویشن ایکٹ 1894 کے مطابق نہیں، اب وہ آپ کو The Right to Fair Compensation and Tranparency in Land Acquisition, Rehabilitation and Resettlement Act 2013 کے مطابق پیسہ ملے گا۔ تو آپ کو زیادہ پیسہ ملے گا۔ ہاں یہ بڑا اچھا ہے۔

وقف پر ٹیکس:

ہاں! یہ بڑا اچھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھئی! ابھی وقف سے جو انکم آ رہی ہے، اس کا سات پرسنٹ ٹیکس میں دیتے ہیں۔ یہ بہت زیادہ اس کو پانچ پرسنٹ کرتے ہیں۔ اچھی بات ہوئی، سات پرسنٹ سے پانچ پرسنٹ ہوا۔

اس کے بعد انہوں نے کہا کہ ایک گڑبڑی ہوگئی، پانچ پرسنٹ تو کر دیا بل میں، ایک گڑبڑی ہوگئی؛ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ نہیں! اب کچھ انگریزوں والا خون آنا چاہیے جسم میں، تو انگریزوں والا خون جسم میں لائے اور انہوں نے کہا اس کے بعد کہ اچھا بھائی! ایسا کرلو کہ سینٹرل گورنمنٹ کو پاور دے دو کہ جس کو جتنا چاہے ٹیکس لگا دے۔ عقل حیرت میں ہے کہ کس نے اس کو لکھا ہے؟

لکھتے ہیں: Subject to a maximum amount as may be prescribed by the Central Government۔ اب وہ ایک لاکھ ہو، پانچ لاکھ ہو، پانچ کروڑ ہو، بیس کروڑ ہو، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر آپ کے پاس وقف کا ایک انویسٹمنٹ ہے اور اس سے پیسہ آ رہا ہے، تو حکومت جتنا چاہے ٹیکس لگا

دے ،آپ منع نہیں کر سکتے۔کس نے لکھا؟ کس نے Approved (منظور) کیا ؟ کون سی عقل ہے؟اللہ اعلم۔

ایک اچھی بات:

مسلم ٹرائبنل جب بنتا تھا پہلے ،تو اس میں تین لوگ ہوا کرتے تھے، اس میں انہوں نے مسلمان کو نکال دیا تھا، ایکٹ میں اس کو واپس ڈال دیا۔ یہ اچھی بات کی ہے۔

اب لمیٹیشن ایکٹ اپلائی ہوگا:

ایک آخری چیز دیکھ لیں! پہلے وقف ایکٹ 1995 میں ایک Clause (شق) تھا جو یہ کہتا تھا کہ وقف میں 1963 کا لیمیٹیشن ایکٹ نہیں لگے گا۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پرائیویٹ پراپرٹیز میں اگر بارہ سال تک آپ نے اپنی پراپرٹی کا خیال نہیں کیا اور اس کو کسی نے قبضہ کر لیا اور وہ بارہ سال تک اس آنکروچمنٹ میں ہے یعنی اس نے غیر قانونی قبضہ کیا آپ کی زمین کو اور بارہ سال تک آپ نے نوٹس نہیں لیا اور آپ نے اس کو کچھ پوچھ وو چھ نہیں کی بارہ سال تک، تو وہ لیگلی اس پر کلیم (دعوی) کر سکتا ہے۔لیکن یہ قانون کسی حکومت کے پراپرٹی میں نہیں لگ سکتا۔آپ حکومت کی پراپرٹی پہ ایک لاکھ سال میں رہ لیں، اس کے بعد بھی دو بلڈوزر آئے گا جو آپ کے گھر کو کھول کے برابر کر دے گا اور وہاں پر سے آپ کو ہٹنا پڑے گا۔ٹھیک ویسی ہی چیز چیریٹیبل پراپرٹی میں لگتی ہے۔

جولاء آف نیچرل جسٹس ہے وہ یہ کہتا ہے کہ آپ کی پراپرٹی ہے تو آپ کو اپنی پراپرٹی کی دیکھ بھال کرنی چاہیے۔ٹھیک ہے؟ حالانکہ وہ غلط ہے لیکن ایک طریقے

سے اس کو ویلڈ بنایا گیا ہے کہ بھئی! آپ کا انتقال ہو گیا، وہ پراپرٹی پڑی ہوئی ہے، آپ نے دیکھا نہیں، کسی کو پتہ نہیں ہے، تو اس نے لے لیا؛ تو فائدہ ہو گیا کسی کو۔ ٹھیک چلو مان لیا، سب بات مان لیا، پنچایتی راج والی سب بات مان لیا؛ بڑی اچھی بات ہے۔

لیکن اگر کوئی چیز کمیونٹی کی ہے تو اس کو کون پروٹیکٹ (حفاظت) کر رہا ہے؟ اس کو تو کوئی پروٹیکٹ نہیں کر رہا ہے۔ کمیونٹی کی چیز کو کون پروٹیکٹ کرتا ہے؟ کمیونٹی تو نہیں پروٹیکٹ کرتی، انڈویجول اپنی چیز کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے، جان دے دیتا ہے؛ لیکن مسجد کے لیے کون کھڑا ہو رہا ہے؟ کون جان دے رہا ہے؟ لائبریری کے لیے کون کھڑا ہو رہا ہے؟ کون جان دے رہا ہے؟ کوئی نہیں۔ مسلمانوں کی زمین کے لیے کون کھڑا ہو رہا ہے؟ کون جان دے رہا ہے؟ کوئی نہیں دے رہا ہے۔ تو اکثر یہ بات ہوتی ہے کہ جو چیریٹیبل پراپرٹیز ہیں، ان پہ یہ ایکٹ نہیں لگتا ہے یعنی کہ وہ 12 سال ہو، 25 سال ہو، خالی ہوگا۔

پہلے ایسا قانون تھا کہ وقف کی جائیداد پر یہ لیمیٹیشن ایکٹ نہیں لگتا تھا۔ تو پچھلے بل میں انہوں نے کیا یہ کہ اس میں ترمیم کر دیا اور ترمیم کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ اب اگر آپ وقف کی جائیداد میں بارہ سال سے بیٹھے ہوئے ہیں، تو آپ اس کو لیگلی Claim (دعوی) کر سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ ترمیم کیا تھا اور کچھ لکھا نہیں تھا، اس لیے وہ ایک پرسنٹ جج جس کا دل اور عقل ٹھیک ہو، اپنی جگہ پر ہو، تو وہ ضرور پوچھتا کہ بھئی! یہ وقف کی پراپرٹی تھی، چیرٹیبل ڈونیشن پراپرٹی تھی، تم اس پہ قبضہ کر کے بیٹھے ہو، تم نے غلط کام کیا ہے، تم کو ایسا کام نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ایک پرسنٹ چانس تھا کہ شاید وہ کوئی اچھا جج آجائے، تو یہ والی بات کر دے۔ تو نے کہا: یہ والا چانس نہیں لینا چاہیے۔ ایک

پرسنٹ چانس نہیں لینا چاہیے، انہوں نے باقاعدہ اس میں لکھ دیا کہ یہ لگے گا اور میں پڑھ کے سنادیتا ہوں جس طرح سے ان لوگوں نے لکھا ہے On and from the :

commencement of the Waqf (Amendment) Act, 2025, the Limitation Act, 1963 shall apply to any proceedings in relation to any claim or interest pertaining to immovable property comprised in a waqf۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر جج کا ہاتھ انہوں نے باندھ دیا اب سو فیصد جج اس بات کے لیے مجبور ہوں گے کہ وہ اس لاء کو ہولڈ کریں اور وہ آدمی جو بارہ سال سے آپ کی وقف کی جائیداد میں بیٹھا ہوا ہے، اب اس کی وہ جائیداد، وہ زمین ہوگئی۔

تو یہ ہے چند تبدیلیاں جو ''بل'' سے ''ایکٹ'' میں آئی ہیں۔ ان میں کتنی اچھی ہیں؟ آپ وہ لوگ Decide (فیصلہ) کر لیجیے اور اس میں پولیٹیکل پارٹیز نے بہت سمجھانے کی کوشش کی کہ تمام جو اچھی والی بات ہم نے کی تھی، وہ ایکٹ میں ڈل گئیں ہیں۔ میں نے آپ کے سامنے اس کا مطلب بتا دیا ہے؛ اب آپ کو اپنے اپنے لوگوں سے یہ پوچھنا ہے کہ یہ تبدیلی کس پولیٹیکل پارٹی نے بتائی بھائی؟ جس سے یہ ایکٹ اور زیادہ خراب ہو گیا، بل انتہائی خراب تھا ایکٹ اس سے زیادہ خراب ہو گیا۔

مزید کچھ باتیں

جمہوری جدو جہد:

ہم لوگوں کی ضرورت ہے کہ اس ایکٹ کو واپس لینے کے لیے جو جمہوری طریقے سے جتنی جدو جہد کی جا سکتی ہے اتنی جدو جہد کی جائے۔ دیکھیے! ہم لوگ جدو جہد جب بھی کرتے ہیں، ہم لوگوں کو یہ لگتا ہے کہ ایک دن جب ہم لوگوں نے جدو جہد کر لی اور چیز ختم

ہو گئی، ہمارا غصہ نکل گیا، ہم نے حکومت کو بتا دیا، اب حکومت اتنی شریف ہے کہ ہماری بات مان لے گی۔ ایسا ہوتا نہیں ہے میرے بھائی! تین چار چیزیں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور وقت کی کمی کی وجہ سے جلدی رکھنا چاہتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر آخری وقت آجائے اور تمہارے ہاتھ میں ایک پودا ہو اور بس اتنا وقت ہو کہ تم اس کو زمین میں لگا سکو، تو لگا دو! یہ عمل اچھے عمل کی طرف دال ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے قرآن میں فرمایا: وان لیس للانسان الا ما سعی، انسان کے لیے کچھ بھی نہیں تھا سوائے اس چیز کے کہ اس نے کوشش کی "کوشش اور عمل"۔ پھر اللہ تبارک وتعالی نے قرآن میں فرمایا: **الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا** اللہ تبارک وتعالی کہہ رہے ہیں کہ ہم نے موت اور زندگی بنائی، کیوں بنائی؟ تا کہ اللہ تبارک وتعالی دیکھ سکیں کہ تم میں احسن عمل کون کرتا ہے؟۔ اس تھیم کو نوٹس کیجیے کوشش، عمل اور احسن عمل۔

اور پھر ایک حدیث ہے: أحب الأعمال الی اللہ ادومها وان قلّ، اللہ تبارک و تعالی کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جو لگا تار کیا جائے، چاہے وہ کم ہی کیوں نہ ہو۔ تو جو احتجاج آپ کرنے والے ہیں اگر اس میں دوام نہیں ہوگا، اگر وہ مسلسل نہیں ہوگا، اگر وہ لگا تار نہیں ہوگا، اگر وہ منظم نہیں ہوگا، اگر وہ احسن نہیں ہوگا، اگر اس میں اخلاص نہیں ہوگا، تو اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ہے اور اس کا کوئی نتیجہ نہیں کرنا ہے۔ آپ لوگ روڈ پہ نکلیں گے جائیں گے سب کچھ ہوگا اور چیزیں ہوگی، غصہ بھی نکل جائے گا، بات ختم ہو جائے گی۔

میں نے وقت لگا کر کے وقف کا جو اصل خا کہ ہے اس میں زیادہ وقت آج آپ کے سامنے رکھا، اس لیے تا کہ وقف کی قدر اور قیمت آپ کے سامنے آجائے۔ وقف کیا تھا اور کیا ہو سکتا ہے؟ ابھی کے حالات کو چھوڑ دیجیے! تا کہ ہم لوگوں کے پاس وہ زبان آ

جائے، بتا سکیں ہم لوگ دوسروں کو کہ اس سے ہم لوگ فائنانشل سوشل جسٹس کا انتظام کر سکتے ہیں۔ اگر یہ بات آپ کے دل میں گئی اور اللہ کی رضا کے لیے کر سکتے ہیں تا کہ تمام انسان برابری کے ساتھ پیدا ہو سکیں اور عزت کے ساتھ زندگی گزار سکیں اور عزت کے ساتھ مر سکیں، تب یہ بات ہو سکتی ہے۔ تب وہ غصہ نہیں رہے گا، آپ کی عبادت کو حاصل کرنے کا ایک طریقہ بن جائے گا۔ تب وہ پروٹیسٹ جو آپ کریں گے، اس میں نئی نئی چیزیں آپ لے کر کے آئیں گے۔

احتجاج کے جدید طریقے:

مثلاً یہ کس نے کہہ دیا ہے کہ آپ کو ہر روز نکل کر کے پروٹیسٹ کرنا ہے؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم لوگ ہر روز یہ طے کرلیں کہ صرف آدھے گھنٹے کے لیے، 15 منٹ کے لیے باہر نکلیں رات میں 10 بجے، ہر روز آٹھ بجے نو بجے اور اپنے فون کی فلیش لائٹ کو آسمان کی طرف دکھائیں اور اس کی تصویر لیں اور اس کو انٹرنیٹ پر ڈالیں تا کہ پوری دنیا دیکھ سکے کہ ہم لوگ یہ احتجاج کر رہے ہیں لیکن ہر روز دوام کے ساتھ، ہر روز لگا تار ہر روز۔

کس نے کہا ہے آپ سے کہ آپ وقف کے سلسلے میں پوئٹری اور شعر و شاعری اور لٹریچر فیسٹیول کو آرگنائز نہیں کریں؟ اور وہ احتجاج کا طریقہ ہے۔

اصل میں جو بات ہونی تھی اور جس کا وقت نہیں ہے اب، وہ یہ ہے کہ جب آپ حکومت کے لیے وقف ایکٹ کو رکھنے کی قیمت، اس کو ہٹانے سے کم کر دیں گے تو وہ ہٹ جائے گا۔ یعنی جب وقف ایکٹ جوان کے پاس ہے اس کو رکھنے کی اسلامی قیمت، ڈیموکریٹک قیمت، لیگل قیمت، یہ سب قیمتیں بڑھا دیں گے تو وقف ایکٹ ختم ہو جائے گا۔ کیسے بڑھائیں گے؟ اسلامی طور پہ کیسے بڑھائیں گے؟ ابھی یہ وقف ایکٹ آ رہا ہے یہ آپ کی سب سے اہم کام (ضرر) اس نے یہ کرنا ہے کہ آپ کی تاریخ کو مٹا دینا ہے، تو وقف کے بارے میں اتنا پروگرام ہونا چاہیے کہ پوری تاریخ قوم کے سامنے آجائے۔ صرف

وقف کے مسودے کو نکالنا پڑ نا سننا جاننا، تا کہ ہم لوگ وقف کر سکیں۔ یہ ریز ولو کرنا، یہ ایک دوسرے کو ہمت دلانا کہ ابھی جتنا ہے، اس سے دو گنا کر لیں گے وقف۔

اگر ہم لوگ اس جذبے کے ساتھ میدان میں آئیں مثلاً میں آپ کو ایک اور بات بتاؤں کہ کیا ہم لوگ یہ نہیں کر سکتے کہ ہم لوگ سال میں ایک دن وقف ڈے منانا شروع کر دیں۔ ٹھیک ہے نا؟ یہ تمام نئے اور جدید طریقے ہیں جس سے وقف کو بچایا جا سکتا ہے۔ لیکن ایسے ایک دن کے احتجاج سے وقف نہیں بچ رہا ہے۔ ایک دن کے جمع ہونے سے وقف نہیں بچتا، ایک لگا تار مہم ہے۔ ہم لوگوں نے ابھی ایک مہم شروع کی ہے جس میں ہر ڈسٹرکٹ میں لوگ نکلیں گے اور جلسے کی صورت میں جلسے گاہ تک جائیں گے 50 ہزار ایک لاکھ لوگ ہر ڈسٹرکٹ میں جائیں گے اور جا کر کے تین گھنٹہ چار گھنٹہ بات ہونی ہے، جس میں اصل بات یہ ہونی ہے کہ اس وقف کے ختم ہونے سے غیر مسلموں کا کتنا نقصان ہے؟ اصل بات یہ ہے۔ اور اس میں تمام برادری کو شامل کریں گے، تمام لوگوں کو شامل کریں گے، تمام پولیٹیکل پارٹیز کو شامل کریں گے؛ تا کہ وہ سب لوگوں کا احتجاج ہو صرف مسلمانوں کا احتجاج نہ ہو۔ یہ ہے ڈیموکریٹک قیمت بڑھا دینا۔ جب ہم ایسا کریں گے تب ڈیموکریٹک قیمت بڑھ جاتی ہے۔

مثلاً کس نے ہمیں روک دیا ہے کہ جو ہمارے قبرستان میں خالی جگہیں ہیں ان میں ہم لوگ اچھے درخت جس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے وہ نہ لگا لیں!؟ ہمیں کسی نے نہیں روکا ہے، آج بھی۔ اور اس کی جو گھیرابندی ہے وہ ہم مہنگے درخت سے کر دیں! ہمیں کسی نہیں روکا ہے۔

ہمیں کسی نے نہیں روکا ہے کہ ہم creative طریقے سے احتجاج کرتے رہیں۔ جو صحیح بات ہے وہ لوگوں تک پہنچاتے رہیں۔ مثلاً کیا ہم لوگوں میں سے ایسے لوگ نہیں ہیں جو اس ایکٹ کے ایک ایک آرٹیکل کو پڑھیں اور ہر روز ایک آرٹیکل

کے بارے میں ایک آرٹیکل لکھے، جو اخباروں میں شائع ہو کہ اس سے یہ نقصان پہنچنے والا ہے اور اس میں جو فلائر ہے وہ بنوائیں اور لوگوں میں بٹوائیں کہ اس سے یہ نقصان ہے۔

تو اس قسم کے جب ہم لوگ جمہوری طریقے سے کام کریں اور یہ بات مان لیں کہ ہم لوگوں کو وائلنس نہیں کرنا ہے۔ ہم لوگوں کو احتجاج کرنا ہے اور اس احتجاج کو دائمی ہونا ہے اور لگاتار ہونا ہے اور چلتے جانا ہے جب تک کہ یہ ایکٹ واپس نہیں ہو جائے۔ جب یہ Resolve (پختہ ارادہ) پیدا ہوگا تب اللہ میاں وہ عقل بھی دیں گے کہ کام کیسے کیا جاتا ہے؟

پلاننگ:

ہم لوگوں کو یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ احتجاج کرنا آسان ہے، روپے آجاتے ہیں، نہیں بھائی! جب بھی آپ احتجاج کریں گے کچھ نہ کچھ گڑبڑی ہوگی۔ آپ کے جو لیڈرز ہیں ان کو جیل جانا پڑ سکتا ہے اس کے بعد کیا ہوگا؟ اس کے بعد کون سنبھالے گا؟ اس کی تیاری ہے یا نہیں؟ اگر اس کی تیاری نہیں ہوگی تو پھر کام کیسے چلے گا؟ ٹھیک اسی طریقے سے آپ کے نوجوان اٹھا لیے جائیں گے اور جیل میں ڈال دیے جائیں گے کسی بھی دھارا کے تحت، تو ان کے گھر کا خرچہ کیسے چلے گا؟ ان کو کون دے گا؟ تو اس کے لیے فنڈ ریزنگ کون کرے گا؟ فنڈ ریزنگ ٹیم کہاں ہیں آپ کی؟ ٹھیک اسی طریقے سے احتجاج کے لیے آپ اخبار نکالیں گے اس کا پیسہ کہاں سے آئے گا؟ رسول اللہ ﷺ زندگی میں جب بھی کوئی ایسا کیمپین ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ پیسہ لاؤ پیسہ دو! ہر کیمپین سے پہلے پیسہ لاؤ پیسہ دو! اور پوری کمیونٹی نے پیسہ دیا۔ ہم میں سے کتنے لوگوں نے فنڈ ریزنگ کی کہ ہمیں بامقصد منظم طریقے سے احتجاج کرنا ہے؟ اس کے لیے اتنے اتنے کروڑوں روپے لگنے ہیں۔ اگر ایسا ہوگا تو ہم ایسا کریں گے یہ سپریم کورٹ کے لائرز ہیں جو ہماری مدد کریں گے اور ان کی یہ والی فیس ہے اور ہر ایک سپریم کورٹ کا لوئر

اچھا والا، ایک دفعہ کھڑا ہونے کا سوا لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپے کم سے کم لیتا ہے تو ہم لوگ جب جمع نہیں کریں گے تو یہ جو لاکھوں لاکھ ایکڑ زمین ہیں جو ہمارا سپورٹ سسٹم ہے، وہ ابھی میں نے تصویر آپ کے سامنے رکھی ہے، جو پیش کی جا سکتی ہے وہ ختم ہو جائے گا۔

تو ابھی سے ہم لوگوں کی ضرورت ہے کہ ہم لوگ جا کر کے اس سلسلے میں بات چیت شروع کریں پلان کریں کہ بھئی! سب سے پہلے پیسے کہاں سے آرہے ہیں؟ ہم منظم طریقے سے احتجاج کیسے کر سکتے ہیں؟ خاموش طریقے سے احتجاج کیسے کر سکتے ہیں؟ بجلی سے احتجاج کیسے کر سکتے ہیں؟ اور اپنے فون سے احتجاج کیسے کر سکتے ہیں؟ یوٹیوب کے ذریعے احتجاج کیسے کر سکتے ہیں؟ فیس بک کے ذریعے احتجاج کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ تمام تر طریقے ہیں لیکن ہر کام منظم طریقے سے ہونا چاہیے۔ اکیلے کبھی نہیں کرنے کا۔

اور ایک بات یاد رکھیے اور یہ آخری بات کہہ رہا ہوں کہ جھوٹ کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں ہے، جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کا بولا ہوا ایک جھوٹ اس ایکٹ کے سلسلے میں آپ کے پورے احتجاج کو پیچھے لے کر چلا جائے گا۔ یہ ایکٹ اتنا خراب ہے کہ اس کے ہر ایک شق پر آپ سچ بول کر کے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، غلط بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور اسلام نے غلط بولنا سکھایا ہی نہیں ہے، جھوٹ بولنا سکھایا ہی نہیں۔ تو اس (ایکٹ) کو پڑھیے! اس کو خود پڑھیے سب سے پہلے! اور پھر احتجاج کیجیے! ان شاء اللہ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ بارک اللہ فیکم

❖

حکومتِ ہند کے وقف قانون کے امتیازی ہونے کی آٹھ وجوہات

تحریر:- سینئر وکیل، جناب ابھیشیک سنگھوی صاحب

ترجمہ:- مولانا خورشید عالم داؤد قاسمی

(جناب ابھیشک سنگھوی صاحب امریکہ کی صف اول کی ـــ" ہارورڈ یونیورسٹی ـــ" سے تعلیم یافتہ، سپریم کورٹ آف انڈیا کے سینئر وکیل، چار بار کے رکن پارلیمنٹ اور کانگریس پارٹی کے ترجمان ہیں۔ ان کا مؤقف ہے کہ وقف ترمیمی بل 2025 کی ترامیم سے آئین کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور وقف کے انتظامی معاملات میں مسلمانوں کی نمائندگی کو شدید طور پر محدود کر دیا گیا ہے۔ ذیل میں موصوف کے مضمون کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔)

اصلاحات کے نام پر متعارف کیے جانے والا" وقف (ترمیمی) ایکٹ 2025''، دراصل ایک پسماندہ قدم ہے جو آئینی ضمانتوں، مذہبی خودمختاری اور اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے قائم عدالتی اصولوں کو کمزور کرتا ہے۔ یہ قانون سازی کے (ناجائز) تجاوز کی ایک واضح مثال ہے، جسے انتظامی کارکردگی کے پردے میں پوشیدہ رکھا گیا ہے۔

پہلی وجہ:- یہ ایکٹ آئین کے آرٹیکل 25اور 26، (اور) خاص طور پر آرٹیکل 26 کی صریح خلاف ورزی کرتا ہے، جو نہ صرف مذہب کو آزادانہ طور پر ماننے، اس پر عمل کرنے اور اس کی تبلیغ کرنے کا حق دیتا ہے؛ بلکہ مذہبی امور کو خودمختار انداز

میں چلانے کا حق بھی فراہم کرتا ہے۔ یہ حقوق مطلق نہیں ہیں؛ لیکن وہ اتنے کمزور بھی نہیں ہیں کہ قانون سازی کے ذریعے مذہبی اداروں کی خودمختاری کو بنیادی طور پر چھین لیا جائے۔

سپریم کورٹ نے آزادی کے ابتدائی دوعشرے ہی میں، رتی لال گاندھی اور تلکایت گووندلال جی مہاراج جیسے مقدمات میں، توثیق کی ہے کہ کوئی بھی ایسا قانون جو مذہبی گروہوں کو اپنے مذہبی امور خود چلانے کا حق (ان سے) چھین لے، وہ قانون آئین کے خلاف ہے۔ موجودہ ایکٹ کی بالکل وہی کوشش ہے۔

آئینی حقوق زیبائش کے لیے نہیں ہوتے ہیں کہ (وہ) صرف قانون کی کتابوں کی زینت بنے رہیں؛ جب کہ عملی طور پر انھیں باقاعدہ کمزور کیا جاتا رہے۔ یہ حقوق دراصل ریاستی مداخلت کے خلاف بنیادی تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ یہ ایکٹ ان ضمانتوں کو نظرانداز کر کے، صرف آئین کے حاشیے کو نہیں چھوتا؛ بلکہ آئین کی بنیاد پر حملہ کرتا ہے۔

دوسری وجہ :—اس ایکٹ کی دفعہ 11 جمہوری شمولیت کو ریاستی وقف بورڈوں کی تشکیل میں عملی طور پر ختم کر دیتی ہے۔ اس دفعہ کے تحت سو فی صد ارکان کی تقرری ریاستی حکومت کی نامزدگی سے کرنے کی پابندی ہے۔ اس پورے عمل کو صرف ایک انتظامی کارروائی بنا دیتی ہے، جو (مسلم) برادری سے اپنے نمائندے منتخب کرنے کا حق چھین رہا ہے۔

اگر پورا بورڈ ہی حکومت کا ایک توسیعی ادارہ بن جائے؛ تو ادارہ جاتی خودمختاری

میں آخر کیا باقی رہ جاتا ہے؟

تیسری وجہ :— یہ ایکٹ ایک عجیب وغریب صورتِ حال کی اجازت دیتا ہے کہ وقف بورڈ کے گیارہ میں سے کم از کم ممکنہ طور پر صرف تین ارکان مسلمان ہو سکتے ہیں۔ کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ کسی ہندو مندر بورڈ میں غیر ہندو افراد اکثریت میں ہوں؟ یا کسی سکھ گردوارہ کمیٹی میں غیر سکھوں کا غلبہ ہو؟

یہ آئین کے آرٹیکل 26 میں محفوظ مذہبی خود انحصاری کے تصور کی صریح مسخ شدہ شکل ہے۔ ایسا بندوبست صرف غیر حساس ہی نہیں؛ بلکہ بنیادی طور پر آئینی برابری اور کمیونٹی کی عزت نفس دونوں کے خلاف ہے۔ قانون صرف الفاظ میں برابر نہیں ہونا چاہیے؛ بلکہ روح اور عملی طور پر بھی برابری کو یقینی بنائے۔ مساوات کو ایک ہاتھ سے نافذ کرکے، دوسرے ہاتھ سے حقوق چھین لینا، کسی بھی طرح قابلِ قبول نہیں۔

چوتھی وجہ : یہ ترمیم وقف بورڈ کے ارکان سے، اپنے چیئرمین کو عدم اعتماد کی تحریک کے ذریعے ہٹانے کا حق چھینتی ہے۔ یہ داخلی جمہوریت اور ادارہ جاتی جوابدہی کے اصول کی واضح طور پر توہین ہے۔

خودمختاری بغیر جوابدہی کے بیکار ہے؛ لیکن خودمختاری کے بغیر جوابدہی جبر واستبداد ہے۔

پانچویں وجہ :— پہلے (کی وقف ایکٹ) کی دفعات کے تحت، وقف بورڈ کے سی ای او کا مسلمان ہونا اور بورڈ کے دو مجوزہ ناموں میں سے (کسی ایک کا) منتخب ہونا ضروری تھا۔ (موجودہ) دفعہ پندرہ ان دونوں شرائط کو خارج کر چکی ہے۔ اس سے

انتخاب میں کمیونٹی کا کردار تقریباً ختم ہو جاتا ہے۔(اس کا) واحد مقصد ریاستی کنٹرول کو مزید مضبوط کرنا ہے، جہاں مقصد صرف کنٹرول، کنٹرول اور مزید کنٹرول ہے۔

جب دیگر مذہبی اداروں میں اسی نوعیت کا کردار کمیونٹی کی مرکزیت اور احترام کے ساتھ برقرار رہے؛ تو (یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ) صرف ایک کمیونٹی کو ہی ایسی کمی کیوں برداشت کرنی چاہیے؟ انتظامی سہولت کسی کے شناخت کو مٹانے کے لیے بہانہ نہیں بن سکتا ہے۔

چھٹی وجہ :— مختلف ایکٹس، جیسے : کرناٹک ہندو مذہبی اداروں کا ایکٹ، شری جگن ناتھ مندر ایکٹ، ماتا ویشنو دیوی درگاہ ایکٹ، تمل نادو مذہبی اوقاف ایکٹ، کاشی وشوناتھ مندر ایکٹ، سکھ گردوارہ ایکٹ اور دیگر کئی ایکٹس اپنے متعلقہ مذہبی کمیونٹیوں کی خودمختاری کو برقرار رکھتے ہیں۔ان میں سے کوئی بھی باہری افراد کو غالب کردار دینے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

پھر کیوں مسلمانوں کے مذہبی اداروں کے ساتھ مختلف طریقے سے برتاؤ کیا جائے؟ کیا آئینی مساوات صرف ایک طرفہ راستہ ہے؟

ساتویں وجہ :— یہ ایکٹ 'وقف بائی یوزر' کے اصول پر حملہ کرتا ہے،جس کی جڑ اسلامی روایات میں گہری ہے اور سپریم کورٹ کی آئینی بنچ نے رام جنم بھومی فیصلے میں اس کی تائید کی تھی۔سپریم کورٹ نے یہ بات دوبارہ دہرائی ہے کہ رسمی دستاویزات کی عدم موجودگی میں بھی وقف کو طویل عرصے سے عوامی مذہبی استعمال کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے۔

اس اصول کو مستقبل میں غیر قانونی بنانے کی کوشش کر کے، یہ ایکٹ ایک

خطرناک مثال قائم کرتا ہے کہ مذہبی اصولوں کو قانون کے ذریعے ختم کر دیا جائے، جو کہ واضح طور پر آئین کے خلاف سمجھا جائے گا۔

آٹھویں وجہ :— دفعہ 3 ایک غیر واضح شرط متعارف کراتی ہے کہ جائیداد وقف کرنے والا شخص نہ صرف پانچ سال تک مسلمان ہونا چاہیے؛ بلکہ وقف کرنے میں کوئی "حکمت، تدبیر، جتن، چالاکی" استعمال نہ کی ہو۔ اس لفظ سے کیا مراد ہے؟ کون اس کی وضاحت کرے گا؟ کس بنیاد پر؟ یہ شرط انتظامی خودمختاری، ہراسانی اور لامتناہی قانونی مقدمات کے دروازے کھول دیتی ہے۔

اتنی مبہم، موضوعی اور ذاتی تشریح کی جانے والی اصطلاح، صرف وقف کا دعویٰ کرنے والے کو حکومتی محکموں کے لامتناہی بیوروکریسی کے دائرے میں گھماتی رہے گی۔ اس طرح قانون سازی میں ابہام، حادثاتی طور نہیں؛ بلکہ جان بوجھ کر کی جانے والی ایک تدبیر ہے۔ یہ مستقل عدم تحفظ پیدا کرتی ہے اور ریاستی اجازت پر مستقل انحصار قائم کرتی ہے۔

ان ترامیم کا مجموعی تاثر یہ ہے کہ ایک کمیونٹی کے اپنے مذہبی امور کو خود چلانے کے حق میں کمی آتی ہے، اگر مکمل طور پر نہ مٹا دیا جائے۔ اس (ایکٹ) سے ایک خطرناک مثال قائم ہوتی ہے، جو ہندوستان کے ہر اقلیتی ادارے کے لیے خطرہ بن سکتی ہے۔

آئین اکثریت کی منظوری کی شرط پر حقوق فراہم نہیں کرتا۔ یہ دراصل اکثریتی حکمرانی کے خلاف حفاظتی تدابیر کی جگہ ہے؛ تاکہ اقلیتی کے حقوق کو ریاستی طاقت کے بے جا استعمال سے بچایا جا سکے۔ یہ ایکٹ اصلاح نہیں؛ بلکہ انتقام ہے۔ یہ معقولیت نہیں؛ بلکہ انتقام ہے۔ جیسے ایک شاعر نے بڑے بلیغ انداز میں کہا ہے :— "زمین میری ہے، گھر میرا ہے، عبادتیں میری ہیں، وراثت میری ہے، پھر بھی جو کچھ پہلے سے میرا

ہے، اس پر میرا حق ہونے کا مجھ سے ثبوت مانگا جاتا ہے۔‘‘ ایسی قانون سازی، جو اصلاحات کے پردے میں چھپی ہوتی ہے، نظام سے بے دخلی کے آلات بن جاتی ہے۔ یہ (اصلاحات) صرف اور صرف شکوک، تفریق، عدم اعتماد اور مایوسی پیدا کرتی ہیں۔

بھائیو! ہندوستان کی تاریخ وثقافت سے مسلمانوں کا نام مٹا دینے والے اس وقف ایکٹ 2025 کی صرف ایک دفعہ ملاحظہ فرمائیں : ترمیم نمبر 5 کے مطابق 1995 : کے وقف ایکٹ کی دفعہ 3 میں اس شق کا اضافہ کیا جائے گا:

3BI (ایک) : جو بھی وقف، 2025 کے ترمیمی قانون کے نافذ ہونے سے پہلے رجسٹر ہو چکا ہے، اُس کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ وہ وقف کی تفصیل اور وقف کی گئی جائیداد کی معلومات چھ مہینے کے اندر اندر حکومت کے آن لائن پورٹل پر درج کرے۔

آپ سوچیئے کہ وقف بورڈ نے جو بھی رجسٹریشن اب تک کیا ہے ان سب کی حیثیت زیرو، ٹریبیونل نے سالوں میں جو فیصلہ کیا ہے کلکٹر اس پر قلم چلا کر یکلخت اس کی حیثیت ختم کرسکتا ہے، اور اب دوبارہ رجسٹریشن کے لئے اتنی ساری شرائط لگائی گئی ہیں اور اتنے ڈاکومنٹس مانگے گئے ہیں کہ وقف بورڈ میں مشکل سے کوئی زمین رجسٹر ہو پائے گی۔

کل ملا کر انہوں نے رجسٹرڈ وقف کی ساری زمینیں ہڑپنے کی راہ ہموار کی ہوئی ہے اور پہلے سے وقف کی زمینوں نیز نئے وقف کرنے کے سارے رستوں پر بند باندھ دیا ہے۔

یہ تو صرف ایک دفعہ ہے اس پورے ایکٹ کا ترجمہ کر رہا ہوں (دعا کریں جلد مکمل ہو جائے) جب پڑھیئے گا تو طوطے اڑ جائیں گے یہ دیکھ کر کہ چودہ سو سال سے جمع ہمارے اثاثے اور ورثے پر کس طرح ڈاکہ زنی کی کوشش کی گئی ہے یعنی دنیا کے بڑے سے بڑے ڈاکو یا ڈکٹیٹر حکومت نے بھی آج تک اتنے کم وقت میں اتنی بڑی جائیداد پر قبضہ نہیں کیا ہوگا۔

مفتی قیام الدین قاسمی سیتامڑھی

اسلام میں وقف کی اہمیت

مفتی امانت علی قاسمی صاحب

استاذ و مفتی دار العلوم وقف دیو بند

وقف ایک عبادت ہے جس کا مقصد اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنا اور خلق خدا سے محبت کا اظہار کرنا ہے، جب کوئی شخص زمین وقف کرتا ہے تو واقف کی ملکیت ختم ہو جاتی ہے اور اس زمین پر اللہ تعالی کی ملکیت قائم ہو جاتی ہے؛ اسی وجہ سے حضرات فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ وقف کے مکمل ہو جانے کے بعد وقف کرنے والے کی ملکیت اس زمین سے ختم ہو جاتی ہے، اب اس زمین پر واقف کا بھی اختیار نہیں ہوتا ہے اس زمین پر وراثت قائم نہیں ہوتی ، اس زمین کو واقف نہ عاریت پر دے سکتا ہے نہ رہن پر دے سکتا ہے، واقف کے انتقال کر جانے کے بعد واقف کے ورثہ کا اس زمین پر کوئی اختیار نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح وقف کرنے کی کچھ شرطیں بھی ہیں اس میں ایک شرط یہ ہے کہ واقف اس چیز کا مالک ہو، واقف نے اپنے اختیار اور رضامندی سے وقف کیا ہو، وہ شئی مملوکہ ہو، واقف نے اس کو اپنی ملکیت سے علاحدہ کر دیا ہو۔ اگر وقف کی گئی چیز زمین ہے تو اس کے ساتھ کسی کا کوئی حق متعلق نہ ہو۔

وقف کے فوائد

وقف کے مختلف فائدے ہیں: وقف کا ایک فائدہ تو اللہ تعالی کی رضا و خوشنودی ہے، واقف کو اس وقف کی وجہ سے ہمیشہ ثواب ملتا ہے، مدارس ،مساجد، قبرستان، خانقاہوں کا قیام اس کے ذریعہ عمل میں آتا ہے، اور ان چیزوں سے جو

بھی نیکی انجام دی جاتی ہے اس کا ثواب وقف کرنے والے کو بھی ملتا ہے، اسلام کا اجتماعی سماجی و معاشی نظام اس کے ذریعہ قائم ہوتا ہے، غریبوں کی مدد ہوتی ہے، یتیموں کی کفالت ہوتی ہے، عوامی فلاح و بہبود کے کام انجام دئے جاتے ہیں۔ وقف صرف غریبوں کے لیے نہیں ہوتا؛ بلکہ اس سے عام لوگ بلکہ مالدار بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں مثلا : کوئی وقف مسافر خانہ کے لیے ہے تو کوئی بھی مسافر اس میں قیام کرسکتا ہے، اسکول وکالج کے لیے وقف ہے تو کوئی بھی وہاں سے تعلیم حاصل کرسکتا ہے۔ وقف کا ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ اگر وقف کا صحیح استعمال کیا جائے تو ملک کا اقتصادی ڈھانچہ مستحکم ہوسکتا ہے ،مسلمانوں میں غربت کے خاتمے کے لیے مؤثر کردار ادا کیا جاسکتا ہے، مسلمانوں کو تعلیمی پسماندگی سے نکال کر تعلیم کے قومی دھارے میں لاکھڑا کیا جاسکتا ہے۔ وقف کی بنیادی طور پر دو قسمیں کی جاتی ہیں :وقف عام جسے عمومی فلاح و بہبود کے لیے وقف کیا جاتا ہے جیسے مساجد، سڑکوں، تعلیمی اداروں کے لیے وقف کرنا اور دوسری قسم، وقف خاص جو مخصوص خاندان، اولاد یا کسی مخصوص شخص پر وقف کیا جاتا ہے۔

وقف کے فضائل

وقف کو اسلام کی خصوصیات میں شمار کیا جاتا ہے، امام شافعیؒ کا قول ہے کہ اسلام سے پہلے وقف کا نظام نہیں تھا اسلام میں اس نظام کا آغاز ہوا قرآن کریم میں جب یہ آیت نازل ہوئی لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (آل عمران ۹۲:) کہ تم اس وقت تک خیر یعنی نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ اپنی سب سے محبوب چیز راہ خدا میں خرچ نہ کردو تو حضرت ابوطلحہ حضور کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے بیرحا باغ (جو کہ مدینہ میں مسجد نبوی

کے قریب بہت قیمتی زمین تھی) مجھے بہت پسند ہے میں اسے راہ خدا میں صرف کرتا ہوں؛ چناں چہ حضور ﷺ کے مشورہ سے انہوں نے وہ زمین اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کردی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ! مجھے خیبر میں جو حصہ مال غنیمت کے طور پر ملا ہے وہ سب سے زیادہ پسند ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا مشورہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اصل کو روک کر پھل کو راہ خدا میں صرف کردو یعنی وقف کردو تاکہ زمین باقی رہے اور اس کا پھل غریبوں کے لیے وقف ہوجائے۔ (تفسیر ابن کثیر ۲ / ۶۳) حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا: مومن کو اس کے مرنے کے بعد اس کی جن نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اس میں وہ "علم" ہے جو اس نے دوسروں کو سکھایا اور اس کو پھیلایا یا نیک اولاد ہے یا قرآن کا کسی کو وارث بنایا، یا مسجد بنایا یا مسافر خانہ بنایا یا نہر بنادی، یا وہ صدقہ جس کو اس نے اپنی زندگی اور صحت کے زمانہ میں نکالا ان چیزوں کا ثواب اس کو مرنے کے بعد بھی ملتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، ۲۴۲) حضرت سعد بن عبادہ نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ یارسول اللہ میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے ان کی طرف سے کون سا صدقہ کرنا زیادہ بہتر ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا پانی صدقہ کرو! چناں انہوں نے اپنی والدہ کی طرف سے کنواں کھدوایا اور اسے وقف کردیا۔ (سنن ابی داؤد) آپ ﷺ کے زمانہ میں بیر رومہ کا پانی میٹھا تھا لیکن بغیر قیمت کے کوئی اس سے پانی نہیں پی سکتا تھا، حضرت عثمان نے بیر رومہ کا کنواں خرید کر وقف کردیا (سنن ترمذی) حضرت جابر کہتے ہیں میرے علم میں مہاجرین وانصار میں سے کوئی نہیں تھا جن کے کوئی چیز ہو اور انہوں نے اس کو وقف نہ کیا ہو (الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیۃ، ۴۴/۱۱۱) یعنی حضرات صحابہ کے درمیان جائداد کا وقف کرنا ایک عام بات تھی، ہر کوئی اپنی استطاعت کے بقدر

جائداد یا دیگر چیزوں کو وقف کرتا تھا اس لیے اوقاف کے ذریعہ مسلم سماج سے غربت کا خاتمہ ہوسکتا ہے، کمزور لوگوں کی دائمی طور پر مدد ہوسکتی ہے، اور وقف کرنے والے کو ہمیشہ ہمیش کے لیے ثواب ملتا رہتا ہے۔

ہندوستان میں اوقاف کی تاریخ

ہندوستان میں مسلمانوں نے قریب ایک ہزار سال تک حکومت کی اس دوران مسلم بادشاہوں نے بہت سی مسجدیں اور مزارات بنوائے، اور ان پر جائدادیں وقف کیں تاکہ اس کا ہمیشہ نظام جاری رہ سکے کہا جاتا ہے سب سے پہلے فیروز شاہ تغلق کے دور حکومت میں ہندوستان میں وقف کا نظام منظم ہوا اس کے بعد شیر شاہ سوری اور عالمگیر اورنگزیب نے مختلف جائدیں وقف کیں، اس کے علاوہ وقف کی اسی اہمیت اور ثواب جاریہ کے پیش نظر ہمیشہ مسلمان اپنی قیمتی جائدادوں کو وقف کرتے رہے، ہندوستان کے مختلف صوبوں میں نوابوں نے مدارس قائم کئے اور اس کے نظم کو چلانے کے لیے جائدادیں وقف کیں تاکہ اس کے ذریعہ مدارس کا نظام سہولت سے جاری رہ سکے انگریز عہد حکومت میں مدارس کو بند کردیا گیا اور وقف کی جائداوں کا بے دریغ غلط استعمال ہوا، بہت سی جائداوں کو انگریزوں نے اپنے قبضہ میں لے لیا پھر جب مسلمانوں نے احتجاج کیا تو آئندہ کے لیے وقف ایکٹ ۱۹۲۳ء بنایا گیا پھر ملک کی آزادی کے ۱۹۵۴ میں وقف ایکٹ بنایا گیا اور مختلف مواقع پر اس میں ترمیم کی گئی، اس قانون کا مقصد وقف جائداد کو تحفظ فراہم کرنا اور اس کے غلط استعمال کو روکنا تھا لیکن افسوس کہ ان تمام تر قانون کے بعد بھی وقف کا تحفظ نہیں ہوسکا پھر ۱۹۸۴ء میں نیا وقف قانون آیا، لیکن اس میں بھی مسلمانوں کے مطالبات کو نظر انداز کیا گیا پھر ۱۹۹۵ء میں

اور دوبارہ ۲۰۱۰ء اور ۲۰۱۳ء میں وقف میں ترمیم کی گئی آخری وقف ایکٹ میں کسی حد تک مسلمانوں کے مطالبات کو سنا گیا تھا اور کچھ امید تھی کہ اگر اس قانون پر ایمان داری سے عمل ہوتا تو اوقاف کا بہتر استعمال ہوسکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا اور اب ۲۰۲۴ء میں حکومت نیا ترمیمی بل لے کر آئی ہے۔اس وقت ہندوستان میں سچر کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق ۹ لاکھ ایکڑ سے زائد زمینیں اوقاف کی ہیں، ہندوستان میں فوج اور ریلوے کے بعد سب سے زیادہ زمینیں اوقاف کے پاس ہیں۔اسی وجہ سے جن لوگوں کو مسلمانوں کا وجود ایک آنکھ نہیں بھاتا ان کو مسلمانوں کی اوقاف سے بھی تکلیف ہے اور وہ کسی قیمت ان جائداوں کا ناجائز قبضہ

چاہتے ہیں۔

ایک سوال

تو کیا سب مندروں کے کاغذات ہیں اور سرکاری رجسٹر میں درج ہیں؟ مندروں کی بڑی تعداد غیر قانونی طور سے عوامی اور سرکاری زمین پر بنے ہوئے ہیں۔ہم نے انڈیا ٹی وی پر وشنو شنکر جین اور اشونی اپادھیائے سے پوچھ لیا کہ کاشی وشوناتھ مندر کس کی جگہ پر تعمیر ہوئی تھی؟ جسے اورنگزیب نے توڑ کر مسجد بنائی تھی، تو ان دونوں وکیلوں کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ کہنے لگے کہ یہ کیا سوال ہوا!؟ اینکر بھی چکرا گئی، وہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ سوال صرف ہم کر سکتے ہیں۔ ویسے بھی ست یگ اور تیرتا یگ میں مورتی، مندر کا کوئی وجود نہیں تھا، لیکن قدیم بھارت اور دھرم گرنتھوں کی صحیح جانکاری نہ ہونے کی وجہ سے وہ جواب نہیں دے سکے؛ وشو ہندو پریشد کا ترجمان بھی اوں آں کر کے رہ گیا۔

(مولانا عبدالحمید نعمانی صاحب)

وقف کی حقیقت واہمیت

بقلم: مفتی اشتیاق احمد صاحب قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

مسلمان آخرت کے ثواب کے لیے وقف کرتا ہے، وہ اسی نیت سے اپنی ملکیت اللہ تعالی کے سپرد کردیتا ہے، وقف کے معنی ہیں روکنا اور اصطلاحی اعتبار سے اسلام میں وقف یہ ہے کہ اصل چیز کو اللہ تعالی کی ملکیت میں اس طرح سے روکنا کہ اس چیز کا فائدہ بندوں کو پہنچتا رہے، وقف میں اصل چیز باقی رہتی ہے، اس کو روک کر رکھا جاتا ہے اور اس سے ہونے والے نفع کو وقف کرنے والے کی منشا کے مطابق مستحقین پر خرچ کیا جاتا ہے۔

وقف اور عام صدقات میں فرق یہی ہے کہ صدقات کا مال مستحق کے قبضے میں دے دیا جاتا ہے اور مستحق اس کا مالک بن جاتا ہے؛ مگر وقف میں مالک نہیں بنایا جاتا، مالک بنانے کی گنجائش اس میں نہیں ہے، وقف پر نہ تو وقف کرنے والے کی ملکیت رہتی ہے اور نہ ہی متولی وقف کا مالک ہوتا ہے اور نہ وہ لوگ مالک ہوتے ہیں، جن کو وقف سے نفع اٹھانے کا مستحق قرار دیا گیا ہے، وقف کی چیز براہ راست اللہ تعالی کی ملکیت میں ہوتی ہے قران پاک کے چوتھے پارے کی پہلی آیت میں اپنی پسندیدہ چیزوں کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ بندہ نیکی کا ثواب اس وقت تک نہیں پاسکتا، جب تک کہ وہ اللہ کے راستے میں ایسی چیز خرچ نہ کرے جو اسے خود پسند ہو۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابۂ کرام رض کے اندر اپنے مال کو خرچ کرنے کا جذبہ عروج پر چڑھ گیا؛ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے خیبر کی زمین کو اللہ کے لیے خرچ کرنے کا ارادہ کیا، جو ان کو حاصل ہوئی تھی، اس میں کھجور کا ایک باغ تھا، جس کا نام ثمغ تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور حضور سے مشورہ کیا کہ میں اس باغ کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنا چاہتا ہوں، اس لیے کہ یہ باغ مجھے بہت محبوب ہے، میں اللہ تعالی کی رضامندی حاصل کرنا چاہتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن شِئتَ حبّستَ أصلها وتصدّقت بها. (صحیح مسلم)

اس کا مطلب یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چاہو تو ایسا کر سکتے ہو کہ اصل زمین کو روکے رکھو اور اس سے حاصل ہونے والے فائدے اور نفع کو صدقہ کردو!

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے اس وقف کو نزول قرآن مجید کے بعد کا سب سے پہلا وقف کہا جاتا ہے۔ صاحب فتح الباری نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے:

اولُ صدقةٍ ای موقوفةٍ كانت فی الاسلام صدقةُ عمر رضی الله عنه.

یعنی اسلام میں سب سے پہلا صدقہ جو وقف کیا گیا، یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا صدقہ ہے، یعنی یہ وقف صدقہ صدقۂ جاریہ ہے۔ (فتح الباری 5/ 476)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے اس باغ کو وقف کیا یعنی اس باغ کو

اپنے اہل قرابت، رشتہ دار، غلام، مسافر، فقراء اور مہمانوں پر وقف فرما دیا ساتھ ہی اس میں سات شرطیں لگائیں، یہ وقف نامہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا پہلا وقف نامہ ہے اور بہت سے مسائل اس وقف نامے سے مستنبط ہوتے ہیں:

1—انہوں نے پہلی شرط یہ لگائی کہ اصل زمین کو فروخت نہ کیا جائے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی فرمائی تھی۔

2—دوسری شرط یہ لگائی کہ اسے کسی کو ہبہ نہ کیا جائے، یہ بھی اصل کو باقی رکھنے کی ایک قسم ہے۔

3—تیسری شرط یہ لگائی کہ اس وقف میں وراثت جاری نہیں ہوگی۔

یہ صراحت ضروری تھی تاکہ ورثہ بعد میں آپس میں تقسیم نہ کرلیں۔

4—چوتھی شرط یہ لگائی کہ وقف کا جو متولی ہوگا اسے رواج کے مطابق وقف میں سے کھانے کی اور دوستوں کو کھلانے کی اجازت ہے۔

5—پانچویں شرط میں یہ وضاحت فرمائی کہ متولی کو جمع کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

6—متولی ہونے کے سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی ارشاد فرما دیا تھا کہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اس کی متولی ہوں گی۔

7—ساتویں وضاحت یہ بھی فرمائی کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بعد ان کے خاندان کے اہل رائے یعنی سوجھ بوجھ رکھنے والے مسلمان متولی ہوں گے۔(ان ساری شرطوں کو مسلم شریف اور فتح الباری میں دیکھا جا سکتا ہے)۔

اعلاء السنن میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ غالباً حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بعد اس موقوفہ باغ کے متولی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لڑکے حضرت عبداللہ ہوئے تھے؛ چنانچہ وہ اس باغ میں سے حضرت عبداللہ ابن صفوان کو بھی تحفہ دیا کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صراحت سے یہ بھی سمجھ میں آیا کہ وقف کرنے والا اپنی زندگی میں خود متولی بن سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو متولی کی حیثیت سے کسی دوسرے کو منتخب کرسکتا ہے اور اپنی زندگی کے بعد بھی جسے چاہے وہ متولی بنا سکتا ہے، متولی میں وقف کرنے والے کی شرطوں کا لحاظ کرنے کی صلاحیت ہو قران پاک احادیث نبویہ فقہائے کرام کے بیان کیے ہوئے اصول وضوابط سے وہ اچھی طرح واقف ہو۔اس سے بھی یہ سمجھ میں آ گیا کہ جو ادمی قران وسنت پر ایمان نہیں رکھتا اور شریعت کو نہیں سمجھتا وقف کی اہمیت سے وہ واقف نہیں ہے تو ایسے آدمی کو وقف کا متولی نہیں بنایا جا سکتا اور وقف کمیٹی کا رکن بھی کوئی غیر مسلم کو نہیں بنایا جا سکتا، کسی غیر مسلم کو وقف کے معاملے میں دخل دینے کی اجازت ہرگز نہیں؛اس لیے کہ وقف کا معاملہ براہِ راست قران پاک سے، سنتِ نبوی سے، صحابہ کرام کے عمل سے، تابعین اور تبع تابعین کے عمل سے اور ان کے قول سے ثابت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وقف کرنے کے علاوہ دوسرے صحابۂ کرام کے سلسلے میں بھی روایت ملتی ہے کہ ان سب نے اللہ کے راستے میں اپنی اپنی زمینیں، مکانات، کنویں، باغ اور دیگر جائیدادیں وقف کی تھیں۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرات صحابۂ کرام میں سے کوئی باحیثیت صحابی ایسا نہیں ہے جس نے وقف نہ کیا ہو،

وقف پر صحابۂ کرام کا اجماع ہے، متعدد کتابوں میں لکھا ہوا ہے:

1۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر اپنے لڑکے پر وقف کیا تھا۔

2۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک گھر جو مروہ کے پاس تھا اسے اپنے لڑکوں پر وقف کیا تھا۔

3۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زمین وقف کی تھی۔

4۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ اور مصر میں اپنا مکان وقف کر دیا تھا اور مدینہ منورہ میں جو مال تھا اسے اپنے بچوں پر وقف کر دیا تھا۔

5۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں اپنا ایک مکان وقف کر دیا تھا اور مصر میں ان کا ایک مکان تھا، جسے انہوں نے اپنے بچوں پر وقف کیا تھا،

6۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بیر رومہ کو خرید کر تمام مسلمانوں کے لیے وقف کیا تھا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اتنا وقف کیا تھا کہ آج بھی اوقاف کے کھاتے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نام درج ہے اور ان کی طرف سے فقراء غرباء اور مساکین پر آمدنی خرچ کی جاتی ہے۔

7۔ حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ اور حضرت حکیم ابن حزام رضی اللہ عنہ سے بھی مختلف جائدادوں کا وقف کرنا ثابت ہے۔ (صحیح بخاری، جامع ترمذی اور دیگر کتابوں میں یہ تفصیلات موجود ہیں)۔

اللہ کے لیے اپنی زمین اور اپنا مال وقف کرنے کی ابتداء آج کی نہیں ہے؛ بلکہ جب سے حضرت آدم علیہ السلام اور انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے تب سے ان

سب نے عبادت گاہیں بنائیں اور صرف اللہ کے لیے بنائیں، عبادت گاہوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت سب کو دی؛ لیکن کوئی عبادت گاہ کسی انسان کی ملکیت میں نہیں رہی خانۂ کعبہ اور بیت المقدس اس کی واضح مثال ہے۔

آخری شریعت کے ماننے والوں کی تاریخ کا مطالعہ کیجیے تو معلوم ہوگا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے بہت ساری جائیدادیں وقف کی ہیں، صحابۂ کرام کے دور میں بھی تابعین کے دور میں بھی تبع تابعین کے دور میں بھی اور بہت سے اوقاف بادشاہوں نے وقف کی ہیں، مسجدیں بنوائیں، عیدگاہیں بنوائیں، قبرستان وقف کیے، درگاہیں بنوائیں ان پر اخراجات کے لیے زمینیں وقف کیں، یتیم خانے بنوائے، مسافر خانے بنوائے، بیماروں، معذوروں اور محتاجوں کے لیے شفا خانے بنوائے؛ خلاصہ یہ کہ مسلمانوں نے بہت زیادہ جائیدادیں وقف کی ہیں، ان کا مقصد رضائے الٰہی تھا، غریبوں کی کفالت تھی، بے سہاروں کی دستگیری تھی۔

وقف میں امداد باہمی کا طریقہ پایا جاتا ہے، وقف کے مال میں دائمی انتفاع کو یقینی بنایا جاتا ہے، عوامی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے بھی وقف کرنا نیکی کی بڑی اچھی شکل ہے اور وقف خالص اللہ تعالی کے لیے ہوتا ہے۔

وقف کی شرطیں:

وقف کی چند شرطیں ہیں، پہلی شرط یہ ہے کہ وقف کیا جانے والا مال شریعت کی نظر میں متقوم ہو، یعنی قیمت رکھنے والا ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ وقف کی ہوئی چیز معلوم اور متعین ہو، تیسری شرط یہ ہے کہ وقف کرنے والے کی ملکیت میں موقوفہ چیز ہو، چوتھی

شرط یہ ہے کہ وقف کی جانے والی چیز تنہا وقف کرنے والے کی ملکیت ہو اور اگر چند لوگ مل کر کے وقف کر رہے ہوں تو ان سب لوگوں کی ملکیت ہو اور وقف کرنے پر سب کا اتفاق ہو، پانچویں شرط یہ ہے کہ وقف کی جانے والی چیز کی اصل کو باقی رکھتے ہوئے اس کے منافع سے فائدہ حاصل کرنا ممکن ہو، چھٹی شرط یہ ہے کہ وقف کی جانے والی چیز غیر منقول ہو، یعنی وہ ایک جگہ ٹھہری ہوئی ہو اسے منتقل نہ کیا جا سکتا ہو لیکن یہاں پر فقہائے کرام نے خصوصا فقہائے احناف نے یہ کہا ہے کہ منقول اور غیر منقول دونوں طرح کی چیزوں کا وقف درست ہے، بس شرط یہ ہے کہ منقول چیزوں کے وقف کا رواج اور عرف ہو، مثال کے طور پر مسجد میں رکھا جانے والا قرآن مجید اور دوسری دینی کتابیں، قبرستان میں قبر کھودنے کے آلات اور جنازہ اٹھانے کی چار پائی اور جنازہ میں استعمال ہونے والی دوسری چیزیں، اسی طرح سے ہسپتال میں استعمال ہونے والی چیزیں، تو ان چیزوں کا وقف ہوسکتا ہے؛ کیونکہ ان چیزوں کے وقف کا رواج ہے۔

وقف کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ فی الفور اسے وقف کر دیا جائے اور وقف فی الحال قابل نفاذ ہو، اگر کوئی ادمی یوں کہے کہ ائندہ میں وقف کروں گا تو ائندہ کہنے کی وجہ سے وقف نہیں ہوسکتا، اسی طرح سے وقف کے لیے ہمیشہ ہمیش ہونا بھی شرط ہے، محدود مدت کے لیے وقف نہیں کیا جاسکتا۔

وقف کرنے والا جو بھی شرط لگائے، اس کی شرط کا پورا پورا لحاظ کیا جائے گا، الاشباۃ والنظائر میں لکھا ہوا ہے:

شرطُ الواقفِ کنصِ الشارع۔ (الاشباہ والنظائر ص169)

یعنی وقف کرنے والے کی شرط شارع کی نص کی طرح ہے، یعنی وقف کرنے والے

کی شرطوں کو سمجھنے میں بھی انہیں اصول وقواعد کو ملحوظ رکھا جائے گا، جن کا لحاظ نصوص کی تفہیم و توضیح میں رکھا جاتا ہے۔ اس کا دوسرا مطلب بھی فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ وقف کرنے والے کی شرط کا احترام واجب ہے، جس طرح سے شریعت کے نصوص کا احترام واجب ہے۔

چند وضاحتیں:

یہاں چند وضاحتیں کرنا ضروری ہیں۔

1— سب سے پہلی وضاحت یہ ہے کہ وقف کمیٹی کا رکن مسلمان ہی ہوسکتا ہے کوئی غیر مسلم نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ غیر مسلم وقف کرنے والے کی شرطوں کا لحاظ ان اصول کے مطابق نہیں کرسکتا جو اصول فقہائے کرام نے لکھے ہیں اور اتنا احترام نہیں کرسکتا، قران و سنت کا جتنا کوئی مسلم کرسکتا ہے اور یہاں احترام سے مراد قران وسنت کے ضابطے کو سمجھنا اور قران وسنت کے مسئلے سے واقف ہونا بھی ہے۔

2— دوسری وضاحت یہ ہے کہ اگر کسی وقف کا دستاویزی ثبوت نہ ہو؛ لیکن اس کا وقف ہونا مشہور ہو اور معتبر لوگ اس کے وقف ہونے کی تصدیق کریں تو اس وقف کو ثابت مان لیا جائے گا، محض کاغذات مکمل نہ ہونے کی بنا پر کسی مشہور وقفی جائیداد کے وقف کو ختم کرنا شریعت کے اصول کے خلاف ہے۔ (ردالمحتار 619/6)

3— جس طرح غریبوں کے لیے اور کار خیر کے لیے وقف کیا جاتا ہے اسی طرح اسلام میں اپنی اولاد، اولاد در اولاد اور اپنی آنے والی نسل پر بھی وقف کرنا درست ہے، اپنے عزیزوں اور قریبوں کے لیے بھی وقف کرنا درست ہے، اس کی صراحت بھی فقہ و فتاوی کی کتابوں میں موجود ہے۔

وقف کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر مولانا محمد رضی الاسلام ندوی صاحب

ملک میں بے شمار اوقاف ہیں، لیکن ان کا مناسب استعمال نہیں ہو رہا ہے، بہت سی اوقاف پر مرکزی یا ریاستی حکومتوں کی چیرہ دستیاں ہیں اور ان سے زیادہ اوقاف پر خود مسلمانوں نے ناجائز قبضہ کر کے ان پر بے جا تصرف کیا ہے، یہاں تک کہ انہیں ذاتی مفادات کے لیے فروخت تک کر دیا ہے۔

وقف کی شرعی حیثیت کے موضوع پر اہم نکات درج ذیل ہیں:

(1) اسلام نے اول روز سے رفاہی کاموں کی حوصلہ افزائی کی ہے اور مال دار مسلمانوں نے ہر دور میں اور ہر علاقے میں خیر کے کاموں کے لیے دل کھول کر وقف کیا ہے۔

(2) وقف اسلامی قانون کا ایک اہم جز اور مسلمانوں کی ملّی زندگی کا روشن باب ہے۔

(3) وقف کا مطلب فقہی اصطلاح میں یہ ہے کہ کسی چیز کا مالک اس پر سے اپنا حق ختم کر دے اور اسے اللہ کے لیے خاص کر دے، چنانچہ اسے فروخت نہ کیا جا سکے، اس کا وجود باقی رہے اور اس کی منفعت عام کر دی جائے۔

(4) غزوۂ احد (4ھ) کے موقع پر مُخَیریق نامی یہودی اسلام لائے انھوں نے کہا کہ اگر میں جنگ میں شہید ہو جاؤں تو میرا سارا مال اللہ کے رسول ﷺ کے لیے ہے ان کے سات باغات تھے وہ شہید ہو گئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان باغات کو

وقف کر دیا۔ (طبقات ابن سعد، مغازی واقدی)

(5) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو غزوۂ خیبر میں ایک زمین ملی تو انھوں نے اسے صدقہ کرنے کا ارادہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "تم اس کی اصل کو محفوظ رکھو اور اس کے فوائد کو صدقہ کر دو!" انھوں نے ان شرائط کے ساتھ اسے وقف کر دیا:

☆ اسے فروخت نہیں کیا جائے گا۔

☆ اسے ہبہ نہیں کیا جائے گا۔

☆ اسے وراثت میں نہیں دیا جائے گا۔

☆ اس کا فائدہ فقراء، رشتے داروں، غلاموں، فی سبیل اللہ، مہمانوں اور مسافروں کو ملے گا۔

☆ اس کا متولی معروف طریقے سے اس میں سے کھا سکتا ہے۔ (بخاری: 2737)

(6) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی وقف کرنا ثابت ہے ایک حدیث میں ہے:

ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلا أرضاً جعلها لابن السبیل صدقۃً (بخاری: 4461)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیزیں چھوڑی تھیں ان میں ایک زمین بھی تھی، جسے آپ نے مسافروں کے لیے وقف کر دیا تھا۔"

(7) عہدِ نبوی میں مسجد قبا، مسجد نبوی اور دیگر متعدد مساجد کو وقف کیا گیا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا قیمتی باغ (بیرُ حاء)، جو مسجد نبوی کے عین سامنے تھا، وقف کر دیا تھا اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رومہ نامی کنواں ایک یہودی سے خرید کر وقف کر دیا تھا۔

(8) <u>وقف کی کئی قسمیں ہیں:</u>

☆وقف عام: جسے ابتدا ہی سے عام لوگوں کے لیے وقف کیا جائے۔

☆وقف خاص: جسے پہلے اپنی اولاد، پھر اس کی ذرّیت کے لیے وقف کیا جائے ،بعد میں اسے عام کیا جائے۔

☆وقف مشترک : جس کے منافع کو اپنی اولاد اور عام لوگوں دونوں کے لیے وقف کیا جائے۔

(9) وقف غیر منقولہ جائداد اور منقولہ سامان کو کیا جا سکتا ہے، کسی چیریٹیبل پروجکٹ میں سرمایہ کاری بھی کی جا سکتی ہے، نقد رقم کو بھی وقف کیا جا سکتا ہے اور کئی لوگ مل کر بھی کسی عمارت کو خرید کر اسے وقف کر سکتے ہیں۔

(10) <u>وقف کے سلسلے میں چند اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں:</u>

☆وقف نامہ : وہ تحریر جس میں کسی چیز کے وقف کیے جانے کی صراحت ہوتی ہے۔

☆واقف : وہ شخص جو وقف کرتا ہے۔

☆موقوف : وہ چیز جسے وقف کیا جاتا ہے۔

☆موقوف علیہ/علیہم : وہ شخص/لوگ جن کے لیے کوئی چیز وقف کی جاتی ہے۔

☆جہتِ وقف : وہ مقصد جس کے لیے کوئی چیز وقف کی جاتی ہے۔

☆متولّی : وہ شخص جسے موقوفہ جائیداد کی حفاظت ،نگرانی اور انتظام کا ذمے دار بنایا جاتا ہے۔

(11) <u>وقف کی شرائط یہ ہیں:</u>

☆ واقف عاقل، بالغ اور موقوفہ شئ کا مالک ہو۔

☆ وہ اس شئ کو اپنی ملکیت سے نکال کر متولّی کے سپرد کر دے۔

☆ موقوفہ شئ میں وہ اپنے لیے کوئی شرط نہ لگائے۔

☆ موقوفہ شئ الگ ہو، مشترکہ نہ ہو۔

☆ وقف عارضی مدت کے لیے نہ ہو، دائمی یعنی ہمیشہ کے لیے ہو۔

(12) مقاصد وقف:

اسلامی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وقف بہت سے مقاصد کے لیے کیا گیا ہے، مثلاً:

☆ دینی تعلیم کے لیے :مدارس ، جامعات ، لائبریریاں ، کتابیں

☆ عبادت کے لیے :مساجد یا ان کا سامان

☆ پانی کی فراہمی کے لیے :سبیلیں

☆ غذا کی فراہمی کے لیے :سرائیں

☆ یتیموں، بیواؤں، بے سہارا عورتوں کے لیے

☆ دودھ پلانے والی عورتوں کے لیے

☆ معذوروں اور بوڑھوں کے لیے Old age homes :

☆ علاج معالجہ کے لیے :بیمارستان

☆ حاجیوں کے لیے :حج ہاؤس

☆ مقامات مقدسہ کے لیے

☆ سرحدوں کی حفاظت کے لیے

☆ مسافروں کے لیے

☆ بچوں کے لیے : کھیل کود کے میدان، پارک

☆ حیوانات اور پرندوں کے لیے

(13) اوقاف میں ناجائز تصرفات ہوتے رہے ہیں، اس لیے باشعور مسلمانوں کی ذمے داری ہے کہ ان کے تحفظ کی فکر کریں اور ان کے صحیح مصارف میں استعمال ہونے کی تدبیریں کریں۔

حضرت مولانا ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم :

پچاسوں مسجدیں گریں گی، پرانے قانون کے اندر یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے مسجد بنائی، مکان بنایا گھر بنایا اور وہ پاکستان چلا گیا اس کی ساری جائیداد کسٹوڈین کے اندر چلی جائے گی۔لیکن اگر اس نے وقف کیا ہے تو وہ وقف محفوظ رہے گا وہ وقف کسٹوڈین میں نہیں جائے گا۔ یہ پرانا قانون ہے۔اس نئی ترمیم نے اس قانون کو ختم کر دیا۔اس کا مطلب ہے کہ یہ جتنی مسجدیں بنائی ہوئی ہیں مظفر نگر کے اندر اس زمانے کی، ان سب مسجدوں کے اوپر بلڈوزر چل جائے گا۔آپ ایک مسجد کا رو رہے ہو، میں سمجھتا ہوں کہ پچاسوں نہیں، سیکڑوں ہزاروں مسجدیں گرادی جائیں گی۔آپ بس انتظار کیجیے!اور مجھے حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ ہم نے یہ ایکٹ اوقات کی حفاظت کے لیے بنایا ہے۔ارے ظالمو! ہڑپ کرنے کے لیے بنایا ہے اور کہہ رہے ہو کہ حفاظت کرنے کے لیے بنایا ہے۔ یہ ہے قانون! آپ دیکھ لیجیے اٹھا کر کے دفعہ 107،108۔

وقف ایکٹ 2025 میں بعض ترامیم

شہریوں کے بنیادی حقوق کے خلاف ہیں

از: مولانا محمد برہان الدین قاسمی

ایڈیٹر :ایسٹرن کریسنٹ، ممبئی

وقف ایکٹ 1995 میں حالیہ ترامیم جواب ''وقف (ترمیمی) ایکٹ 2025'' کہلاتا ہے، ہندوستان کے آئینی اور اسلامی تناظر میں سنگین تشویش کا باعث ہیں۔ ان میں کئی دفعات نہ صرف غیر منطقی اور من مانی ہیں بلکہ آئین ہند کے آرٹیکل 14، 15، 25، 26اور 29 کے تحت شہریوں کو حاصل بنیادی حقوق کی براہِ راست خلاف ورزی ہیں۔ ان ترامیم کا مقصد وقف اداروں میں شفافیت اور بہتر نظم ونسق کو فروغ دینا نہیں بلکہ مسلمانوں کے اپنے مذہبی امور میں آزادی کو کمزور کرنا ہے، جو کہ ایک خطرناک نظیر قائم کرتا ہے۔

ایک نہایت قابل اعتراض ترمیم یہ ہے کہ اب کوئی شخص اُس وقت تک وقف نہیں کرسکتا جب تک وہ ''کم از کم پانچ سال سے عملی مسلمان'' نہ ہو۔ یہ شرط شریعتِ اسلامی کی روشنی میں بالکل بے بنیاد اور آئین کے آرٹیکل 25اور 26 کی بھی خلاف ورزی ہے، جو ہر فرد کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اور مذہبی ادارے قائم وچلانے کی آزادی دیتا ہے۔ اسلام میں وقف ایک عبادت اور صدقہ جاریہ کا عمل ہے، جس کے لیے شریعت میں پانچ سال کی کوئی شرط نہیں۔ یہ ترمیم بالخصوص نئے ایمان لانے والوں کو ان کے مذہبی حقوق سے محروم کرتی ہے اور آئین کے آرٹیکل 14 (قانون کی نظر میں مساوات)

اور 15 (مذہب کی بنیاد پر امتیاز کی ممانعت) کی بھی صریح خلاف ورزی ہے۔

ایک اور غیر آئینی ترمیم یہ ہے کہ اب غیر مسلموں کو صوبائی وقف بورڈز اور سینٹرل وقف کونسل میں لازمی طور پر شامل کیا جانا ہے، جو اقلیتوں کو دیے گئے آئینی حقوق بی آرٹیکل 26 اور 29 کی خلاف ورزی ہے۔ ان دفعات کے تحت اقلیتوں کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہبی و رفاہی ادارے، بغیر کسی حکومتی مداخلت کے خود قائم و منظم کر سکتے ہیں۔ اگر ہندو اپنے مندر اور اس سے جڑی جائیدادوں کو خود سنبھالتے ہیں، عیسائی اپنے چرچ اور سکھ اپنے گردوارے، تو مسلمانوں کو یہ آزادی کیوں نہیں دی جا رہی؟ یہ ترمیم خاص طور پر مسلمانوں کو نشانہ بناتی ہے، جس سے قانون اور نظم و نسق میں دوہرا معیار پیدا ہوتا ہے، جو کہ آئین ہند کے مقدمہ میں درج ہندوستان کی سیکیولر روح کے منافی ہے۔

اس کے علاوہ یہ ایکٹ ضلع کلکٹرز اور دیگر سرکاری افسران کو حد سے زیادہ اختیارات دیتا ہے کہ وہ وقف جائیدادوں کی شناخت، جانچ اور حتیٰ کہ انہیں منسوخ تک کر سکتے ہیں۔ یہ حکومت کی زیادتیوں، زمین ہتھیانے اور وقف جائیدادوں پر قبضے کو قانونی شکل دینے کی راہ ہموار کرتا ہے۔ ایسے اقدامات اقلیتوں کی مذہبی آزادی کو پامال کرتے ہیں اور اُن صدیوں پرانے اداروں کو کمزور کرتے ہیں جو یتیموں، غریبوں، تعلیم اور مذہبی ضروریات کے لیے وقف کیے گئے تھے۔

''وقف بذریعہ استعمال'' (Waqf by User) کے تصور کو ختم کرنا بھی ایک تشویشناک قدم ہے، جو اُن جائیدادوں پر مسلمانوں کے عمل دخل کو کمزور کرتا ہے جو

نسلوں سے عوامی خدمت میں استعمال ہو رہی ہیں۔

ایک اہم سوال یہ بھی ہے کہ ''عملی مسلمان'' ہونے کا تعین کون کرے گا؟ کیا اب حکومت شرعی مسائل کی تشریح کرے گی اور کیا حکومت نے مسلمانوں کے دینداری کو ناپنے کا کوئی پیمانہ ایجاد کیا ہے؟ یہ تصور اسلامی اعتبار سے بالکل بے بنیاد ہے، کیونکہ اسلام میں کوئی درجہ بندی یا طبقاتی نظام نہیں ہے جو کسی کو اچھا یا برا مسلمان قرار دے۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے جو یہ جانتا کہ کون انسان اپنے عمل میں کیسا ہے۔ یہ ترمیم بھی آرٹیکل 25 کی خلاف ورزی ہے، جو ضمیر کی آزادی اور انفرادی و اجتماعی طور پر مذہب پر عمل کرنے کا حق دیتا ہے۔

وقف (ترمیمی) ایکٹ 2025 میں شامل متعدد دفعات نہ صرف اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں بلکہ آئینی اصولوں سے بھی متصادم ہیں۔ یہ مسلمانوں کے مذہبی آزادی کو محدود کرتے ہیں، اُن کے ساتھ دوسرے مذاہب کے مقابلے میں امتیازی سلوک روا رکھتے ہیں اور حکومت کو وقف جائیدادوں پر قانونی قبضہ کا راستہ فراہم کرتے ہیں۔

یہ ترامیم نہ صرف مسلمانوں بلکہ ہر اُس شہری کو مسترد کرنی چاہیے جو جمہوریت، سیکولرازم اور آئینی اقدار پر یقین رکھتا ہے۔ یہ بنیادی حقوق، قانون کی مساوات اور اقلیتوں کے حقوق بی جو کہ آئین ہند کی بنیاد ہیں بی کی خلاف ورزی ہے۔ قابل قدر سپریم کورٹ کو اس ترمیمی قانون کا از خود نوٹس لینا چاہیے تھا، تاہم چونکہ اس سلسلے میں مقدمات داخل ہو چکے ہیں، اس لیے توقع ہے کہ عدالت عظمیٰ آئین کی روح اور عدل و انصاف کی بنیاد پر فیصلہ دے گی۔

❖

وقف ترمیمی ایکٹ 2025 – کپل سبل کے اہم قانونی دلائل

وقف قانون سے متعلق ۲۰ مئی ۲۰۲۵ کی شنوائی میں سپریم کورٹ کے اندر کپل سبل کے اہم دلائل:

(1) آئینی خلاف ورزی:

یہ ایکٹ دفعہ 14 (برابری)، 25 (مذہبی آزادی)، 26 (مذہبی اداروں کے انتظام کا حق) اور 300A (ملکیت کے حق) کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ بغیر عدالتی عمل کے وقف کی ملکیت چھینی جا سکتی ہے، جو بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔

(2) وقف کی تعریف بدل دی گئی:

2025 کے ایکٹ میں وقف کو اس وقت ختم شدہ تصور کیا جاتا ہے جب کوئی متنازعہ قرار دے یا سرکاری جائیداد کہہ دے۔ وقف بائی یوزر (Waqf by user) کو بھی ثابت کرنے کے لیے صدیوں پرانے دستاویزات مانگے جا رہے ہیں، جو غیر عملی ہے۔

(3) ریاستی مداخلت اور طاقت کا ارتکاز:

سرکاری افسران (مثلاً کلیکٹر) کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے کہ کوئی پراپرٹی وقف ہے یا نہیں۔ وقف بورڈ میں مسلمانوں کی نمائندگی کم کر دی گئی، CEO غیر مسلم ہو سکتا ہے، Central Waqf Council میں غیر مسلم اکثریت ہو سکتی ہے۔

(4) تاریخی و مذہبی مقامات:

اگر کوئی وقف جائیداد "قدیم یادگار" قرار دے دی جائے تو اس کا وقف ہونا ختم ہو جائے گا (3D)۔ جیسے تاج محل یا جامع مسجد، جنہیں سرکار "محفوظ یادگار" قرار دے سکتی ہے اور ان پر وقف کا اطلاق ختم ہو سکتا ہے۔

(5) قانونی طریقۂ کار کی کمی:

انکوائری کا کوئی واضح طریقہ کار نہیں دیا گیا۔ وقف کی حیثیت ختم کرنے کا عمل عدالتی نگرانی سے آزاد رکھا گیا ہے۔ ایک بار حکومت پراپرٹی پر اعتراض کرے تو وقف ختم، اور متاثرہ فریق کو ثابت کرنا ہوگا۔

(6) وقف کی نوعیت اور اسلامی قانون:

اسلامی نظریے کے مطابق ــ"ایک بار وقف، ہمیشہ کے لیے وقف ــ" ہوتا ہے۔ ریاست کا اس پر قبضہ یا فیصلہ کرنا شرعی اصولوں اور دستور کے خلاف ہے۔

اہم قانونی سوالات:

☆ کیا حکومت کو وقف جائیداد کو بغیر عدالتی کارروائی کے غیر وقف قرار دینے کا اختیار دیا جا سکتا ہے؟

☆ کیا صرف اندراج (registration) نہ ہونے کی بنیاد پر وقف کو ختم مانا جا سکتا ہے؟

☆ کیا مذہبی مقاصد کے لیے مخصوص جائیداد کو قدیم یادگار قرار دے کر وقف کا درجہ ختم کیا جا سکتا ہے؟

اہم نکات کا خلاصہ:

1) قانونی ترامیم کی نوعیت:

سیکشن 3(D) اور 3(E): بغیر پارلیمانی بحث کے قانون میں شامل کیے گئے۔ نہ JPC میں رکھے گئے، نہ ہی ان پر ووٹنگ سے قبل کوئی گفتگو ہوئی۔

سیکشن 2013 :108 قانون میں "always once waqf, waqf'' کا اصول تھا، جواب ختم کر دیا گیا۔

سیکشن 36 اور 40: سابقہ قانون میں سروے کا عمل تھا جس سے جائیداد کو وقف تسلیم کیا جاتا تھا، نیا قانون یہ عمل کالعدم کرتا ہے اور اختیار کلکٹر کو دے دیتا ہے۔

2) آئینی نکات:

آرٹیکل 15 اور 26: مذہب کی بنیاد پر تفریق اور مذہبی امور کی آزادی سلب کرنا، آئینی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ آرٹیکل 300A: ملکیت سے محروم کرنے والے قوانین پر تازہ فیصلے کا حوالہ دیا گیا۔

ڈاکٹرائن آف پروپورشنیلٹی:

حکومت نے جو اقدامات اٹھائے، ان کا مقصد اور ان کے نتائج میں کوئی توازن یا ربط نہیں ہے۔

3) وفاقی وقف کونسل اور بورڈز کی تشکیل:

غیر مسلم ارکان کی تعداد بڑھا کر مسلمانوں کی خودمختاری متاثر کی جا رہی ہے۔ سابقہ قانون میں وقف بورڈز کی اکثریت مسلمان ارکان پر مشتمل ہوتی تھی، اب یہ تناسب تبدیل ہو گیا۔

4) ایڈمنسٹریٹو اعتراضات:

غیر مسلم CEO کی تقرری کی گنجائش۔ اگر کسی جائیداد پر تنازع ہے، تو اسے وقف کے طور پر رجسٹر نہیں کیا جا سکتا، اور نہ ہی ٹریبونل سے رجوع ممکن ہے۔ بغیر رجسٹریشن کے کوئی چارہ جوئی ممکن نہیں۔

5) ثقافتی اور مذہبی پہلو:

مساجد، درگاہیں، اور دیگر آثار قدیمہ کو ASI کے تحت لا کر ان کی مذہبی حیثیت ختم کرنے کا اندیشہ۔ گواہی اور ثبوت کے مطالبے جیسے کہ پانچ وقت نماز پڑھنے کی تحقیق، آزادیٔ مذہب کے منافی ہے۔

دل کی بات

مولانا محمود اسعد مدنی صاحب:

ہمارے لیے یہ سنہرا موقع ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ بات کر رہے ہیں اوقاف کے ترمیم شدہ ایکٹ کے بارے میں۔تو تین باتیں میں اس موقع پہ کہنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ بی جے پی اور ملک میں موجود ان کے ہمنواؤں اور ہمارے میڈیا کے دوستوں کے ذریعے سے یہ تأثر دیا گیا، یہ امپریشن دیا گیا کہ اس سے پہلے کا جو ایکٹ تھا امینڈ منٹ ہونے سے پہلے، وہ اگر رہتا تو جو چاہتے وقف بورڈ والے، کر لیتے۔ حالانکہ پہلے بھی جو وقف بورڈ تھے، وہ باقاعدہ ایک سسٹم کے تحت بنائے جاتے تھے۔ اس میں مسلم سوسائٹی کا کوئی رول نہیں ہوتا تھا، نہ پہلے ہوتا تھا نہ آج ہے۔ وقت بورڈ کے بنائے جانے میں سوسائٹی کا کوئی رول کبھی نہیں رہا بلکہ پولیٹیکل پارٹیز جو گورنمنٹ بنایا کرتی تھیں وہ گورنمنٹ کانسٹیٹیوٹ کرتی تھی سینٹرل وقت کونسل بن رہی ہے تو سینٹرل گورنمنٹ بنا رہی ہے اسٹیٹس کے وقف بورڈ بن رہے ہیں تو اسٹیٹس کی سرکاری بنا رہے ہیں۔ مسلمانوں کو کوئی رول نہیں ہوتا تھا اس میں۔ ہاں! یہ ضرور ہوتا تھا اور ابھی بھی ہوگا کہ سرکاریں اپنی مرضی کے مسلمانوں کو as well as other کو بنالیں گے۔ اس سے پہلے ہوتا تھا کہ وہ اپنی مرضی کے لوگوں کو بنایا کرتے تھے، اب بدقسمتی سے سارے ملک میں میڈیا کے ذریعے سے یہ پھیلا دیا گیا کہ یہ تو ایسا لگتا ہے جیسے کہیں باہر سے، چائنہ سے آ کے لوگ بیٹھے تھے یہاں اور آ کر کے انہوں نے وقف بورڈ بنا رکھے تھے اور قبضے کر لیا تھا۔ وہی پارٹی جو آج یہ ہی کہہ رہی ہے کہ قبضے کرتے تھے وہی پارٹی 2009

میں یہ کہا کرتی تھی کہ ان کی زمینوں کو قبضے ہوئے ہیں اور ہم ان کے چھڑوانے میں رول پلے کریں گے۔ 2009 سے آج تک اتنی چینجز آ گئی کہ 2009 تک جو کمیونٹی مظلوم تھی وقف کے معاملے کو لے کر، وہی کمیونٹی ظالم ہو گئی کہ انہوں نے یہ گریپ کر لیا، یہ گریپ کر لیا اور یہ گریپ کر لیا۔ تو معاملہ وقف کا نہیں ہے، معاملہ پولیٹکس کا ہے۔ مسلمانوں کے نام پر مسلمانوں کے خلاف مسلمانوں کے لیے کبھی ہمدرد بن کے اور کبھی گالی دے کے، ہمدردی کے پیچھے بھی گالی چھپی ہوئی ہے۔ اس ایکٹ کو انتہائی بدنیتی کے ساتھ لایا گیا ہے۔ یہ سوسائٹی کے لیے، کمیونٹی کے لیے یا ملک کے لیے، کسی کے حق میں نہیں ہے۔ مان لو! سوسائٹی کے لیے، مسلمانوں کے لیے خراب ہوتا ہے لیکن ملک کے لیے اچھا ہوتا، تو بھی ہمارے سر آنکھوں پہ ہو سکتا تھا۔ ہاں ٹھیک ہے، تھوڑی تکلیف ہوگی برداشت کر لیں گے، کوئی بات نہیں۔ دیش کا بھلا ہو جائے۔ نہ دیش کے لیے، نہ کومن سوسائٹی کے لیے، بھارتیوں کے لیے اور نہ ہی مسلمانوں کے لیے، کسی کے لیے یہ قانون صحیح نہیں ہے۔ اور اس طرح کی امینڈمنٹ صحیح نہیں ہے۔

یہ لوگ سدھار کرنے کی بات کرتے ہیں، تو ایک چھوٹی سی چیز تھی کہ قبضہ کرنے والے کے خلاف — جسے یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے بھی قبضہ کر رکھا ہے — قبضہ کرنے والے کے خلاف کریمنل کیس بنے گا۔ آپ نہیں اس امینڈمنٹ میں اس کریمنلٹی کو ختم کر دیا۔ تو کیسے فائدہ پہنچایا آپ نے؟ آپ تو قبضہ کرنے والوں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں، بلڈروں کو فائدہ پہنچانا چاہ رہے ہیں کہ جو پرائم لوکیشن کی لینڈس ہیں وہ بلڈرز کو مل جائے۔ ہم نے، ہمارے پورکھو نے، بڑوں نے یہ فیصلہ کیا ہم اس ملک کے باشندے

ہیں اس ملک میں ہی رہیں گے اور اس کے خلاف اس کو لے کر لڑائی لڑی ایک لمبی۔ اپنی کمیونٹی کو ان لوگوں سے جو تھوڑے سے تھے تعداد میں اور جن کے سپورٹ میں یہ لوگ کھڑے تھے اس وقت بھی، ہم نے ان سے لڑائی لڑی۔ اور ہم سے اس دیش کے فاؤنڈرز نے، آزاد بھارت کے فاؤنڈرز نے کچھ Commitments (وعدے) کیے تھے، ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میجورٹیرین اپروچ کے ساتھ ان کمٹمنٹس کو اور اس ملک کی بنیاد رکھنے والے لوگوں کو روندا جانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ تو اس تکلیف کا اظہار؛ معلوم ہے مجھے کہ میرے یہ الفاظ، میرے یہ احساس، میری کمیونٹی کی یہ فیلنگ بہرے کانوں سے سنی جائے گی، یہ مجھے معلوم ہے۔ وہ دل تک نہیں جائے گی، کیونکہ وہ ایک خاص سوچ بنا لی گئی ہے، اس سوچ کے تحت ایکشن لیے جا رہے ہیں، آدمیوں سے کوئی مطلب نہیں ہے، انسانوں سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ اس لیے کہتے ہیں کہ ـــ ”بھینس کے آگے بین بجاؤ، بھینس پَری پکھرائے ـــ“ ہمارے ہاں کہاوت مشہور ہے۔ تو صدا بصحرا ثابت ہوگی لیکن میری ایک ذمہ داری ہے، ہمارے اس دیش کے ایسے ناگرک ہونے کے ناطے سے ہماری ایک ذمہ داری آئی ہے کہ ہم غریب کچلے ایسے لوگوں کو جنھیں سائیڈ لائن کر دیا گیا، جنھیں روندے کی تیاری کر لی گئی اور روندا جا رہا ہے، ان کی طرف سے دل کی تکلیف کا اظہار کرسکوں۔ تو بس سوالوں کے جواب نہیں ہیں میرے پاس۔ کیونکہ جو سوال ہیں ان سوالوں کو سنتا ہوں میں، تو سوچتا ہوں کہ ان لوگوں کے پاس شرم نام کی چیز ختم ہوگئی!؟ ایک دم Shameless (بے شرم) ہو گئے!؟

تو بہر حال میں پھر ایک مرتبہ شکریہ ادا کروں گا آپ لوگوں کا اس بات کے لیے کہ

لڑائی جاری رہے گی، ختم نہیں ہوگی۔ جو قربانی دینی پڑے۔ پہلے بھی دی گئی ہے، آزادی سے پہلے بھی قربانیاں دی گئی ہیں۔ اگر لڑنا پڑے گا، لڑیں گے۔ صبر کرنا پڑے گا، صبر بھی کریں گے۔ اور کر رہے ہیں۔ نہایت صبر کے ساتھ پوری کمیونٹی، انصاف کے انتظار میں ہے اور یہ بھی کہہ دوں میں آپ کو کہ خوبصورت ملک ہے یہ، اس ملک کے لوگ ایسے نہیں ہیں۔ کچھ ہیں جو اس طرف لے جانا چاہ رہے ہیں۔ تو ہم اکیلے نہیں ہیں، یہ بھی یقین ہے۔ آپ میں سے ہی بہت سارے لوگوں کا ہم کو بھی ساتھ ملے گا، ملک کا ساتھ ملے گا۔ بدلے کا وقت، صبح بھی ہوگی۔ ہمیشہ تو رات نہیں رہے گی۔ وقت کروٹ لے گا۔

ایک اہم تجویز یہ ہے کہ ہم نے لوگوں سے یہ اپیل کری ہے کہ ''پیس فل پروٹیسٹ (پرامن احتجاج) اس حق کا، ہر حال میں لوگوں کو استعمال کرنا چاہیے۔ اور اس ایکٹ کے خلاف ہر لیول پر، ہر جگہ پہ پروٹسٹ ہونے چاہیے۔''

ایک بات یہ کہ یہ چاہا گیا ہے۔ دوسرا یہ کہ اس کی بہت مذمت کی گئی ہے اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جہاں بھی وائلنس ہوگا اس ایکٹ کے نام پر ہو یا کسی نام پر ہو، وہ وائلنس تحریک کو کمزور کرے گا۔ اور وائلنس کسی بھی مسئلے کا حل کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے جو کچھ بھی ہونا چاہیے، پیس فل ہونا چاہیے۔ اور جہاں وائلنس ہوا ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں شدت کے ساتھ۔

مولانا نیاز احمد فاروقی:

جمیعۃ علماء کا ہسٹوریکل رول ہے کہ کوئی بھی کرائسس کے ٹائم میں، ملک کے

سامنے کوئی بڑا سوال آتا ہے، تو ملک کے لوگوں کو کی صحیح رہنمائی کرنا خاص طور سے نوجوان طبقے کو صحیح راستے پہ رکھنا؛ یہ ہماری بنیادی ذمہ داری ہے۔ ابھی یہ جو یہ وقف کا مسئلہ ہوا، تو ایک تو وقف کے بارے میں سوالات ہیں لیکن اس کے اندر دو تین باتیں ایسی پیدا ہوئیں کہ جس نے اس وقف سے بڑے مسائل کھڑے کر دیے۔ جس طریقے سے کہ وقف کے سلسلے میں احتجاج کرنے والوں کو کچلا جا رہا ہے اور ان کی زبان بند کی جا رہی ہے، صرف کالی پٹی لگانے پر جو کچھ ہو رہا ہے، ایسے میں سوال اب صرف وقف کا نہیں رہ گیا، democracy vs dictatorship کا سوال پیدا ہو گیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایمرجنسی میں کیا ہوا تھا؟ سب سے پہلے ہماری زبان پہ پابندی لگائی گئی تھی۔ اس سے بڑا اس وقت سوال ہے کہ کس طریقے سے پورے ملک کے اندر دہشت پھیلائی جا رہی ہے۔ ایسے میں ہمارے لوگ جوری ایکٹ کریں گے، تو یہ ضروری ہے کہ ہم ان کی صحیح رہنمائی کریں۔ تو اس ملک کے عوام کی اتنی بڑی تعداد کو آپ لاٹھی اور ڈنڈے کے ذریعے آپ دبا نہیں سکتے۔ یہ کبھی نہیں ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔ ہم اس کو اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ہم صحیح لوگوں کی صحیح رہنمائی کریں۔ تو احتجاج تو ہوگا چاہے حکومت کچھ بھی کرے۔ پہلی بات تو یہ ہے لیکن اس احتجاج کے کرنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ یہ بھی اپنے لوگوں کو کلییئر ہونا چاہیے۔ کیسے ہی حالات ہوں جتنی بھی گولی چلے، کچھ بھی ہو، تشدد کا راستہ ہمارے لیے نہیں ہے۔ اسلام اجازت نہیں دیتا تشدد کا، کبھی نہیں اجازت دیتا۔ تو دونوں ہی باتیں ہیں کہ ایک یہ کہ احتجاج سے ہم کو روکا نہیں جا سکتا اور دوسرے یہ کہ ہم احتجاج میں نہ متشدد کریں گے، نہ تشدد ہونے دیں گے۔

وقف قانون کے سلسلے میں یہ سرکار اندھا دھند آنکھوں میں دھول جھونک رہی ہے اور باقاعدہ لوگوں کو گمراہ کیا جارہا ہے۔

ایک چیز ہم یہ بھی بتانا چاہتے ہیں کہ اس بل کو چیلنج کرنے بہت ساری تنظیمیں عدالت میں گئی ہیں اور ہم بھی عدالت کے اندر پارٹی ہیں اور ہمارا فوکس اس بات پر ہے کہ یہ کانسٹیٹیوشن کے بچاؤ کا سوال ہے، یہ ہندو مسلم کا سوال نہیں ہے بلکہ ہمارے دستور کے بنیادی روح اور اس کی ویلیوز کا سوال ہے۔تو یہ آپ دیکھیں گے کہ کون کون سے دستوری پوائنٹ ہیں جو ہم نے اپنے عدالت کے سامنے پیش کی ہیں اس کا کچھ خلاصہ ہم نے اس کے اندر دیا ہے۔

برائے مطالعہ

وقف کے اس معاملے کو تفصیل سے سمجھنے کے لیے ان چار کتابوں کا مطالعہ مفید ہوگا :

☆ وقف ایکٹ 1995 اور وقف ترمیمی بل 2024 کا تقابلی جائزہ: سید محمد عادل فریدی

☆ وقف ترمیمی ایکٹ 2025 — عام فہم اردو ترجمہ وتشریح: مفتی قیام الدین قاسمی

☆ وقف ایکٹ میں ترمیم کے مراحل: حضرت مولانا محمد ولی رحمانی رحمہ اللہ

☆ عون الغفار فی حل تنویر الابصار کتاب الوقف: مفتی محمد مرشد قاسمی (وقف کے مسائل کو سمجھنے کے لیے)

فارم برائے تحفظ اوقاف (مدرسہ مسجد، قبرستان، عیدگاہ درگاہ)

Form for the protection of the Waqf properties

(Madrasa/Masjid/Burial ground/Eid prayer-yard/Shrine)

مدرسہ، مسجد، قبرستان، عیدگاہ، درگاہ کا نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مقام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پوسٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تھانہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بلاک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پن کورڈ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

Name of Madrasa/Masjid/Burial ground/Eid prayer-yard/Shrine...

..................................Vill..............................Post................................P.S...................................

Block...Distt...Pin..................................

تاریخ سن قیام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وقف وغیر وقف یار جسٹر (ٹرسٹ وسوسائٹی مدرسہ بورڈ) دفتر رجسٹرڈ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وقف رجسٹر نمبر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

Date & Year of Establishment...Waqf No./Regd. No...........................

Waqf or Non-Waqf Property/Regd. (Trust & Siciety/Madarsa Board/ Non Regd........................

....

Building Details with image ________________ عمارت کی تفصیلات مع تصویر

property details & Waqf land ________________ وقف زمین وجائداد کی تفصیلات

Who is the owner of the endowed property? ________________ جائداد موقوفہ کس کی تحویل میں ہے؟

Muslims population quanlity. ________________ تعداد مسلم آبادی

Is Friday & Eid prayers continuo or not? ________________ جمعہ وعیدین ہے یا نہیں

Committee details ________________ تفصیلات کمیٹی

Administrator's Name ________________ متولی کا نام

President's Name ________________ نام صدر

Vill (مقام) ____________ P.O. (پوسٹ) ____________ Distt. (ضلع) ____________

Contact No. (رابطہ نمبر) ________________

مسلکی وملی حالات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کسی طرح کا کوئی مسئلہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نوٹ : مدارس، مساجد، قبرستان، عیدگاہوں اور درگاہوں کے تحفظ دینے کے لیے مذکورہ بالا تفصیلات محفوظ کریں تا کہ موجودہ اور آئندہ ہونے والے خطرات سے بچنے کے لیے ایک مضبوط اور محکم لائحہ عمل (Procedure) تیار کیا جائے اور واقف (Endower) کے مقصد ومنشا کے خلاف کسی بھی طرح کے اقدامات کو مسترد کیا جائے۔

اپیل وگذارش

جامعہ حسینیہ مدنی نگر کشن گنج بہار جس کی بنیاد بیادگار شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ ۲۸ ؍ شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۹ ؍ دسمبر ۱۹۹۷ء بروز منگل زیر سرپرستی فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی قدس سرہ العزیز رکھی گئی، الحمدللہ اکابر علماء کرام اور بزرگانِ دین کی دعاءِ نیم شبی اور توجہات کی بدولت آج یہ ادارا اس قلیل مدت میں شمالی بہار کا مثالی ادارہ بن چکا ہے۔ الحمدللہ جامعہ کی طرف روزِ اول ہی سے مقتدر اکابر علماء اور صلحاء عظام کا رجوع رہا ہے، اور ان ہی اکابر کی دعائیں ہیں کہ ادارہ نے اس قلیل عرصہ میں تعلیمی اور تعمیری ہر دو سمت میں ایسی محیر العقول ترقی کی ہے کہ کوئی بھی اس کا کھلی آنکھوں مشاہدہ کر سکتا ہے۔

مدرسہ کی ابتداء سے اب تک تقریباً ایک ہزار سے زائد حفاظِ کرام بحمداللہ جامعہ سے تکمیل حفظ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں، ادارہ میں کوئی مستقل آمدنی کا ذریعہ نہیں بس توکل علی اللہ اور آپ مخلصین ومحبین کے حسن تعاون سے ادارہ کی جملہ ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ فی الوقت بھی جامعہ میں ۵۳۴ ؍ طلبہ ہاسٹل میں مقیم ہیں، جن کی جملہ ضروریات کی کفالت جامعہ کرتا ہے۔

طلبہ کے لئے ڈائننگ ہال اور ایک بڑے جنریٹر کی کئی سالوں سے بہت کمی محسوس کی جا رہی ہے، ساتھ ہی جامعہ کی مسجد اسعد کے صحن کا کام اس وقت جاری ہے، جس پر بڑا صرفہ ہے۔

اس لئے تمام مخیرین ومحبین جامعہ سے درخواست ہے کہ جامعہ کو اپنی مخصوص دعاؤں میں یاد رکھیں اور جہاں تک ممکن ہو سکے دامے درمے ضرور تعاون فرمائیں۔

رب کریم آپ تمام محبین ومتعلقین کو اپنی شایانِ شان بے حد جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

محمد غیاث الدین قاسمی

بانی ومہتمم جامعہ حسینیہ مدنی نگر فرینگوڑا، کشن گنج بہار